معجون صنائع و ملین مکان فضل و خلائق زمین و زمان

دیوان جرأت

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیل پیج کے تین صفحہ جو سادے رہیں انمیں بعض کتب کلیات و دواوین و واسوخت و مثنویات درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب کلیات و دواوین و واسوخت

کلیات انشاء اللہ خان - نتیجہ طبع شاعر نامی بذلہ سنج میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علی خان میں بڑے مقرب حاضر جواب تھے

کلیات نساخ - عمدہ کلیات جسمین نادر رسائل شامل ہیں ۱- شاہد عشرت - ۲- سخن شعرا - ۳- اشعار نساخ ۴- مرغوب دل - ۵- دفتر بیمثال - ۶- گنج تواریخ - ۷- چشمہ فیض - ۸- قند پارسی - ۹- زبان ریختہ - ۱۰- قطعہ منتخب - از جلوہ گری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان بہادر نساخ -

شاہد عشرت - فقط
سخن شعرا - ”
اشعار نساخ - ”
مرغوب دل - ”
دفتر بیمثال - ”
گنج تواریخ - ”
چشمہ فیض - ”
قند پارسی - ”
زبان ریختہ - ”
قطعہ منتخب - فقط

کلیات سودا - قصائد و مثنویات و دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا مرزا رفیع السودا مستند الکلام

کلیات نظیر - اکبر آبادی -

کلیات تراب - مجموعہ جسمین چند کتابیں ہیں - ۱- دیوان - ۲- مثنوی عاشق صنم - ۳- شہریان ۴- شجرہ قادریہ -

کلیات صنعت - کلام شاعر مستند کریم الدین صنعت -

کلیات ناسخ - دو دیوان صفحہ اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر شیخ امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی

کلیات آتش - طبعزاد سخنور نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ -

کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب محمد مردان علی خان بہادر -

کلیات میر تقی - استاد مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی مکرر چھپا -

معہ صنائع و مکملین فضل و خلاق زمین و زمان

دیوان ظفر

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہ ہے وہ دل عیاں ہو جس سے جلوہ تیری قدرت کا
خوشا وہ آنکھ جو دیکھے تماشا تیری صورت کا

گزر ہر قدم پہ میرے ہو اگر اُس حور طلعت کا
سوادِ گور بن جائے سپیدہ صبح جنت کا

طلوع صبح پیری ہی بجا نقارہ رحلت کا
اُٹھا ابتک نہ آنکھوں سے ہماری پردہ غفلت کا

ہیں وہ ہوں رند ہی زاہد جہنم سرد ہو جائے
گرے گر ایک بھی قطرہ مرے اشکِ ندامت کا

جگر کو تاب تن کو زور آنکھوں کو بصارت دو
کرو سامان اِن کہنہ مکانوں کی مرمت کا

سفر سنکر تمھارا روح تن سے نکلی جاتی ہی
تمھارا روز رخصت روز ہی عاشق کی رحلت کا

کہیں شیشے کہیں ساغر کہیں میکش پڑے ہونگے
بگڑ جائیگا میرے بعد ساقی رنگ صحبت کا

تمامی عمر کی ہی سامنے ہی گور کی منزل
سفر آخر ہوا وقت آگیا قطع مسافت کا

ہوا کب آشنا میرا سرِ شوریدہ بالش سے
نہ دیکھا بختِ خوابیدہ نے اک شب خواب راحت کا

شبِ فرقت میں جو کوئی ہے ہماری گرم آہوں کے
دہکتا جائیگا انگارے کی صورت داغ حسرت کا

رہی ہی وہ بھی ہی [?] رنگ بابن جس پھول کو دیکھا
یہ سارا باغ عالم ہی مرقع اُسکی صورت کا

جدا دل مجھسے ہی پھنس کے تمھارے دام گیسو میں
ہزار افسوس کیسا آشنا چھوٹا ہی مدت کا

سرِ سیلِ فنا تلوار کے جو گھاٹ اُتر جائے	شناور ہے وہی بے شبہ دریائے محبت کا
لپٹ جاتا ہے وہ جن بنکے جسکو آدمی کہیے	طریقہ اُٹھ گیا دنیا سے کیسا آدمیت کا

کمر کو باندھ کر جرّار اب تم بھی روانہ ہو
چلا ہے کربلا کو قافلہ اہلِ زیارت کا

اسیرانِ قفس جب ہوگئے بے دست و پا چھوٹا	کترکر بال و پر صیاد اگر چھوٹا تو کیا چھوڑا
مزارِ شاہدی سے صدا آتی ہے یہ پیہم	غبارِ قیس کس صحرا میں اے بادِ صبا چھوڑا
گرانِ خاطر ہوا ہمراہیوں کو اپنے میں ایسا	کہ سب نے راہ میں مجھکو بہ رنگِ نقشِ پا چھوڑا
کہوں کیا حسرتِ دل اُس مریضِ دردِ ہجراں کی	کہ جس بیمار کو تو نے مسیحا بے دوا چھوڑا
مٹی جب تاب و طاقت روح کیونکر جسم میں ٹھہرے	شکستِ بادشہ ہے فوج نے جب معد چا چھوڑا
ہوئے جب خاک لپٹے گرد بنکر اُنکے دامن سے	پس مردن نہ ہمنے شیوۂ اہلِ وفا چھوڑا
مبارک حسرتِ ترکِ جہاں اہلِ تنعم کو	اُٹھا درویش جب دنیا سے خالی بوریا چھوڑا
قلم جب لکھتے لکھتے رکھدیا میں نے تو راحا	عصا کیا ہاتھ سے موسیٰ نے چھوٹا اژدہا چھوٹا
خفا گل سے ہوئی بلبل لڑی قمری صنوبر سے	شگوفہ آپ نے گلزار میں جا کر نیا چھوڑا
ہوئے بیزار یہ عاشق تمہارے دونوں عالم سے	لگائی آگ دوزخ کو جناں کا راستا چھوڑا
ذلیل ایسا کیا انکو ترے پستاں کے جوبن نے	اناروں نے چمن میں خندۂ دنداں نما چھوڑا

خبر کیا دل کی اے جرّار عشقِ خط و گیسو میں
خدا جانے بلاؤں نے نہ چھوڑا اسکو یا چھوڑا

عید قرباں آئی جامہ سرخ ہے صیاد کا	شورِ مرغانِ قفس میں ہے مبارکباد کا
سخت جانی سے پھرا منھ خنجرِ جلاد کا	کیا ہر اک تارِ نفس بھی تار تھا فولاد کا
شاد ہو بلبل قفس میں غمکدہ گلشن کو جان	یاں ہے امید رہائی قید تھا واں صیاد کا
مرقدِ عاشق پہ کہتا ہے تجاہل سے وہ [illegible]	یہ مزارِ تازہ ہے کس خانماں برباد کا

عشق جانان میں ہی دل بھی دشمن جانِ حزین	رابطہ بس ہوچکا آپس میں چار اضداد کا
رہبری کو خلد سے آئی ذبیح اللہ کی روح	راستہ بھولا جو مجھکو کوچۂ جلاد کا
حال پر مظلوم کے ظالم کو کب آتا ہی رحم	نالۂ بلبل سے دل دُکھتا نہیں صیاد کا
قصر میں شیرین لیے بیٹھی رہی تیغ ادا	بیستون پر کام تیشے نے کیا فرہاد کا
مانع گریہ نہو گلشن میں تو ای باغبان	آبروے گل ہی آنسو بلبلِ ناشاد کا
کام کیا پھولوں سے خواہان اُس مصور کا ہوں میں	جسنے کھینچا ہی مرقع گلشنِ ایجاد کا
بے سبب آنکھیں نہیں وا رہگئیں مذبوح کی	شوق ہی ابتک اُسے نظارۂ جلاد کا
جوہروں سے خط کے ہمکو صاف یہ ثابت ہوا	روے روشن آپ کا آئینہ ہی فولاد کا
دیدۂ شیرین سے کیوں جاری نہو سیلاب خون	کوہ پر طوفان ہو جب خونِ سرِ فرہاد کا
روحِ شیرین نے کیا پیراہن ہستی کو ترک	سوگ اُتارا مرگ کے پردے میں کیا فرہاد کا

قبر میں جرار سے پرسش کو آئے ہیں ملک
یا علیؑ مرتضےٰ موقع یہ ہی امداد کا

بندھا ہی دھیان یہ گلشن میں دل کو تیغ قاتل کا	صداے نغمۂ بلبل ہی نالہ حلقِ بسمل کا
یہ سینہ جلوہ گہ یارب ہی کسکے حسن کامل کا	کہ برقِ طور پر تو ہی مرے آئینۂ دل کا
بچے توشہ مسافر کا جہان میں کس طرح دیکھیں	کہ کُتّا رہزنی پر شیر ہی اِس کہنہ منزل کا
ضعیفی میں توان و طاقت و آرام جاتے ہیں	غضب اسوقت میں ہی چھوٹنا یاران محفل کا
یہی ہی گر خلش صیاد گلچیں کی تو سن لینا	رہیگا نام بھی باقی نہ گلشن میں عنادل کا
کریم بے بضاعت کو سوا ہی تیغ قاتل سے	دم حاجت نکلنا آستین سے دست سائل کا
نہ نکلی زورقِ دل بحر الفت کے تلاطم سے	یہ وہ کشتی ہی جسنے منہ کبھی دیکھا نہ ساحل کا
شرارت مہوشوں کی عاشقوں کو قتل کرتی ہی	جلا دیتا ہی پروانے کو جلنا شمع محفل کا
عجب کیا قاتل و مقتول کو کچھ رنگ دکھلائے	یہ رونا دیدۂ جوہر کا ہنسنا زخم بسمل کا

لباس زعفرانی کس نے بدلا آکے دریا پر / تبسم آج تک تھمتا نہین لبہائے ساحل کا

یہی ہی آرزو جرار کی شبیر علیہ السلام و شبر علیہ السلام سے / حیات و مرگ مین اپنے نہ دیکھے وقت مشکل کا

چڑھاتے ہین لب گلگون ترے منھ باغ مین گل کا / کیا ہی تنگ کیا کیا قافیہ بالون نے سنبل کا

چمن زار محبت مین مین طالب ہون اسی گل کا / عیان ہر برگ گل سے رنگ ہی جسکے تجمل کا

خفا صیاد گل آزردہ گلچین دشمن جان ہی / اب آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا انجام بلبل کا

زبان کو ذائقہ دیتا ہی کیا مرد قانع کی / نہین کم قند و شکر سے نمک خوان توکل کا

لحد پر آئے تو ایک عالم تو مردہ جی نہین سکتا / جگائے سبزۂ خوابیدہ کو کیا شور بلبل کا

قفس مین لے نہ نام رہائی جیتے جی بلبل / کوئی تو دام مین صیاد رشتہ ہو رگ گل کا

شکنجے مین گردون کو آسمان نے یہ دبایا ہی / کہ ہر ذرہ ہی پامال خلائق ہی نہین پل کا

لبون پر حرف مطلب آکے بیسے تھم رہا ساقی / دہان شیشہ غل کرتا رہا محفل مین قلقل کا

نئی صیاد کو سوجھی ہی شوخی صحن گلشن مین / کہ شاخ گل مین لٹکایا ہی لاشہ لاکے بلبل کا

زوال حسن مین کیا قدر باقی ہی حسینون کی / کہ مطبخ مین جلاتے ہین خزان دیدہ شجر گل کا

کیا یارون نے ناحق دفن مجھکو صحن گلشن مین / جگائے دیتا ہی خواب عدم سے شور بلبل کا

کیا سیماب کے چشمے مین مسکن آکے ناگن نے / پڑا ہی تیرے روئے صاف پر پابیچ کاکل کا

نشاط افزا بہار آئی ہی ابکی سال گلشن مین / جدھر دیکھو ادھر رنگ اڑ رہا ہی خون بلبل کا

علی کی شہسواری مجھکو ای جرار بھائی ہی / گلے مین میرے ہی طوق اطاعت نعل دلدل کا

عاشق ہین دل سے ہون قد و پستان یار کا / سایہ پسند ہی شجر میوہ دار کا

کیون دل پسند خال نہو روئے یار کا / نقطہ ہی قاف قدرت پروردگار کا

ظالم ذرا سمجھ کے ستانا کسی کا دل / ہر موئے تن قلم ہی وقائع نگار کا

اک دن نہ بارِ دوشِ نسیمِ سحر ہوا
اللہ رے دماغ ہمارے غبار کا

کشتہ قوش کی تیغ نگون کا ہون شہید
قوس قزح جو شعلہ ہی شمعِ مزار کا

شادی ہوئی کمال جوانانِ باغ کو
گھونگھٹ اُٹھا جو رخ سے عروسِ بہار کا

نازان ہین اپنے زہد و عبادت پہ اہلِ زہد
یان آسرا ہی رحمتِ پروردگار کا

گذرا شباب ہجر مین پیری ہوئی عیان
چمکا ستارہ صبحِ شبِ انتظار کا

پوچھو نہ ہم سے منزلِ ہستی کا ماجرا
کیا کوچ کیا مقام غریب الدیار کا

غافل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم
آغاز مین خیال کر انجام کار کا

آنکھین نہ کھولے خوف سے گردون پر آفتاب
مُنہ دیکھ لے جو میری شبِ انتظار کا

خندان ہوے خوشی سے جوانانِ باغ سب
مژدہ سُنا جو آمدِ فصلِ بہار کا

سینہ گلون سے تختۂ گلشن بنائین ہم
چھلا جو ہاتھ آئے ہمین دستِ یار کا

جرّار کیون نہ چھائے زمانے مین رنگ کفر
مُنہ پردۂ غلاف مین ہی ذوالفقار کا

کس طرح طالب ہون مین دنیا کے عز و جاہ کا
بوجھ اُٹھ سکتا ہی کس سے خیمہ و خرگاہ کا

کیا مٹے نقشِ محبت دل سے اُس ذیجاہ کا
داغ لالے کا نہ چھٹتا ہی نہ دھبا ماہ کا

عجز سے پائینگے ہم رتبہ فنا فی اللہ کا
قد الف سا جھُک کے بنجائیگا لام اللہ کا

بارگاہِ عشق مین کب ہی تفاوت کا مقام
ایک سا رتبہ یہان ہی ہر گدا و شاہ کا

قتل گہ مین یہ گل زخم شہیدان کھل گئے
گلشنِ جنت بنا میدان شہادت گاہ کا

بدلیان آنے لگین بارش کا پھر ساماں ہوا
دھیان آیا پھر مجھے اُس ساقیِ جم جاہ کا

شیخ و زاہد دونون تھک تھک کر رہ گئے راہ مین
عاشقون نے طی کیا کوچہ فنا فی اللہ کا

دیکھین کیا گلشن مین ہم رنگِ عروسانِ چمن
چار دن زیبِ بدن رہتا ہی جوڑا بیاہ کا

منزلِ ہستی کے غم جا کر عدم مین مٹ گئے
رنج بھولا ملکے یارانِ وطن سے راہ کا

وصف ابرو لکھ کے لکھون مصحفِ عارض کا وصف
پیشتر قرآن سے مد کھینچون مین بسم اللہ کا

دل مرا واپس کرو بوسے کا یا وعدہ کرو
فیصلہ پہلے سے ہوجائے زرِ تنخواہ کا

واعظا اتنا بتا لِلّٰہ مجھکو صاف صاف
مرتبہ دل کا زیادہ ہی کہ بیت اللہ کا

کیون عروس مرگ ایذا دے نہ وقت واپسین
غمزے کرتی ہی دُلھن تا دل کُھلے نوشاہ کا

زیر گردون کب رہی مغرور کی گردن بلند
بنگیا جام گدائی کاسۂ سر شاہ کا

قرب حق چاہے تو راحت دے دلِ مومن کو تو
شیخ کعبہ بھی مجاور ہی اِسی درگاہ کا

اہل دنیا کی اُٹھائے ضرب کب مردِ خدا
تازیانہ شیر کیا کھائے دُمِ روباہ کا

بیکسون کی آہ سے ظالم کو لازم ہی گریز
آتش قہر خدا ہی ہر شرارہ آہ کا

ہون لیکن مین بھی اُسی

جس سے دولت فقر کی جرّار سلمان کو ملی
بندۂ ناچیز لیکن مین بھی اُسکی ہون درگاہ کا

ہی دھیان بیکسی مین گیسوئے پُرشکن کا
جو گھونٹ حلق مین ہی پھندا ہی وہ رسن کا

پھولا ہوا جو دیکھا تختہ کوئی چمن کا
آنکھون مین صاف نقشہ پھرنے لگا وطن کا

دیکھا جو سرخ چہرہ اُس شوخ گلبدن کا
آنکھون مین صاف نقشہ پھرنے لگا چمن کا

انصاف پر جو آئے بلبل کے خصم دل ہے
رکھے کتر کے پھاہا گل اپنے پیرہن کا

بسمل پہ وار ایسے تلوار کے لگائے
بازو قضا نے چوما اُس ترک تیغ زن کا

زنّار ہی رگ جان اُلفت مین اُس صنم کی
عالم ہی اپنے دل مین ناقوس برہمن کا

برسون ہی ہونٹ چاٹے لذت ہوئی یہ حاصل
بوسہ لیا جو اک دن اُسکے لبِ دہن کا

صبح و مسا موذن کسکو پکارتا ہی
نالان ہی کسکے غم مین ناقوس برہمن کا

پہلی ہی شب لحد کا احوال کُھل گیا سب
دولھا سے کچھ نہ پردہ باقی رہا دلھن کا

آباد پھر نہوگی برباد ہی رہیگی
راہی ہی مسافر جبدن سرائے تن کا

حسنِ صبیح کسکا یارب نظر پڑا ہی
مُرجھا گیا ہی تختہ گلشن مین یاسمن کا

کہتا ہی کوئی غنچہ کہتا ہی کوئی عنقا
کھلتا نہین ہی عقدہ کچھ آپکے دہن کا

احباب ڈالتے ہین کیون بعد مرگ مٹی
لاغر ہون بوجھ مجھسے اٹھتا نہین کفن کا

جوڑے ہزار نتیجے خسرو بنا بنا کر
شیرین اتارتی ہی کب سوگ کوہکن کا

جرار باغ جنت ہی سیرگاہ اپنی
خضر رہ محبت ہی عشق پنجتن کا

واے حسرت مرے قاتل کو بھی رونا آیا
موت کا جب تہ شمشیر پسینا آیا

جس طرف گرد اٹھی نجد مین مجنون نے کہا
شکر صد شکر کہ وہ ناقۂ لیلے آیا

اس قمر کو جو تلاش گہر گوش ہوئی
دانۂ چند لیے نجم ثریا آیا

یہ نیا ظلم کیا تیر لگائے اسنے
زیر دیوار جو قاتل کی جنازا آیا

رکھدیا خاک پہ رو کر مئے گلرنگ کا جام
میکشی مین جو اسے دھیان ہمارا آیا

ضبط گریہ جو کیا مین نے شب فرقت مین
دل یہ امڈا کہ مرے منہ کو کلیجا آیا

غنچہ چٹکا تو گلستان سے خزان بھاگ گئی
شہ گل باغ مین دیتا ہوا ڈنکا آیا

تھا وہ گریان مری تعظیم کو اٹھین موجین
سر ساحل جو پئے غسل جنازا آیا

خوب امواج مصیبت کے تلاطم سے بچے
ساحل بحر فنا پر جو سفینا آیا

شیخ عمامہ و جبہ جو پہن کر آئے
ہنس پڑے رند کہ ہولی کا تماشا آیا

حشر کے دن یہ فرشتون سے کہینگے حیدر
دیکھو ہٹ جاؤ وہ جرار ہمارا آیا

پہونچا تکیے کو جنازہ ترے سودائی کا
قصہ کوتاہ ہوا ذلت و رسوائی کا

دل پسیجینگے نہ ان سنگدلون کے کیونکر
گرم سا گرم ہی نالہ شب تنہائی کا

نسخہ اکسیر کا بنجائے خط لوح جبین
رتبہ ہی یہ در دولت کی جبین سائی کا

بنکے پتھر سے ہوے چور ہزارون شیشے
رنگ بدلا نہ کبھی گنبد مینائی کا

جو سیہ کار ہین خوش ہین وہ سیہ کاری سے
گرد شب سرمہ ہی خفاش کی بینائی کا

پھوٹ کر آبلے روتے ہین مرے تلوون کے
لطف یاد آتا ہی جب بادیہ پیمائی کا

کر نہ مشاطہ سے آئینہ طلب ڈرتا ہون
صاف مٹ جائیگا دعوا تری یکتائی کا

جب مین سوتا ہون مجھے یار نظر آتا ہی
خواب سرمہ ہی مری چشم کو بینائی کا

طوق و زنجیر لحد مین بھی ہین ہمراہ اُسکے
یہی اسباب سفر ہی ترے سودائی کا

ہر قدم پر تری خلخال یہ دیتی ہی صدا
ہم سے آوازہ ہی اعجاز مسیحائی کا

جلوۂ گیسوے یوسف جو پھرا آنکھون مین
چشم یعقوب کو سرمہ ہوا بینائی کا

جسم بے سایہ محمد کا بنایا اُسنے
جز خدا کون سزاوار ہی یکتائی کا

اب نہ تزئین بدن ہی نہ جوانی کی امنگ
حوصلہ پست ہی پیری مین خود آرائی کا

کب ٹھہرتی کہین دو دن ہی یہ دنیاے دنی
موج دریا ہی قدم اس زن ہرجائی کا

پنجۂ مہر کو دیا تھی نہ یہ گستاخی
کیون کیا چاک گریبان شب تنہائی کا

جلوۂ حسن ہی اُس پردہ نشین کو منظور
پردہ در راز یہ ہی چشم تماشائی کا

چشم جرار ہی یا مہدی ہادی مشتاق
قصد خلوت سے کرو انجمن آرائی کا

گریگا کربلا مین یا نجف مین جسم زار اپنا
عبیر خلد ہوگا عاقبت مشت غبار اپنا

کبھی شادی کبھی غم ہی کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی
بدلتا رنگ ہی مانند حربا روزگار اپنا

لڑی ہی گوہر غلطان کی جو مصرع ہی دیوانکا
صفا مین موج کوثر ہی کلام آبدار اپنا

جو غم بچتا ہی کھانے سے ہمارے غیر کھاتے ہین
کہ جیسے چھوڑتا ہی شیر پس خوردہ شکار اپنا

سوے گور غریبان آج کسکی آمد آمد ہی
پے تعظیم سو سو بار اُٹھتا ہی غبار اپنا

مزار تیرہ مین دھیان آیا کسکے روے روشن کا
کہ ہی خورشید محشر شعلۂ شمع مزار اپنا

تبسم کس پری پیکر کا برق خرمن جان ہی
نہایت سینۂ سوزان مین ہی دل بیقرار اپنا

غم فرقت کا صدمہ کسطرح جائیگا جیتے جی
نہ دلبر اپنا قابو ہی نہ اپنا اختیار اپنا

شبیہِ شاہدِ یکتا اسی صورت پہ کھینچیگا
ذرا آئینے مین دیکھے تو منھ صورت نگار اپنا

نقابِ رخ جو الٹو شرم سے ہر پھول پتا ہو
چمن کو منھ دکھائین پھر ایام بہار اپنا

بہلتا ہی نہ بستی مین نہ صحرا مین نہ گلشن مین
کہان لیجائین ہم یارب دلِ پر اضطرار اپنا

بھرے دام و قفس صیاد نے مرغانِ گلشن سے
دکھائے کسکو جوبن باغ مین فصل بہار اپنا

کبھی گل نے نہ جھوٹون بھی کسی دن حال پرسی کی
سنایا نالۂ جانکاہ بلبل نے ہزار اپنا

اجازت اک قدم کی ناتوانی یان نہین دیتی
وہان ہی قافلے والون کو کیا کیا انتظار اپنا

جنان کو روح پہونچی لاش آئی کوئے قاتل مین
پئے تسکین یاران رہگیا خالی مزار اپنا

رہا یہ جوشِ گریہ گر لحد مین بعد مردن بھی
بہیگا پھوٹ کر تبخالے کی صورت مزار اپنا

جنون ان سختیون سے تجھکو باز آنا مناسب ہے
رہے تا چند وقفِ سنگِ طفلان جسم زار اپنا

دعا اللہ سے ہر دم یہ ای جرار اپنی ہی
غلامانِ علی مین روزِ محشر ہو شمار اپنا

مرا مرقد تجلی گاہ ہی کس روے روشن کا
کہ بڑھکر مہرِ محشر سے ہی شعلہ شمعِ مدفن کا

فروغِ روے قاتل سے یہ چمکا رنگ گلشن کا
کہ تیغِ برق سے بڑھکر ہر اک پتا ہی سوسن کا

دمِ آخر خیال آیا ہی اسکی چشمِ پرفن کا
بچیگا کیا مسافر راہ مین ہی ساتھ رہزن کا

وہ قاتل عاشقون سے اپنے کہتا ہی سرِ میدان
وہ آئے معرکے مین ہو جو پیاسا آبِ آہن کا

تسلی وصلِ جانان سے ہوئی مطلق نہ عاشق کو
مداوا ہو سکا گل سے نہ کچھ بلبل کے شیون کا

نگہ بے یار کی جب نونہالانِ گلستان پر
برنگِ خار سبزہ چبھ گیا آنکھون مین گلشن کا

چھوئے زلفون کو اسکے وہ جو اپنی جان پر کھیلے
اثر ہی اسکے گیسوے دوتا مین مار رہزن کا

کسی کی آنکھ کو کیا اس سے ہمچشمی کا دعوی ہو
کہ سحر سامری ہی شعبدہ اُس چشمِ پرفن کا

اگر وہ گیسوے پرخم ہوے زنجیر پا اپنے
رہیگا حلقۂ وحشت ہمیشہ طوق گردن کا

جو عالی رتبہ ہین کب التجا کرتے ہین ادنی کی
چراغ آسمانی کب ہوا محتاج روغن کا

ڈرا سفاک مقتل مین یہ جوش خون عاشق ہی
کہ منہ پر رکھ لیا گھبرا کے پلہ اپنے دامن کا

مقام دفن کا ای دل تردد تجھکو بیجا ہی
ٹھکانا ڈھونڈھ لیگی آپ مٹی پنجۂ دفن کا

یہ بخیہ گر عبث بیٹھے ہین اپنے اپنے گھر جائین
ہمارا زخم ہی محتاج رشتہ کا نہ سوزن کا

سمند عمر کی ہین تیز رفتاری کا قائل ہون
قدم رکتا نہین دم بھر بھی اُس منہ زور توسن کا

جلایا طور جسنے حضرت موسیٰ کو غش آیا
مصور کھینچے نقشہ کیونکر اُسکے روے روشن کا

شہید ناز جنت کو اگر جاتا نہ ای قاتل
بہار خلد دکھلاتا نہ سبزہ اُسکے مدفن کا

کوئی یوسف ادا پنہان ہی رنگ و بوے گلشن مین
کہ ہی چاک قباے گل نمونہ چاک دامن کا

چمن دہکا دیا یارب یہ کسکی آتش رخ نے
کہ انگارہ نظر آنے لگا ہر پھول گلشن کا

کبھی ہم بھی چمن زار جہان کی سیر کرتے تھے
سنا کرتے تھے اکثر زمزمہ مرغان گلشن کا

رہ الفت مین دونون پھیر کھا کر راہ بھولے ہین
قدم جادے سے باہر ہی یہان شیخ و برہمن کا

چڑھا خون اسقدر سفاک کی گردن پہ کشتون کا
کہ مقتل سے قدم اب بڑھ نہین سکتا ہی توسن کا

پس از مردن تمناے دل جرار حاصل ہو
ٹھکانا گر در شبیر پر ہو جاے مدفن کا

وقف شمشیر جفا اپنا اگر سر ہو گیا
جرم قاتل کچھ نہین وعدہ برابر ہو گیا

لیکے خط ایسا فلک فرسا کبوتر ہو گیا
شہپر جبریل بازو کا ہر اک پر ہو گیا

وصل کی شب مجھسے آزردہ وہ دلبر ہو گیا
پھر گئی تقدیر برگشتہ مقدر ہو گیا

جو لگا تن پر ہمارے زخم تیغ ناز کا
چار دیوار عناصر مین وہی در ہو گیا

بات کرنے مین جو کی لکنت زبان یار نے
منہ سے جو نکلا سخن قند مکرر ہو گیا

میرے دود دل نے یہ اندھیر محشر مین کیا
لکۂ ابر سیہ خورشید محشر ہو گیا

خط جو طائر لیگیا جبریل کا رتبہ ملا
کہدیا پیغام جسنے وہ پیمبر ہو گیا

تیغ سے جسپر دیدۂ لطف و کرم سے کی نگاہ
حلق مین مستانہ وار ہم چشمہ پرور ہوگیا

طور سا ر اجل گیا سو شمع کو بیہوشی ہوئی
نور عارض تیرا پردے سے جو باہر ہوگیا

زار یہ عاشق کو تیرے درد فرقت نے کیا
رفتہ رفتہ جسم لاغر تار بستر ہوگیا

می مین جب پرتو پڑا اُس روئے آتشناک کا
خط ساغر نسخۂ گوگرد احمر ہوگیا

مجھکو گردش سے ملی اکدم نہ دنیا مین نجات
جب گیا دوران سے پانون کو چکر ہوگیا

ہجر مین تیرے نہ آئی فرش گل پر مجھکو نیند
جسم کو آتشکدہ پھولون کا بستر ہوگیا

صاف تم جب تک تھے مجھسے مین بھی تم سے صاف تھا
تم خفا مجھسے ہوے مین بھی مکدر ہوگیا

مین کبھی ظل ہما سے کم نہ سمجھونگا اُسے
سایۂ دیوار جانان مین جو بستر ہوگیا

میکدے کا لطف ہمکو دشت گردی مین ملا
آبلہ جام شراب روح پرور ہوگیا

اے خوشا طالع جو اے جرار سب مجھکو کہین
جان نثار حضرت شبیر و شبر ہوگیا

جو انجمن سے مکدر وہ نوجوان اُٹھا
غبار بنکے مری آہ کا دھوان اُٹھا

غبار ناقۂ لیلیٰ جو ناگہان اُٹھا
عصا سے آہ لیے قیس ناتوان اُٹھا

سُنا جو نالہ ہمارا کہا یہ مردون نے
کدھر سے آئی قیامت یہ غل کہان اُٹھا

جنان مین حورون نے بال اپنے کھولدیے
ترے شہید کا لاشہ جو خون چکان اُٹھا

خیال گیسو و رخ مین کمال رشک آیا
مین جل گیا سر آتش اگر دھوان اُٹھا

تمہار انقش محبت ہر ایک دلبر ہی
اس ایک مہر کا چھاپا کہان کہان اُٹھا

جو قافلے تلک آیا مین شوق یوسف مین
تو بیچ مین تتق گرد کاروان اُٹھا

لگا کے تکیۂ دیوار راہ مین بیٹھا
اُٹھا تو تھام کے دل تیرا ناتوان اُٹھا

ہماری لاش پہ رو رو کے یار کہتا ہی
کہ کیا جہان سے میرا عزا جوان اُٹھا

قبا دریدہ سر شاخسار ہر گل ہی
مگر جہان سے کوئی مرغ خوش بیان اُٹھا

جو بوجھ اٹھ نہ سکا ساکنان ہستی سے | عدم سے اسکو اٹھانے مین ناتوان اٹھا
کھنچی جو تیغ تو میدان مین سوا میرے | نہ سرفروش کوئی وقت امتحان اٹھا

یہ کہکے روئینگے مرقد پہ سب مرے جبار | جہان سے آج غلام شہ زمان اٹھا

بہار افزا ہے گلشن تمھاری زندگانی کا | نہال آرزو پھولے پھلے باغ جوانی کا
ہوا راہی عدم کو کاروان جب سے جوانی کا | بدلتا ہی گیا نقشہ بساطِ زندگانی کا
اگر اُس ساقیِ گلگون قبا کی آمد آمد ہے | کہ ہے چھڑکاؤ کوسون تک شرابِ ارغوانی کا
خفا قاتل ہوئی ہے مجھ سے جس دم خنجرِ ابرو | اٹھاؤن ناز کس کس کے برا ہو سخت جانی کا
عنایت نامہ دینا یار کا تو بعد اے قاصد | کوئی فقرہ سنا دے پہلے پیغام زبانی کا
عبورِ بحرِ غم آفت رسیدون کو مبارک ہو | کہ ساحل پر ہوا لنگر جہازِ عمرِ فانی کا
فنا کے بعد یون ملجائینگے ہم اصل مین اپنی | پہونچکر بحر مین ملتا ہے قطرہ جیسے پانی کا
ترقی ضعف کی ہے دمبدم ایام پیری مین | قدم رکتا نہین روکے سے شبدیز جوانی کا
بس اب دن فراغت پائی جھگڑون سے زمانے کے | کہ دار الحرب تھا عرصہ ہماری زندگانی کا
زمین شعر کو ہموار سو جین اٹھ کے کر لینگی | طبیعت مین مری عالم ہے دریا کی روانی کا
ہمارا مغزِ جان اور رشک دونون ملکے جلتے ہین | کنول روشن ہے ایوانِ بدن مین تیل پانی کا
شہادت ہم گنہگاران الفت کو مبارک ہو | ہوا ہے شوق قاتل کو لباس ارغوانی کا
عوض نیکی کا نیکی ہے بدی کا ہے بدی بدلا | مثل ہے دودھ کا ہے دودھ اور پانی ہے پانی کا

بہت مشتاق ہے جبار صورت اپنی دکھلا دو | کلیم اللہ کو کلمہ سنا دو لن ترانی کا

گرینگے بیکسی پہ نوحہ مرغان ہوا کیا کیا | لحد پر خاک اڑ آئیگی مری باد صبا کیا کیا
[illegible] آشنائی کا مری تمکو مزا کیا کیا | بسائیگی تمھارا مغز جان بو سے وفا کیا کیا

جہان پڑتا ہی شاہِ حسن تیری زلف کا پرتو
زمین پر لوٹتا ہی سایہ بال ہما کیا کیا

یقین ہی کشتی حرص تنعم بیٹھ جائیگی
اٹھائیگی تلاطم موج نقش بوریا کیا کیا

نہ مڑ کر رہ نوردانِ عدم نے اک نظر دیکھا
مین پیچھے قافلے والون کے چلایا کیا کیا

مجال اتنی کہان جو صانع قدرت سے کہتا مین
کہ میری لوح پیشانی پہ حضرت نے لکھا کیا کیا

نہین بیوجہ ذرے مہر سے آنکھین ملاتے ہین
ملے مٹی مین مر کر مہر طلعت مہ لقا کیا کیا

چھپایا ناتوانی نے یہ میرے جسم لاغر کو
کہ بستر پر نپایا مجھکو ڈھونڈھا کی قضا کیا کیا

بندھا جو گرم مضمون دوست کے روے کتابی کا
چڑھایا دشمنون نے جل کے اسپر حاشیا کیا کیا

ہوا ہون میہمان جس روز سے خوان توکل پہ
زبان پاتی ہی میری لذت شکر خدا کیا کیا

قرار و صبر و طاقت ساتھ اپنے لیتے جاتے ہو
اور اسپر سوچتے ہو پاس اسکے رہ گیا کیا کیا

پس مردن بھی جھگڑون سے زمانے کے نچھوٹینگے
اڑینگے گوشت پر زاغ استخوانون پر ہما کیا کیا

عجب کیا ڈوب جاؤن مین جو دریاے خجالت مین
قیامت مین جو وہ پوچھینگے دنیا مین کیا کیا کیا

کسی دن سیر کر تو بھی تو قاتل باغ مقتل کی
مہکتے ہین گل زخم شہیدان وفا کیا کیا

مری بے جرمیان ثابت ہوئین جب میرے قاتل کو
مری جانب نگاہ یاس سے دیکھا کیا کیا کیا

برا ہو ناتوانی کا نہ اٹھنے کی اجازت دی
تلاش رفتگان مین دست و پا مارا کیا کیا کیا

خدا تم بھی تو اپنا جلوہ رخسار دکھلاؤ
کہ نازان اپنے اپنے حسن پر ہین مہ لقا کیا کیا

کوئی اتنا تو پوچھے نزع مین جا کر سکندر سے
کہ چھوڑا گھر مین کیا ہمراہ اپنے لیچلا کیا کیا

رسا جرأت ہو جائین جو بخت نارسا اپنے
کرین جل کر طواف روضہ شیر خدا کیا کیا

چھپاتے ہو جو چہرہ جناب کیا ہو گا
نہان حجاب مین یہ آفتاب کیا ہو گا

وہ بیٹھکر مرے پہلو مین سمٹے جاتے ہین
عروس نو کو بھی ایسا حجاب کیا ہو گا

ہمیشہ نشہ زر سے ہین مست صاحب زر
اگر پئینگے یہ تھوڑی شراب کیا ہو گا

کرونگا چشم تصور سے رخ کے نظارے
نہ کھولیگا جو بند نقاب کیا ہوگا

جو لوگ مست ہین روز الست کے ساقی
نہ پائینگے جو وہ جام شراب کیا ہوگا

زبان پہ ہے مری ساقیا دعاے فلح
گرا جو ہاتھ سے جام شراب کیا ہوگا

وہ مہر ایک ہی غرغرے مین چڑھ گیا دم پہ
کسی سے یون عمل آفتاب کیا ہوگا

لحد کنار مین لےلیگی صورت دایہ
شہید ناز پہ تیرے عذاب کیا ہوگا

پلا پلا ہو خُم آسمان کی خیر مسیح
وگرنہ یہ قدح آفتاب کیا ہوگا

ہے ایکدم کے لیے یہ نمایش ہستی
فنا نہ ہوگا اگر نقش آب کیا ہوگا

روا روی مین غزل ہم نے یہ کہی جرار
اب اسمین شعر کوئی انتخاب کیا ہوگا

کسی سے ربط مجھے مثل چشم و جان نہوا
برنگ حرف مشدّد مین توامان نہوا

کلام معرکہ آراے امتحان نہوا
زبان کی تیغ کا جوہر کبھی عیان نہوا

مرا جنازہ کسی دوش کو گران نہوا
مین بار خاطر یاران ہمرہان نہوا

دکھایا لطف زمین کو فروتنی نے عجیب
وہ کون گل ہے جو اس خاک سے عیان نہوا

قدوم یار سے دریا ہوا یہ بالیدہ
حباب کون تھا جو بڑھ کے آسمان نہوا

ترے شہید محبت کا واقعہ سنکر
کسی کا دل نہ جلا کوئی نوحہ خوان نہوا

نہ کس حسین کے ہوے زرد عارض گلگون
چمن مین کون سا گل مورد خزان نہوا

مین خط مین یار کو مضمون گریہ کیا لکھتا
کہ خامہ کاغذ نمدیدہ پر روان نہوا

سگ صنم سے جو چھوٹا ہما نے نوش کیا
خراب و خستہ مرا کوئی استخوان نہوا

گئے عدم کو ہزارون ہی قافلے والے
عیان کبھی تتق گرد کاروان نہوا

کہین شفق کہین لالہ کہین ہوا یہ حنا
ہمارا خون نمایان کہان کہان نہوا

عدو سے پیر کی کیون ہو جوان نہ فتح نصیب
کہ کوئی تیر جگر دوز بے کمان نہوا

مزا ملیگا نہ اے دل شراب وحدت کا
جو عشق ساقی خمخانۂ جہان نہوا

ہزارون کھیت رہے مگر زال دنیا سے
یہ وہ بلا ہے کہ جانبر کوئی جوان نہوا

ملیگا خاک اُسے لطف باغ ہستی کا
اسیر دام محبت جو مرغ جان نہوا

یہ چشم تر مری یارب کسے کسے روئے
کہ طفل اشک بہت تھے کوئی جوان ہوا

یہین سے کرتا ہے جبر اُس آپ کو تسلیم
اگرچہ حاضر ہے ورائے شش زمان نہوا

دل مرا اسکے عشق بُتِ ترسا ٹھہرا
کعبہ سمجھا تھا جسے مین وہ کلیسا ٹھہرا

محکِ تیغ پہ قاتل نے جو عشاق کو کسا
درہم داغ جنون غیر کا کھوٹا ٹھہرا

قتل عاشق سے ہوئی اور سوا رسوائی
جو دوپٹا آپ نے باندھا تھا وہ اُلٹا ٹھہرا

جذب کہتے ہین اسے ایک قدم بڑھ نہ سکا
قیس جیسا تھا وہین ناقۂ لیلا ٹھہرا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید
میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

عاشق قد ہون سفر کچھ مجھے دشوار نہین
جب چلا یان سے تہ سایۂ طوبا ٹھہرا

آیا اُسوقت وہ بالین پہ عیادت کے لیے
جب سوئے ملک عدم کوچ ہمارا ٹھہرا

وعدۂ وصل ہے فردائے قیامت اے یار
وصل تیرا اب مجھے دیدار خدا کا ٹھہرا

رات دن رہتے ہین مشتاق جو سب طفل سرشک
دل نہ ٹھہرا مرا اُنہی کا کھلونا ٹھہرا

کھینچکر تیغ جو مقتل مین پھرا وہ سفاک
پھر نہ بسمل کوئی ٹھہری نہ رسالا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اُس بُت سفاک سے ہم
جو خوشی دل مین تھی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

مہلتِ دید نہ دی قیس کو بیہوشی نے
پردۂ غفلت کا حجاب رخ لیلا ٹھہرا

یاد پستان مین یہ آنکھون سے بہے اپنی سرشک
کہ مکان اپنا حباب لب دریا ٹھہرا

رو دئین آنکھین تو ہوا نوح کا طوفان ظاہر
تھم گئے اشک تو اندا ہوا دریا ٹھہرا

کوہ و صحرا مین ترے تیر مژہ کے آگے
نہ تو آہو کوئی ٹھہرا نہ چکارا ٹھہرا

شاعری کا مری احوال کھلیگا جرار
کبھی گر نان جوین کا بھی سہارا ٹھہرا

نہ آب سدر نہ کافور سے میرا بدن دھونا
جو دھونا ہی تو آب تیغ سے اے تیغ زن دھونا

کرم کرنا بہا کر اشک حسرت تو بھی اے شیرین
شراب نرگس ہیگون سے جسم کوہکن دھونا

ہوا امساک عجب گردون نہ شبنم ہی نہ باران ہی
پڑا بلبل کو اشکون سے ہر اک برگ چمن دھونا

اگر کچھ مدحت چاہ زنخدان کا ارادہ ہی
زبان کو چشمۂ کوثر سے اے اہل سخن دھونا

جو نکلے دم مرا یاد رخ خورشید طلعت مین
تو آب چشمۂ خورشید سے میرا بدن دھونا

دم مردن تصور تھا ترے کندن سے عارض کا
مری میت کو آب زر سے تو اے ہمنشین دھونا

برآئے کچھ تری امید اے شیرین جو دنیا مین
تو تجھکو شیر سے لازم ہی قبر کوہکن دھونا

شمیم کاکل و بوے گل عارض نے مارا ہی
گلاب و عطر سے جرار کا یارو بدن دھونا

گیا باغ دہر سے کوئی رنگین بیان گیا
بلبل کا دود آہ جو تا آسمان گیا

طاقت گھٹی تو نالہ نہ تا آسمان گیا
کمزور تیر ہو گیا زور کمان گیا

نالہ مرا زمین سے تا آسمان گیا
دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

افسانہ ظلم و جبر کا دنیا مین رہ گیا
قاتل وہ اب کہان ہی وہ خنجر کہان گیا

گلگون تمام دامن صحرائے قتل ہی
کشتے کا آپ کے نہ لہو رائگان گیا

ایسا مین ناتوان تھا کہ مین کیا مرا غبار
دو چار گام بھی نہ پس کاروان گیا

عالم کو ہو گیا شفق صبح کا گمان
اڑ کر جو خون مرا طرف آسمان گیا

قصہ کبھی کسی کا نہ آیا اسے پسند
سنکر ہمارے عشق کی جو داستان گیا

مقتل سے غیر اڑ گیا تلوار دیکھ کر
مدت کا اعتبار دم امتحان گیا

صد شکر قاتلون کے تقاضے سے ہم چھٹے
سر کیا گیا کہ دوش سے بار گران گیا

راز نہان بتائیگا اب میکشون کو کون
مدت ہوئی کہ بزم سے پیر مغان گیا

جرار جائیگا جو عدم کو کہے گی خلق
باغ جہان سے بلبل ہندوستان گیا

عجز کی قدر زمانے مین مرا دل سمجھا
مور لاغر کو سلیمان کے مقابل سمجھا

کچھ بھی انجام نہ دنیا کا مآل سمجھا
بزم ماتم تھی جسے جشن کی محفل سمجھا

مجھکو قسامِ ازل عشق کے قابل سمجھا
وہ دیا کام جو کونین مین مشکل سمجھا

راہ بے آب محبت ہوئی مقتل مجھکو
چشمہ آیا جو نظر دیدۂ بسمل سمجھا

نجد سے قیس چلا دشتِ انا لیلیٰ مین
روح کو ناقہ کیا جسم کو محمل سمجھا

قمر کو کاہکشان پر جو پڑی میری نظر
طوق وحشت مین اسے اُسکو سلاسل سمجھا

جسنے عارض کو ترے کھول کے آنکھین دیکھا
آفتاب سحر حشر کو اک تل سمجھا

مر کے مٹی ہوئی کیا کوچۂ جانان مین عزیز
پہلوے گور بھی مردے کو مرے دل سمجھا

پھونکا آتش نے تو پانی نے بہایا مجھکو
چوب منزل کوئی کوئی خس ساحل سمجھا

تا کجا قیس یہ تاکید ٹھہر جانے کی
کچھ شتربان کو بھی اہ صاحب محمل سمجھا

شبِ مہتاب مین جب حسن کی بانی خبر آئی
چرخ پر ماہ کو وہ کاسۂ سائل سمجھا

تیغ ابرو سے برابر جو کیا دو ٹکڑے
اُس شہِ حسن کو مین خسرو عادل سمجھا

سچ ہے یعقوب صفت اُسکی بصارت مین ہے فرق
حسن مین تجھسے جو یوسف کو مقابل سمجھا

کچھ نہین تیرگیِ قبر کا غم اے جرار
داغ دل کو مین چراغ منزل سمجھا

شب ہمارے دل مین جو شوق لب جانانہ تھا
آتش یاقوت سے روشن چراغ خانہ تھا

جب تھے آدم آب و گل مین دل ترا دیوانہ تھا
سنگ بے آتش تھا جب تو شمع مین پروانہ تھا

وان تو اُس مطرب بچے کی زلف تھی اور شانہ تھا
زخمۂ تار نفس کنگھی کا یان دندانہ تھا

شب جو پہلو مین مرے رونق فزا جانانہ تھا
شمع برق طور سے روشن مرا کاشانہ تھا

گوش زد اک شب نہ اُس کان ملاحت کے ہوا
خواب کیا گونگے کا میرے حال کا افسانہ تھا

واہ کس آرام سے راتین گذرتی تھین مری
بالشِ شب جب تلک سنگِ درِ بتخانہ تھا

مر گئے جب سے فراغت قید ہستی سے ملی
نقد جان دینا گناہ عشق کا جرمانہ تھا

جس مکان مین رات بھر دھومین تھین نوشانوش کی
صبح وان ٹکڑے صراحی چور ہر پیمانہ تھا

جو غبار اُٹھا بیابان مین ہوا ملبوس تن
دامن صحرا تھا یا مجنون کا خلعت خانہ تھا

خاک مین وہ آج سوتے ہین کفن پہنے ہوے
گل معطر جنکے بر مین خلعت شاہانہ تھا

آبرو چاہے تو اے دل ترک کر حب وطن
قدر کیا تھی جب صدف مین گوہر یکدانہ تھا

سُن چکے جب حال میرا ہو کے افسردہ کہا
قصہ کیا پُر درد تھا کیا دل خراش افسانہ تھا

چھوڑ کر لیلی و شیرین کو بسایا کوہ و دشت
کوہکن نادان تھا اور مجنون بڑا دیوانہ تھا

چل سکا تجھسے نہ کچھ صیاد و گلچین کا فریب
جب تلک بلبل ترا گلشن مین آب و دانہ تھا

بزم عشرت مین عجب سامان نظر آیا مجھے
نغمۂ مطرب تھا دور شیشہ و پیمانہ تھا

صبح کو دیکھا تو اک حسرت سی مجھکو ہو گئی
پھول کمھلا گئے پڑے تھے حال سب افسانہ تھا

تھا وفورِ اشک سے تر شمع کا دامن تمام
روے صبح و غازۂ خاکستر پروانہ تھا

ایسے ایسے شعبدے آنکھون سے جب دیکھا کیا
دل لگاتا بزم عالم مین مین کیا دیوانہ تھا

ہجر جانان مین نہ آئی صبح تک جرار نیند
زلف شب کا یہ دل صدچاک اپنا شانہ تھا

خیال لبہاے نازنین کا مزا بھلاتا ہے انگبین کا
جو دیکھا رخسار اُس حسین کا نظر پڑا چاند چودھوین کا

مجال کیا ہے نگاہ بھر کر جو دیکھے جانان کا روے انور
فلک پہ خورشید صبح محشر ہے ہر رخسار آتشین کا

چمن کی گلگشت کب ہے بھاتی گلون کی بو سے ہی دماغ اُڑتا
کسی کی صورت نہیں خوش آتی یہ عشق دشمن ہے اک حسین کا

ہے عارض یار غیرت گل فدا نہ کیونکر ہو جان بلبل
وہ زلف جس سے خجل ہو سنبل عرق ہے یا عطر یاسمین کا

چمک رہا ہی یہ داغ ہجران کہ دامن طور ہی گریبان
دل و جگر کو رہا ہی بریان خیال اُس کی رُوے آتشین کا

کیا ہی اس عشق نے یہ عالم کہ سوتے ہین نظر ہی ہر دم
جہان سے لیکر چلے ہین یہ غم نہ دیکھا دیدار اُس حسین کا

ہزار جور و ستم اٹھائے نہ شکوۂ دوست لب پہ لائے
جگر پہ وہ نیش ہمنے کھائے مزا ہی تلخ انگبین کا

جو عیسی وقت ہو تو آؤ تپ جدائی سے اب بچاؤ
کلام تسکین کے لب پہ لاؤ ہی سامنا وقت واپسین کا

ہوا کے جھونکے ہین سرد آتے چمن مین غنچے ہین مسکراتے
ترانے مطرب کے ہین گاتے یہ وقت ای جان نہین نہین کا

نہ زور و زر کی ہی مجھکو طاقت نہ کام آتی ہی یان سماجت
وصال کی سہل ہی اذیت ہی وصل دشوار اُس حسین کا

ہوئے جو ہم گور کے کنارے تو آئے بالین پہ وہ ہمارے
ہین دل مین ارمان دل کے سارے بُرا ہو اس شوق واپسین کا

جسے میں سمجھا تھا یار جانی ہوا وہ ظلم و ستم کا بانی
اُسی نے شمشیر ظلم تانی وہی ہوا سانپ آستین کا

جو عشق کا ہی یہان ارادہ تو خانۂ دل ہی یان کشادہ
مکان کی ہو منزلت زیادہ اگر قدم آئے اُس مکین کا

دکھا نہ ای عشوہ گر ستمگر کہ تنگ ہی تن مین جان مضطر
ذرا تو پوچھ اہل دل سے جا کر کہ مرتبہ کیا ہی اس نگین کا

تمہارے گیسو کی ای پری رو صبا خطا مین جو لیگئی بو
کیا معطر دماغ آہو بسا دیا نافۂ مشک چین کا

ہوا میں وحشت مین بھی خود سر چلا جو صحرا سے سوے دلبر
تو کر کے جرار سر قدم پر ادب سے بوسہ لیا زمین کا

تمہاری زلف کا بیمار تازیانہ ہوا
سمند حسن تو سوے عدم روانہ ہوا

کبھی کسی کا کسی کا کبھی زمانہ ہوا
جہان تھے بت وہین مسجد بنی دوگانہ ہوا

زبان زد ایسا مرے عشق کا فسانہ ہوا
کہ شہر شہر مین یہ ذکر خانہ خانہ ہوا

کسی چمن کے گلون سے نہ آئی بوے وفا
کہان کہان نہین بلبل کا آشیانہ ہوا

غبار کو یہ رہا اضطراب بعد فنا
کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا کبھی روانہ ہوا

سرائے دہر بھی ہی مثل خانۂ قحبہ
رہا جو رات کو وہ صبح کو روانہ ہوا

کرے عزیز کوئی خاک جسم بیجان کو
مکان کی قدر رہی کیا جب مکین روانہ ہوا

کسی نے سورۂ اخلاص قبر پر نہ پڑھا
ادا کسی سے نہ یہ حق دوستانہ ہوا

گذر گیا ترا تیر نگاہ سینے سے
یہ مہمان اِدھر آیا اُدھر روانہ ہوا

سنی نہ باغ میں پھولوں کے قہقہوں کی صدا
نہ گوش زد کبھی بلبل ترا ترانہ ہوا

نہ اعتبار ہو جب کسی کا قارون کو
عدم کو سر پہ خزانہ لیے روانہ ہوا

یہ آرزو ہے خدا سے کہ اہل ہند کہیں
کہ کربلا کو تو جرار بھی روانہ ہوا

نہوگا بالش سنجاب میں زانو جو دلبر کا
نکلنا تن سے ہو جائیگا مشکل جان مضطر کا

جہاز زندگی کیونکر نہو مشتاق لنگر کا
سفینہ بحر خون میں غرق ہے قاتل کے خنجر کا

لکھوں جب وصف میں جاناں تری زلف معنبر کا
سواد چشم حوراں ہو قلم جبرئیل کے پر کا

تصور گر رہا دل میں یونہیں گیسوے دلبر کا
سویدا دل کا بنجائیگا نافہ مشک اذفر کا

ہماری بود و نابود اس طرح ہے کوے قاتل میں
کہ مہماں جس طرح ہو قطرۂ شبنم گل تر کا

نہ طول راہ نے خط یار تک جانے دیا میرا
گرے تھک تھک کے قاصد شل ہوا بازو کبوتر کا

جنھیں آرام آیا سایۂ شمشیر قاتل میں
وہ سمجھینگے نفیر خواب راحت شور محشر کا

جلا دل آتش الفت سے کس گیسوے مشکین کے
کہ دود آہ سوزاں لخلخہ ہے عود و عنبر کا

مری رندی و مستی بادہ نوشی خوب کام آئی
سہارا اہل دوزخ کو ہے میرے دامن تر کا

جلا ہوں آتش فرقت سے یہ آتش مزاجوں کی
اثر ہر استخواں میں ہے مرے گوگرد احمر کا

عجب کیا ہے برنگ روغن مشعل بھڑک جائے
اگر نغمہ دل سوزاں پہ ہو پیاسا سمندر کا

لحد کے سونے والوں کو حوادث کا نہیں غم ہے
ثمر جو شاخ سے ٹپکا اُسے کیا خوف صرصر کا

وہ مجنوں ہوں اُٹھاؤنگا جو خاک قبر سے سر کو
کفن پھاڑونگا میں اپنا گریباں صبح محشر کا

لیس میں دن تو عاشق کو وصال یار حاصل ہو
کفن بلبل کو گر صیاد دے پھولوں کی چادر کا

بدل سکتی نہیں تدبیر سے تقدیر انساں کی
غضب ہے تشنہ لب ظلمات سے پھرنا سکندر کا

حباب آسا نظر آئیگا چرخ نیلگوں سب کو
جو آیا جوش پہ دریا ہمارے دیدہ تر کا

پسند آیا یہ مضمونِ خطِ لوحِ جبین مجھکو
کہ اکدن پیش آئیگا جو لکھا ہی مقدر کا

وہ شاہِ ملکِ خوبی ہی غریب و بینوا مین ہون
نبھیگا رابطہ کسطرح محتاج و تونگر کا

کیا کاہیدہ ایسا دوریِ لیلیٰ نے مجنون کو
کہ جسمِ زار مین ہی استخوان ہی تار بستر کا

یہ مقتل مین دمِ شمشیرِ قاتل نے ہوا باندھی
نہ سر کو ہوش ہی تن کا نہ تن کو ہوش ہی سر کا

جہان موجین بنے لبہاے ساحل شرق و مغرب
گرے قطرہ اگر ہنگام گریہ دیدۂ تر کا

زبان جب تک دہن مین ہی مدح شاہ والا کر
مآل شعر گوئی وصف ہی جرار حیدر کا

جامے سے باہر جو مین آمادۂ سودا ہوا
قطع مقراض قدم سے دامن صحرا ہوا

روز کی رسوائیون کا مختصر قصا ہوا
مر گیا بیمار الفت آپ کا اچھا ہوا

جب چلا دو گام اک عالم تہ و بالا ہوا
اُس پریرو کا خرام ناز محشر زا ہوا

نالۂ عاشق ہلا دیتا ہی دل معشوق کا
صدمۂ قیس اضطرابِ خاطر لیلا ہوا

ہو گئے تاریک نظرون مین زمین و آسمان
دل جو اوج عشق سے گر کر تہ و بالا ہوا

یاالٰہی خاک کس بیکس کی لاتی ہی صبا
دامنِ دشت جنون ہی دیر سے پھیلا ہوا

ضبط گریہ کی نکر تاکید مجھسے ناصحا
رو کے سے رکتا نہین دریا کبھی اُمڈا ہوا

سر چڑھا ہی خون کس بسمل کا جسکا ہی یہ رنج
مُنہ تری تلوار کا ہی تیغ زن اُترا ہوا

کب جھکا سکتا ہی مجھ سرکش کو مے سے ساقیا
تر نہ موجون سے کسی دن ساحل دریا ہوا

فتح عالم کو کیا تیغ نگاہ ناز سے
قاتل گبر و مسلمان وہ بتِ ترسا ہوا

یان تو مرہم ہو گیا دم مین مرقع زیست کا
اُسنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ترا قصا ہوا

سیر کر شیرین ذرا خون سر فرہاد کی
ہی عجب لالے کا تختہ کوہ پر پھولا ہوا

کیا نہ سمجھے عاشق تری تیغ نگاہ ناز سے
آنکھ کا ڈورا اُسے تلوار کا ڈورا ہوا

جان دیتے ہین صفاے عارضِ ساقی پہ مست
جسکو دیکھو اُسکا ہی پانے نگہ پھیلا ہوا

نجد میں کیونکر نہوتی صحبت خلوت نصیب
دود آہ قیس اُٹھ کر خیمۂ لیلا ہوا

بیڑیاں کسکی کٹینگی کون ہوگا زیر تیغ
وار درِ زندان کوئی ترکِ ستم آرا ہوا

گور میں ہمکو سلایا یوں عروس مرگ نے
جس طرح سوتا ہی دولہا رات کا جاگا ہوا

قتل عاشق باعث زینت ہی ہر معشوق کو
خون مجنون غازۂ رخسارۂ لیلا ہوا

اُس کفِ پرنور کا جرأت ادا ہو یہ فیض
ہاتھ میں دزدِ حنا رشکِ یدِ بیضا ہوا

کیا شبِ وصل ہم آغوش ہو دلبر اپنا
صورت ساغرِ واژون ہی مقدر اپنا

غم ہجران سہے کب تک دلِ مضطر اپنا
زانوے فکر پہ تا چند رہے سر اپنا

یا خدا اتنا تو یاور ہو مقدر اپنا
زانوے یار دم مرگ ہو اور سر اپنا

اپنی خلوت میں وہ آیا تو اُسے نیند آگئی
سو گیا جاگ کے افسوس مقدر اپنا

قیس سے وادیِ وحشت نہ کبھی طے ہوتا
حضرتِ عشق کو کرتا جو نہ رہبر اپنا

کوے جانان کا ملا جب نہ اُسے تحمل بیڑا
گر پڑا چاہ میں گھبرا کے کبوتر اپنا

کسطرح تیغ کے آگے سے ترے ہٹ جائین
ہم وفا پیشہ ہیں مرجانا ہی جوہر اپنا

یا خدا پاک زمانے سے عدم کو جائین
دامن آلایش دنیا سے نہو تر اپنا

سختیاں لاکھوں ہوں پہ عشق کی منزل طے ہے
قدم اُس جادے سے پڑ جائے نہ باہر اپنا

آئنہ یار نے چہرے کے مقابل جو کیا
کیا تماشا ہی کہ پیدا کیا ہمسر اپنا

بوے گل آئے سنیں زمزمۂ مرغ چمن
زیر دیوار گلستان ہو جو بستر اپنا

غیر تو دولت دیدار تمہاری لوٹین
ہم مرین دید کی حسرت مین مقدر اپنا

کوئی اتنا تو جرأت کو انہیں سنا دے جا کر
ہاتھ خالی لیے جاتا ہی سکندر اپنا

عمر بھر تیری محبت سے نہ منھ موڑینگے
قدم اس دائرے سے ہوگا نہ باہر اپنا

چشم خورشید کو گردوں پہ چکا چوند آئے
گر سرِ بام دکھا دو رخ انور اپنا

تمنے باطل کیا خود دعویٔ یکتائی کو
آئنہ دیکھ کے پیدا کیا ہمسر اپنا

جوشش پر آگیہی تو بھی تو ذرا دیدۂ تر
شور مدت سے دکھاتا ہی سمندر اپنا

سر بکف آتے ہین مقتل کی طرف ہم جانباز
تیز رکھے کہو جلاد سے خنجر اپنا

کیون نہ جرأت یہ ہو خوش کہ دن چشم کرم
کوئی حیدر سا نہین شافع محشر اپنا

ردیف باے موحدہ

خاک ہو انکو ترے دیدار کی دولت نصیب
جو ازل کے دن سے ہین ای ستمگر حسرت نصیب

بزم ہستی مین ہوئی کسکو ئی عشرت نصیب
ہو گئے راہی عدم کو سیکڑون حسرت نصیب

اُس مسیحا سے اگر ہو دو گھڑی صحبت نصیب
کیا عجب ہی ہو مریض عشق کو صحت نصیب

دعویٔ بیجا پہ یہ دیون کو ہی آگے ترے
کس حسین کو ہی بھلا یہ چاند سی صورت نصیب

بیخودی مین صاف آتا ہی رخ ساقی نظر
بادۂ الفت سے ہوتی ہی یہ کیفیت نصیب

مژدہ دیگر گور مین کہتے ہین یہ ہمسے ملک
منزل مقصود کو پہونچے ہوئی راحت نصیب

طعنۂ احباب سنگ کودکان عریان تنی
ہمکو وحشت کی بدولت یہ ہوئی عزت نصیب

غیر ایذا کیا ہی ای دل خانۂ صیاد مین
اس سرائے پر محن مین ہی کسے راحت نصیب

عشق نے لیلی کے نام اُسکا زبان زد کر دیا
ورنہ مجنون کو ہوتی اسقدر شہرت نصیب

استخوان پیسے فلک نے سرمہ آسا سالہا
چار دن جسکو ہوئی دنیا مین یان راحت نصیب

طاق نسیان پر دھوس رکھ دے پھر اکسیر کو
ہو اگر اُسکو تری خاک در دولت نصیب

کیا سر فرہاد پر گذرا ہوا کیا حال قیس
عشق مین ہوتی ہی عاشق کو کہین راحت نصیب

ایک بھی عاشق نہ پہونچا منزل مقصود کو
دشت غربت مین پہونچکر مر گئے غربت نصیب

مال دنیا کیا ہی اور علم و ادب کیا مال ہی
جسکو تو دیتا ہی ہوتی ہی اُسے عزت نصیب

سامنے رہتی ہی تصویر تصور یار کی
روز و شب ہی اُس پریرو سے ہمین صحبت نصیب

ہو سکے تو کر لے ای دل کچھ جہان مین کار نیک
ہی غنیمت موت سے ہو جسقدر مہلت نصیب

رفتہ رفتہ عشق گیسو تنگ دکھلاتا ہی یہ
سر بصحرا ہو کے جی دیتا ہی ہر غربت نصیب

کچھ تو راز دل مین اپنا آشناؤن سے کہون
درد فرقت سے کوئی دم ہو گر مہلت نصیب

حشر تک سوئینگے ای جرأت اس آرام سے
قبر شہ جنکو ہوا ہی گوشۂ تربت نصیب

آیا نہ صبح ہجر مین اکدم تمام شب
گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

بیٹھے کبھی فراق مین گہ اٹھ کھڑے ہوے
بستر سے آشنا نہوے ہم تمام شب

روئے بہ شوق جنت کوے صنم مین ہم
دریا چڑھا رہا قد آدم تمام شب

سویا ہون کس دہان و زنخدان کی یاد مین
پیش نظر ہین کوثر و زمزم تمام شب

بلبل دو رنگی چمن روزگار دیکھ
ہنستے ہین پھول روتی ہی شبنم تمام شب

دین اُسنے گالیان لب نوشین سے صبح تک
تریاق اپنے حق مین رہا سم تمام شب

ضعف بدن نے صورت دیبا بنا دیا
بستر پہ ہم پڑے رہے بیدم تمام شب

فرقت مین چاندنی بھی مجھے گر ہون کی دھوپ
مہتاب تھا کہ نیر اعظم تمام شب

کیا حال بے ثباتی گل کھل گیا اُسے
رہتی ہی اشکبار جو شبنم تمام شب

بوسے لیے گلے سے لگایا حبیب کو
کیا کیا مزے اُٹھاتے رہے ہم تمام شب

بیکس وہ ہون کریگا تہ خاک جب فلک
انجم بچھائینگے صف ماتم تمام شب

جرأت اب تو گور دکھائی نصیب نے
پھیلا کے پانون سوئیے بےغم تمام شب

گذشتی شب وصال ہوئی اُس حسین سے کب
گل ہو گیا چراغ مری آستین سے کب

مرنے کے بعد بھی نہ فلک نے دیا عروج
اونچا ہوا غبار ہمارا زمین سے کب

ناقے کے ساتھ ساتھ رہا قیس منزلون
سیری ہوئی نظارۂ محمل نشین سے کب

کیون اُڑ گئین یہ دامن صحرا کی دھجیان
نکلا ہمارا دستِ جنون آستین سے کب

موسیٰ کو آ کے صاعقہ بیہوش کر گیا
واقف ہوے جمال جہان آفرین سے کب

ملوح شمیم گل کا بنا ہار گلفروش
پھولون کا بوجھ اُٹھیگا کسی نازنین سے کب

مجنون گیا جہان سے تو فرہاد آگیا
خالی مرا مقام رہا جانشین سے کب

چاہے رضاے حق تو فقیری کر اختیار
عقبیٰ بخیر ہوتی ہی تاج و نگین سے کب

ہستی مٹے تو یار کا دیدار ہو نصیب
وصلت ہوئی وصال بجز حورعین سے کب

میری طرح سے خون بھی میرا ہی باوفا
ای ترک چھٹیگا تری آستین سے کب

کیا جانتے تھے خط کے وہ پرزے اُڑائینگے
آگاہ کوئی ہی خط لوح جبین سے کب

آتش ہمارے سینے مین جلتی تھی عشق کی
آدم ہوے تھے خاک ابھی ماء و طین سے کب

جوڑا سواد دیدۂ حورا ہی آپ کا
تشبیہ دون مین نافۂ آہوے چین سے کب

چھوٹے خوشی سے قالب خاکی کو روح کیا
ویران کرے مکان ہوا یہ مکین سے کب

قانع کو ہڈیون مین ہی سو نعمتون کا لطف
بھرتا ہی دل حریص کا نان جوین سے کب

جرار یہ سمجھ کے فقط اُٹھ گئے طبیب
ہی اسکی جانبری نفس و اپسین سے کب

کیسے وقت ذبح چمکے تیرے ای بسمل نصیب
کسکے سینے کو ہوا ہی زانوے قاتل نصیب

کس بیابان مین ہمین لایا مقدر ای جنون
صحبت انسان نہین ہی سیکڑون منزل نصیب

بیٹھ کر کشتی پہ دیکھین پھر کیا قسمت مین ہی
ہو گئے صدمے تلاطم کے سر ساحل نصیب

الفت چاہ ذقن مین گر نہوتے مبتلا
کیون فرشتون کو بھلا ہوتا چہ بابل نصیب

بوٹی بوٹی مین پھڑک پیدا ہو کر ایسی خوشی
وصل تیغ و حلق پھر ہوگا نہ ای بسمل نصیب

پردۂ دل سے صدا آئے انا المحبوب کی
ہو جو اُس پردہ نشین سے الفت کامل نصیب

دو دن کی زندگی ہنس بول کر یارو دن کاٹ
پھر کہان یہ صحبتین یہ لوگ یہ محفل نصیب

شہرۂ آفاق پردے نے فقط اسکو کیا
حسن بے پردہ کو یہ رتبہ کہان اے دل نصیب

موت سے بھاگا جو مین آئی یہ تربت سے صدا
یہ سفر درپیش ہوگا ہوگی یہ منزل نصیب

سر سے اپنے دیدۂ حق بین کا ہم عارف کرین
ہو جو خاک پا تری اے مرشد کامل نصیب

آکے ہستی مین عدم سے طفل روتا ہے ضرور
کچھ تو ایذا ہے مسافر کو سر منزل نصیب

مین یہ سمجھون سب ادا مجھسے ہوے ارکان حج
ہو اگر مجھکو طواف کوچۂ قاتل نصیب

شمع کافوری جلا کرتی تھی جنکے روبرو
تیرہ و تار اب انھین ہے گور کی منزل نصیب

جاکے گلشن مین بھی یہ چپکے کا غنچہ رہ گیا
ہو ہمارا سا نہ دنیا مین کسی کو دل نصیب

دبتے بوسے نہ چھاتی سے ہمین ابہا ہے
گذرے ہم بخشش سے ہمکو ہو ہمارا دل نصیب

کشتیان ڈوبین ہزارون غرق لاکھون ہو گئین
کسکو دریاے محبت کا ہو ساحل نصیب

زندگی کیسی مبارک خضر کو آب حیات
جان نثارون کو ہے آب خنجر قاتل نصیب

خاک میری بعد مردن بنگئی ریگ روان
کوچہ گرد عشق کو ہوتی نہین منزل نصیب

موت آئی اب طبیبون کی رہی کیا احتیاج
ہوگئی بیمار غم کو صحت کامل نصیب

بچ رہے لغزش سے یہ جرار بالاے صراط
دستگیری آپ کی شاہا دم مشکل نصیب

ردیف تاے فوقانی

ہے نمازون مین جو یاد کعبۂ ابروے دوست
سوے قبلہ مین کھڑا ہون دل ہے میرا سوے دوست

ترک مجھسے ہو سکے کسطرح ناصح کوے دوست
مین تو قابو مین ہون دل کے دل ہے قابو سے دوست

صاف دیوان قیامت ہے کتاب روے دوست
مطلع خورشید محشر مطلع ابروے دوست

کسکو کعبے کا کسے بیت المقدس کا دھیان
ہمکو ہے محراب سجدے کے لیے ابروے دوست

باندھتا ہون اسلیے حلقہ کلام اللہ مین
ہو حمائل میری گردن مین کبھی بازوے دوست

مہر عالمتاب ہے وہ صورت شبنم ہون مین
کھینچکر لیجائیگی مجھکو ہواے کوے دوست

یہ خرام ناز یہ چھل بل یہ زیبائش کہان
کیا چلیگی سرو کی پیش قدِ دلجوے دوست

ڈوبتے کو بحرِ غم مین تھامتے ہین آشنا
دوست ہو جاتے ہین اکثر قوتِ بازوے دوست

مثل ہمراہانِ موسیٰ ہو نہ عالم جلکے خاک
کھول مشاطہ نہ تو بندِ نقاب روے دوست

برق گردون سے چمک کر خرمنِ جان پر گری
یاد آیا جب مجھے آئینۂ زانوے دوست

ابروے خمدار جانان ہی اگر شکل کمان
تیر کا پیکان ہی خال گوشۂ ابروے دوست

آگئی پیراہن یوسفؑ کی بو یعقوبؑ کو
سیکڑون منزل سے عاشق سونگھتے ہین بوے دوست

مرگ کا بہتان ہی ناحق تاقیامت زندہ ہین
خضر کی صورت شہید خنجر ابروے دوست

مرغ جان کو خال کا دانہ ملا سوجا نہ کچھ
حلقہاے دام ہونگے حلقۂ گیسوے دوست

ای زہے قسمت کہ سب گنج نامۂ عصیان بلا
عرصۂ محشر مین ہاتھ آیا مجھے گیسوے دوست

قبر کی ظلمت سے مین کیونکر نہ خوش ہون بعد مرگ
ملگیا مجھکو نشانِ جادۂ گیسوے دوست

ہوگیا ثابت سوا نیزے پر آیا آفتاب
بام پر طالع ہوا جب آفتاب روے دوست

ای مہوس کیا کرونگا لے کے مین اکسیر کو
ہی مجھے اکسیر سے بہتر غبار کوے دوست

لوگ کیون جبار مجھپر کرتے ہین بہتان مرگ
جذب کامل کھینچکر لایا ہی مجھکو سوے دوست

مہمان ہی جو کوئی ماہ جبین آج کی رات
رشک گردون ہی مرے گھر کی زمین آج کی رات

گھر ترا غیر سے خالی ہی حسین آج کی رات
ہو اجازت تو مین رہجاؤن یہین آج کی رات

گرمیِ شوق سے پریون کی ہی پہلو مین جگہ
دل ہی یا مُہر سلیمان کا نگین آج کی رات

وصف گیسوے رسا مین جو اُڑے طائر فکر
دم مین جا پہونچے کہین کا یہ کہین آج کی رات

سر مرا ہی قدم یار پہ گیسو کی طرح
کھل گیا حال خط لوح جبین آج کی رات

جو ستارہ ہی وہ ہی دیدۂ پرآب کی شکل
کسکا دیکھا ہی یہ حسن نمکین آج کی رات

یار پہلو مین ہی اغیار کمین مین ای دل
دوست بھی پاس ہی دشمن بھی قرین آج کی رات

ہجر مین دیکھے گا عاشق نہ ترا روے سحر
ہر نفس ہی نفس بازپسین آج کی رات

گیسوے شب جو سر شام سے ہی عطر آگین
شانہ کرتا ہی کوئی پردہ نشین آج کی رات

یار نے وعدہ کیا مجھسے کہ کل آؤنگا
نہ اٹھی سجدے سے تا صبح جبین آج کی رات

گرد آلودہ نظر آتا ہی کچھ روے سحر
کیا ہی برباد کوئی خاک نشین آج کی رات

ساتھ غصے کے شب وصل ندامت بھی ہی
موج دریا ہی تری چین جبین آج کی رات

سُنکے نالون کی صدا چونک کے وہ کہتا ہی
کِسکی آتی ہی یہ آواز حزین آج کی رات

در بدر ہی غم دنیا و خیال عقبےٰ
دل مین ہی الفت جانان جو مکین آج کی رات

مین جو رویا تو اُن آنکھون مین مروت آئی
دام الفت مین پھنسے آہوے چین آج کی رات

طی کرون کوچہ گیسو کو شب تار مین مین
شمع ہو نور رخ ماہ جبین آج کی رات

خواب مین دیکھا ہی خالق کے ولی کو جرار
ملگئی مجھکو عجب دولت دین آج کی رات

سرخ پوشاک ہی پہنے ہوے یار آج کی رات
شام تا صبح شفق کی ہی بہار آج کی رات

کہدیا یار سے حال دل زار آج کی رات
عشق اخفا نہوا آخر کار آج کی رات

عشق گیسو مین یہ الجھا دل زار آج کی رات
جامۂ زیست مین باقی نہین تار آج کی رات

دیکھیے فکر رسا کہ ناوک کی بھی پرواز ذرا
کھیلیے طائر مضمون کا شکار آج کی رات

اپنے دامن سے جو اُس ماہ نے پونچھے مرے اشک
رفع کچھ کچھ تو ہوا دل کا غبار آج کی رات

کہدو عیسےٰ سے کہین اور ٹھکانا ڈھونڈھین
سر کشی کرتے ہین آہون کے شرار آج کی رات

بعد مدت کے مقدر کا ستارا چمکا
آگے وہ ماہ ہوا زیب کنار آج کی رات

تجھکو اے دل نہین آیا جو خیال بوسہ
سرخ کس وجہ سے ہی پھر رخ یار آج کی رات

آکے سینے سے لپٹ جا کہین اے غیرت ماہ
دل کو آتا نہین پہلو مین قرار آج کی رات

وہ جو آیا تو دعا بھی ہوئی مقبول اپنی
لیلۃ القدر ہوے گیسوے یار آج کی رات

نیند غالب ہی مسافر ہون تھکا ماندہ ہون
رحم کی جا ہی زمین دے نہ فشار آج کی رات

کل جنھیں فرش پہ پھولون کے نہ نیند آتی تھی
خاک پر سوتے ہین وہ زیر مزار آج کی رات

طفل دل فرقت جانان مین بہلنے کا نہین
لاکھ دکھلائے فلک نقش و نگار آج کی رات

فرقت یار مین مر چکے سے مین بدتر ہون کہین
ہی شب گور سے بھی تیرہ و تار آج کی رات

ہجر گلرو مین نکرے بحث نہ بلبل مجھسے
ایک نالہ وہ کریگی مین ہزار آج کی رات

کل تک اُس ماہ کی افشان کا نظارا تھا نصیب
ہم ہین اور چرخ پر انجم کا شمار آج کی رات

میکشی کی اُسے ترغیب نہ دے دیکھ اے دل
گرم جوشی سے بگڑ جائے نہ یار آج کی رات

نظر آتے ہین عجب چادر مہتاب مین پھول
گل فشان ہی جو مرا نخل مزار آج کی رات

قبر مین حیدر صفدر سے کہونگا جرار
سخت ہی مجھپہ شہ عرش وقار آج کی رات

خال کی یاد مین پیش آئی سفر کی صورت
اسی نقطے سے سفر ہوگا سقر کی صورت

لب شیرین کی محبت مین ہوے بال سفید
ملگئے یار سے ہم شیر و شکر کی صورت

بزم بے یار جو دیکھی تو ہوا یہ سکتا
آنکھین حیرت سے کھلی رہگئین در کی صورت

عارض حسن پہ بیجا ہی یہ نخوت اے گل
چار دن مین تو بگڑتی ہی بشر کی صورت

منزل دور ہی درپیش تہی دستی مین
توشۂ راہ نہ ہی رخت سفر کی صورت

الفت موے کمر نے یہ کیا زار مجھے
ہون مین نظرون سے نہان تار نظر کی صورت

قصد ہی بندہ نوازی کا جو اے حضرت عشق
کعبۂ دل مین چلے آیئے گھر کی صورت

نہ یہ آنکھین نہ یہ مژگان نہ یہ ابرو نہ یہ لب
کیونکر اے مہر ملے تجھسے قمر کی صورت

پھر برسنے کا ارادہ نکرے ابر بہار
دیکھ پائے جو مرے دیدۂ تر کی صورت

آتش عشق بھڑکتی ہی نہ بجھ جاتی ہی
دلکو سلگاتی ہی یہ ہیزم تر کی صورت

شب جوانی کی گئی موسم پیری آیا
ہین کوئی دم مین نہان نور قمر کی صورت

نالے دن رات جو کرتی ہی قفس مین بلبل
سر اُڑا دے کہین صیاد نہ پر کی صورت

خاکسارون کی طرف چشم حقارت سے نہ دیکھ
صاف ہین گرد یتیمی مین گہر کی صورت

مثل گل ہون کرم ابر کرم سے شاداب
باغ عالم مین نہین خشک شجر کی صورت

تیرے اشعار کے نسخون کو خوشی سے جرار
لے گیا پیک صبا کاغذ زر کی صورت

ردیف ثائے مثلثہ

رہا نہ زہد مئے خوشگوار کے باعث
شکست توبہ ہوئی نوبہار کے باعث

گئے حواس گل روے یار کے باعث
جنون ہوا ہے مجھے فصل بہار کے باعث

رہینگے در پہ نہ دربان یار کے باعث
چمن کو چھوڑ دینگے ایذاے خار کے باعث

بہار پر ہین گل زخم تیغ قاتل سے
چمن کھلا ہی نسیم بہار کے باعث

گلی مین اُسکی گریگا اگر مرا مُردہ
وہ گھر بھی چھوڑینگے میرے مزار کے باعث

حجاب عالم ارواح ہی تن خاکی
نہان ہی قافلہ گرد و غبار کے باعث

ہمارا خون جو سر پہ ہی تنگ ہی قاتل
پیادہ ہو گیا عاجز سوار کے باعث

نہین ہجوم یہ غولونکا میرے مرقد پر
پتنگ جمع ہین شمع مزار کے باعث

مزار مین بھی مین لیتا ہون کروٹین ہر دم
کہان قرار دل بیقرار کے باعث

وہان بھی رنج تھا مجھکو یہان بھی صدمہ ہی
فنا کے بعد ہی ایذا فشار کے باعث

کدورتین وہ بہت ہمسے رکھتے ہین قاصد
کھلا نوشتۂ خط غبار کے باعث

امانت اپنی زمین لے تو مین نکل جاؤن
رکا ہون پیرہن مستعار کے باعث

پھنسا ہون آکے مین اس تنگناے دنیا مین
فقط مشیت پروردگار کے باعث

مکان بنائیے دنیا مین کس جگہ جرار
زمین ہی تنگ ہجوم مزار کے باعث

دل کیا یار نے زخمی دم تقریر عبث
بے سبب کھچ گیا وہ صورت شمشیر عبث

منہدم ہوتی ہے اک روز بنائے ہستی
چار عنصر کے گھروندے کی ہے تعمیر عبث

تیرا دیوانۂ الفت ہے نہ ٹھہرے گا کبھی
موجیں پہناتی ہیں سیلاب کو زنجیر عبث

سخت جانی سے جمینگے نہ کبھی اُسکے قدم
سر مرے چڑھتی ہے قاتل تری شمشیر عبث

ساغر زہر تھا ہنگام ولادت دینا
مجھکو گہوارے میں دایہ نے دیا شیر عبث

پوچھو اے اہل عدم مجھسے نہ حال ہستی
کیا کہوں خواب پریشاں کی تعبیر عبث

نہ کبوتر ہے نہ قاصد ہے نہ ہدہد نہ صبا
ہمنے مکتوب کیا یار کو تحریر عبث

سیکڑوں آہوے دل صید ہیں اُن زلفوں میں
ڈھونڈھتے پھرتے ہیں صحرا میں وہ نخچیر عبث

تپ مری بے رخ دلدار نہ زائل ہوگی
سحر حشر دکھاتی ہے طباشیر عبث

زیست میں یار نہ آغوش میں آیا جرار
اب ہوا قبر سے آکر وہ بغلگیر عبث

ردیف جیم

کسکے برقِ حسن سے روشن ہوا کاشانہ آج
رشک شمع طور ہے اپنا چراغ خانہ آج

اوستادِ علم وحشت ہے ترا دیوانہ آج
روح مجنوں کرتی ہے تعظیم شاگردانہ آج

بسکہ ہے دل میں خیالِ عارض جانانہ آج
آفتاب حشر ہے اپنا چراغ خانہ آج

جبہہ سائی کو ملا سنگِ در میخانہ آج
میکشو کرتے نہیں کیوں سجدۂ شکرانہ آج

استراحت تم کرو میں بیٹھ کر چپکی کروں
کچھ تو سوتے جاگتے سنلو مرا افسانہ آج

اسقدر صدمے اُٹھائے ان بتوں کے ہاتھ سے
ہم سوے کعبہ چلے ہیں چھوڑ کر بتخانہ آج

یہ تپ فرقت چڑھی زنداں میں قیدی کو ترے
مثل گندم بھنگیا زنجیر کا ہر دانہ آج

ماہ کامل عارض پرنور کا ہالہ ہوا
بام پر سویا جو وہ رشک قمر جانانہ آج

کیا نگہ سے دل ہمارا اُسنے سو ٹکڑے کیا
ایک دانے کو بنایا سبحۂ صد دانہ آج

بچہ

فاتحہ کو آے جب احباب ایسا غل کیا
منقبت میرا ہوا آخر کو نوبت خانہ آج

فرقت جانان مین کرتے ہین جو اس خمسہ کو گم
مطرب و مینا و ساقی و می و میخانہ آج

تم بھی ہو رونق فزا اے سیمتن بالاے بام
جمع ہی عالم در دولت پہ مشتاقانہ آج

خال لب دان اڑ گیا بوسون سے یان حیرت سے ہون تم
زاغ نے گلشن کو چھوڑا چند سے ویرانہ آج

مجھکو لکھنا ہی جو اک محبوب کی شوخی کا وصف
ہی عروس فکر مین انداز معشوقانہ آج

گور اسکندر پہ دیکھا ہمنے یہ مصرع رقم
کام کچھ آتی نہین ہی شوکت شاہانہ آج

مور چون کا ہو گیا ملک حلب مین کیا ہجوم
خط عنبر نے اگر کھو دیا حسن رخ جانانہ آج

کل جہان کرتے تھے طاؤس چمن طنازیان
فاختہ کرتی ہی کو کو ہی وہین ویرانہ آج

موسم باران ہی یہ اتنا کرم کر محتسب
کھولدے مستون کی خاطر سے در میخانہ آج

بے دھڑک جا بیٹھنگے گھر مین اس پری پیکر کے ہم
مل گیا ہی پاسبان کو کوچہ جانانہ آج

دیکھیے کسکو پریشان کسکو وہ حیران کرین
آئینہ پیش نظر ہی ہاتھ مین ہی شانہ آج

بزم مین رندون کی آیا ہی نصیحت کے لیے
کھو گئی ہی عقل ناصح ہو گیا دیوانہ آج

تیغ ابرو سے نہ موڑو منھ کو وقت امتحان
حضرت دل ہی مناسب ہمت مردانہ آج

شمع بزم خلد ہو گا کل حق جرار مین
یا علی لکھدو گے بخشش کا جو تم پروانہ آج

ناوک ہی بلبلون کو ہر اک شاخسار آج
آتا ہی کون باغ مین بہر شکار آج

کیا فاتحہ کو آئیگا وہ گلعذار آج
ہی گلفشان ہمارا چراغ مزار آج

باندھا یہ تیرے ہجر مین رونے کا تار آج
اپنا محیط اشک ہوا بے کنار آج

عیسی سے اپنے مین نے کہا حال زار آج
صحت ہوئی نکل گیا دل کا بخار آج

نفرت جسے تھی کل وہ ہی زیب کنار آج
جرار دیکھو قدرت پروردگار آج

ہو جلوہ گر جو دختر رز بھی تو لطف ہی
جوبن دکھا رہی ہی عروس بہار آج

ابتک نہ یار آیا نہ آثار صبح ہین
دن حشر کا ہوئی ہی شب انتظار آج

طناز یان دکھاتے ہین طاؤس ہر طرف
آتا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار آج

ہین جوش مین سرو و سراپان خوش نوا
ہر نان سطربون کی ہی صوت ہزار آج

لازم ہی آب آبلہ پا سے تر کرون
سو کھی تناہان دکھاتے ہین صحرا مین خار آج

ہمکو دکھائی زلف تو رخ اسنے غیر کو
ظاہر ہوئی دو رنگی لیل و نہار آج

مانند شمع دیکھیے کس کس کا دل جلے
بھڑکی ہوئی ہی آتش رخسار یار آج

لائی صبا تتار مین کس زلف کی نسیم
سنتی ہوے ہین نافہ مشک تتار آج

صحبت مین دخل کس و ناکس کو مل گیا
کر بالٹ رہی ہی دولت دیدار یار آج

سرمہ نہین ہی یار کی آنکھون مین جلوہ گر
نکلے ہین دو ستارے یہ دنبالہ دار آج

دل بھر ہا ہی اسکو اگر چھیڑ دو گے تم
برسیگا لوٹ لوٹ کے ابر بہار آج

جرار آرزو ہی کہ جبریل دین صد ا
پہونچے لیے مدد شہ دلدل سوار آج

ردیف جائے حطی

صاف ہو گیا دل مرا اس روئے تابان کی طرح
آنکھین کافر کی پھری رہتی ہین مژگان کی طرح

مصحف رخسار جانان جب سے آیا ہی نظر
دل ہی سی پارہ بغل مین میری قرآن کی طرح

یار کی محراب ابرو اک نظر دیکھین اگر
پاس کعبے کا کرین ہندو مسلمان کی طرح

فرش پر پھولون کے سوئے وہ وہان آرام سے
رات بھر بیٹھے رہے ہم در پہ دربان کی طرح

وادی غربت مین شکلیں آشناؤن کی مجھے
یاد آجاتی ہین اک خواب پریشان کی طرح

غیر شانہ کرتے ہین گیسوے جانان مین وہان
دل پریشان ہی یہان زلف پریشان کی طرح

ہار تم پہنے ہوے بھرتے ہو مجھکو ڈر یہ ہی
بل نہ آجائے کمر مین زلف پیچان کی طرح

تیری فرقت مین یہی جی چاہتا ہی مہر وش
چادر مہ ٹکڑے کر ڈالون گریبان کی طرح

تہمت آلودہ کریگی کیا زلیخا ہے جہان
چاک دامن ہی مرا یوسف کے دامان کی طرح

ہجر میں تیرے نہ شب بھر آئی ای گلفام نیند
دل میں کھٹکا نیش غم خار مغیلان کی طرح

ہون گدا اِسکا کہ ای جرأت ٹھوکر سے مری
تاج سلطان پھر رہا ہی جیسے سلطان کی طرح

ردیف خائے معجمہ

پیری میں نہیں خون سے اشکوں کے بدن سرخ
کیا خوب یہ رنگا گیا ملبوس کہن سرخ

پیش آیا سفر ہمکو گیا روز کا جھگڑا
کیونکر نہ خوشی سے ہو رخ اہل وطن سرخ

کس شوخ کی آمد ہے یہ گلزار میں ہی عید
پہنے ہین جو ملبوس عروسان چمن سرخ

کھل جائیگا احوال ترے ظلم کا قاتل
پہنے ہوے جب حشر مین آونگا کفن سرخ

جس روز ہوا وصل گل تازہ کھلیگا
ہو جائیگا بوسوں سے وہ غنچہ سا دہن سرخ

تشبیہ کہ گل سے انہیں دون تو ہی زیبا
ڈورے ہین تری آنکھ کے ای رشک چمن سرخ

باتوں سے تری خوش ہون رکاوٹ سے مین ناخوش
ہون زرد خموشی سے تو ہنگام سخن سرخ

جو سیب ہی وہ سرخ بھی ہی زرد بھی لیکن
ہی گلشن خوبی مین ترا سیب ذقن سرخ

کانٹوں کو کیا گل مرے چھالوں کے لہو نے
کوسوں ہی بیابان جنون مثل چمن سرخ

لال آنکھیں ہین غصے سے مگر یار کی مجھپر
ہی طرفہ تماشا نظر آتے ہین ہرن سرخ

جرأت نے مضمون گل عارض کے سنائے
ہو کیون نہ رخ قدر شناسان سخن سرخ

ردیف دال مہملہ

روح کو خاک ہوا اس جسم کی تعمیر پسند
کوئی قیدی نہ کرے خانۂ زنجیر پسند

شکر کی جا ہی کہ دل سے ہی مرے قاتل کو
نالۂ حلق بریدہ دم تکبیر پسند

کوشش وصل کرون لاکھ مگر ہوتا ہی کیا
میری تقدیر کو میری نہیں تدبیر پسند

نہ پیا جز غم روز ولادت جب تک
مہد مین مین نے نہ دایہ کا کیا شیر پسند

زندگی سے ہی کہین مرگ مرے دل کو پسند
مقبرے کی ہی سوا قصر سے تعمیر پسند

نیک و بد مدنظر جو ہو وہ جلدی لکھیے
ہی صریر قلم کاتب تقدیر پسند

تشنۂ شربت دیدار ہون مین قاتل کا
بڑھ کے کوثر سے ہی آب دم شمشیر پسند

دل کو ملتا ہی مرے قند مکرر کا مزا
کیون نہو یار کی لکنت دم تقریر پسند

زاہد تیرہ درون خاک کرے قدر شراب
شپرہ کو نہین خورشید کی تنویر پسند

آئے ہین حضرت داؤد قلمدان لیکر
اسقدر ہی تری آواز کی تحریر پسند

اور سورہ نہ سناؤ مجھے تلقین پڑھو
حسرت آمیز مرے دل کو ہی تقریر پسند

عرش پر آج ملک پیش نظر رکھتا ہی
ہی یہ نقاش ازل کو تری تصویر پسند

بیٹھ کر خاک در یار پہ اٹھتے نہین ہم
عشق مین ہی یہی منصب یہی جاگیر پسند

خاک اکسیر ہی آنکھون مین ہماری جرأت
دل کو ایسا ہی غبار در شبیر پسند

دم اخیر ہی لکنت مین ہی زبان صیاد
بس اب مین حسرت دل کیا کرون بیان صیاد

نہ پھینک چھنکے خس و خار آشیان صیاد
کہین تو رہنے دے بلبل کا کچھ نشان صیاد

ترے ستم سے نکلجائین ہم کہان صیاد
زمین سخت ہی اور دور آسمان صیاد

رہا قفس سے نہ کر ہم ستم رسیدون کو
گلون کا باغ سے راہی ہی کاروان صیاد

چھری دکھاتا ہی مجھکو دکھا کے سیر چمن
کہان کہان مرا کرتا ہی امتحان صیاد

نہین چمن کی ہوا فرحگاہ دکھلائی
قفس کو لیکے چلا ہی مرے کہان صیاد

نہ اب وہ آہ و فغان ہی نہ تیز پروازی
فراق گل مین گئی طاقت و توان صیاد

کہین شفق کہین لالہ کہین نہ یکا حنا
نہو گل خون کبھی بلبل کا رائگان صیاد

خیال گل ہی کبھی یاد ہمصفیرون کی
قفس مین کیون نہ کرین بلبلین فغان صیاد

بنینگے ہوکے یہ فرسودہ غازۂ رخ گل
خراب ہونگے نہ بلبل کے استخوان صیاد

ترے ستم سے عجب کیا جو روح بلبل کا
قریب طائر سدرہ ہو آشیان صیاد

پھنسا ہی لیگا اُسے دام حیلہ سازی مین
ہزار صید توانا ہو ناتوان صیاد

سماؤن خاک مین نظرون مین اپنے قاتل کی
پھنسا ہے دام مین کیا صید ناتوان صیاد

قفس مین قید ہو بلبل کہ ذبح ہو دیکھین
صلاح کرتے ہین کچھ کچھ تو باغبان صیاد

ترحم آیا ہی مرغان دام پر کچھ تو
کہ آب و دانہ دکھاتا ہی ہر زمان صیاد

بیان حال دل زار کرتی کچھ بلبل
قفس مین کوئی تو ملتا مزاجدان صیاد

بہار کی کبھی شادی کبھی خزان کا ہی غم
یہان ہین عشرت واندوہ تو امان صیاد

رہا ہون دام سے دیکھین کہ قید ہستی سے
چراغ زیست ہی مدت سے گلفشان صیاد

قفس کو لالے کا تختہ بنائیگی شاید
کہ چشم بلبل شیدا ہی خون فشان صیاد

جنون ہو توڑ کے پھینکے قفس کو ای جرار
جو گوش دل سے سُنے میری داستان صیاد

ردیف ذال معجمہ

ہزار طرح کا پیدا کرے اثر تعویذ
تمھارے دل مین کریگا کبھی نہ گھر تعویذ

فسون گرون کا بھی چلتا نہین کوئی منتر
بلائے زلف کے آگے ہی بے اثر تعویذ

بندھی ہی مہر سلیمان یہ شاخ طوبی مین
نہین ہی آپ کے بازو پہ جلوہ گر تعویذ

غروب مہر ہوا دونون وقت ملتے ہین
اُتار لے نہ گلے سے یہ شجر تعویذ

ہوا نہ بحر مصیبت سے اپنا بیڑا پار
بہائے آب مین لکھ لکھ کے بیشتر تعویذ

اگر نوشتۂ قسمت یہ ہوتے ہم شاکر
کبھی نہ ڈھونڈھتے پھرتے اِدھر اُدھر تعویذ

یقین ہی کوئی نہ کوئی پڑھی مسخر ہو
کہ شام سے مین جلاتا ہون تا سحر تعویذ

ضرور کیا تھا تمھین درد سر نزاکت مین
ہزار من کا لیا بوجھ باندھ کر تعویذ

دہانِ تنگ کی الفت نے مجھکو مارا ہی
مرے مزار کا لازم ہی مختصر تعویذ
کسی کی جان بچے کیا تمھارے بازو سے
ہی قتل عام پہ باندھے ہوے کمر تعویذ

سوادِ چشم خضر سے اُسے لکھون جرار
جو لاے راہ پر اُسکو کرے اثر تعویذ

ردیف راے مہملہ

چمن مین دیکھ کے نسرین و نسترن کی بہار
نگہ مین پھر گئی یارانِ انجمن کی بہار
پلا دے مجھکو وہ ساقی شراب گویائی
دکھاے صاف جو خمخانۂ سخن کی بہار
ہوا ہے کوثر و آب بقا نہ دل مین ہی
نظر جو آئی تمھارے لب و دہن کی بہار
لہو کے قطرون نے اڑ کر یہ گل کھلائے ہین
چمن سے کم نہین دامانِ تیغزن کی بہار
زمانہ کیون شفق صبح کا گمان نہ کرے
عیان ہی جامہ سے اُس پھول سے بدن کی بہار
مسی نے رنگ جما کر بڑا کیا اندھیر
مٹا دی صاف تری سرخی دہن کی بہار
ترے شہید کا مقتل کہ باغ جنت ہی
چمن سے بڑھ کے ہی گلہاے زخم تن کی بہار
ابھی تو خانۂ حسرت شہیدان ہو
جو آؤ دیکھنے تم خون چکان کفن کی بہار
گرا ہی بخیۂ مرجان نگاہ بسمل سے
یہ دل مین کھپ گئی ہی دستِ تیغزن کی بہار
اِدھر ہو آمد پیری اُدھر شروع شباب
اِدھر چمن کی خزان ہی اُدھر چمن کی بہار
زمین پہ جھکتی ہی ہر شاخ گل خجالت سے
دکھائی کسنے یہ بازو یہ نور تن کی بہار
شگفتہ ہوتے ہین لالے کے پھول آج تلک
دکھا رہی ہی زمین قبرِ کوہکن کی بہار
تمھارے روزن دیوار بھی اگر دیکھے
نظر مین پھر گئی گلہاے یاسمن کی بہار
طرح طرح کے گریبان مین پھول رکھتا ہی
بڑھائی ہی مرے یوسف نے پیرہن کی بہار

ہزار ہا گل مضمون ہین اسمین اے جرار
کہین چمن سے ہی بڑھکر مرے سخن کی بہار

نظر عاشق نے کی جب خندۂ معشوق پرفن پر
گرائی آپ اُسنے برق اپنے دل کے خرمن پر

بہار آئی ہی اک عالم نظر آتا ہی گلشن پر
جوانان چمن نازان ہین کیا کیا اپنے جوبن پر

چراغ ای چرخ لعل شبچراغ ایوان مین تجھسے جلکے
کسی کا دل نہین جلتا ہی آکی شمع مدفن پر

وہ مشتاق اجل ہون دوست دشمن کو سمجھتا ہون
گمان خضر مجھکو راہ مین ہوتا ہی رہزن پر

ہوئے گریان اگر آکر لحد پہ دُرفشانی کی
ہنسے جب کھلکھلا کر وہ چڑھائے پھول مدفن پر

بہار ایسی دکھائی قطرہ ہاے خون بسمل نے
گمان دامن گلچین ہوا قاتل کے دامن پر

کیا ہی تنگ تنگیٔ دہن نے سارے غنچون کو
مسی مالیدہ لب ہنستے ہین کیسے کیسے سوسن پر

رگ گل کم نہ تھی نشتر سے جن نازک مزاجون کو
بجائے گل ہی کانٹون کا بچھونا اُنکے مدفن پر

اثر یہ الفت کامل دکھا دیتی ہی آخر کو
گریبان چاک گل ہین باغ مین بلبل کی شیون پر

خیال کعبۂ ابروے جانان تھا جو مرتے دم
پتنگے آئے ہین بہر طواف شمع مدفن پر

نہین گل چھوٹتے ہین جنبش باد بہاری سے
یہ حال آیا ہی اُنکو نغمۂ مرغان گلشن پر

دم آخر ہی کہدو اُنسے بوسے کا عوض لے لین
کسی کا بوجھ لیکر جائین کیون ہم اپنی گردن پر

ازل کے دن سے جو ہین تشنہ لب جام شہادت کے
بجا ہی جان دیتے ہین اگر وہ آب آہن پر

شکار پنجۂ شہباز نفرت ہین وہ پیری مین
ہزارون انگلیان اُٹھتی تھین جن لوگون کے جوبن پر

کبھی تو چشم حسرت سے نظر کر تو بھی ای قاتل
عجب حسرت برستی ہی ترے کشتے کے مدفن پر

بجھاتا ہی چراغ عمر کیون باد حوادث سے
نہ جل پروانہ وار اے دل کسی کے روے روشن پر

نہ تیزی چاہیے جنگ آزمودہ کو لڑائی مین
کہ غالب سرد لوہا ہی ہمیشہ گرم آہن پر

نہ لین ہم نام الفت پھر کسی کے سامنے عاشق
قسم لیتا ہی وہ سفاک رکھکر تیغ گردن پر

مین کیا کعبہ کو جاؤن بتکدے مین کیا قدم رکھون
بد و نیک جہان ہی گردن شیخ و برہمن پر

ذرا سی بات مین تم آشناؤن سے بگڑتے ہو
نگاہ گرم اہل دل نہین کرتے ہین دشمن پر

نظر حیرت ارہ صنع صانع قدرت پہ لازم ہی

عبث وارفتہ ہین تصویر کے ہم رنگ و روغن پر

اُٹھایا بار الفت جب ترے دیوانے نے سر پر
لکھا لفظ معانی کاتب قدرت نے دفتر پر

نہوا ای منعم مغرور مال و دولت و زر پر
کہ دیکھو یاس کا عالم ہی کیا قبر سکندر پر

لحد مین جا کے ان اٹکھیلیون سے ہو گا چھٹکارا
جیینگے جب تلک دنیا مین کھیلے گی قضا سر پر

شب فرقت مین مجھکو تیری نیرنگی جو یاد آئی
طبیعت نے مری بدلا نہ کیا کیا رنگ بستر پر

مکدر گور سے اُٹھا جو مین روز قیامت کو
تکدر دل کا پردہ ڈال دیگا روے محشر پر

دم طاعت خیال عارض شفاف جانان ہی
بجا ہی سجدہ کرنا سجدہ گاہ سنگ مرمر پر

وہ آئے گھر مرے پر ستم کو بھی ساتھ لے آئے
گلا انکا کرون یا روؤن مین اپنے مقدر پر

کھلا حال نوشت کاتب تقدیر ستی مین
نظر جب پڑ گئی رندون کی ساقی خط ساغر پر

دھوان نالون کا فرقت مین نہین ہی ساتھ اشکون کے
یہ ابر تیرہ و تاریک چھایا ہی سمندر پر

کلیجے چھیدتا ہی سب کے اُسکا ناوک مژگان
گلے کٹتے ہین مشتاقون کے اُس ابرو کے خنجر پر

گذرتے ہین توحش دل کو کیا کیا ہجر ساقی مین
گمان زہر قاتل ہی شراب روح پرور پر

وہ میرے دل کی بیتابی یہ شوق دید مین سمجھے
کہ رکھا وعدہ دیدار کو فرداے محشر پر

ترے درویش ہین ہی ساتھ استغنا کے حشمت بھی
بغل مین بوریا ہی پاؤن ہین تخت سکندر پر

جو ساقی بھر کے مے سے انکو ای جرار لایا ہی
قدم جام و سبو کے میری آنکھون پر مرے سر پر

گرے پڑتے ہین کیون دل عارض پر نور جانان پر
پتنگے خاک ہو جاتے ہین جلکر شمع سوزان پر

خفا ہو کر لگائین قینچیان صیاد نے ایسی
کہ چھد کر طائر جان رہ گیا دیوار زندان پر

ملائش پوشش مرقد عبث رہتی ہی یارون کو
کہ کافی چادر مہتاب ہی گور غریبان پر

چراغ گل ہی جسم عول اُس گل کی جدائی مین
گمان ہی گرد باد دشت کا سرو گلستان پر

ہوس معشوق ہرجائی کی میرے دل کو کیونکر ہو
کہ اہل وضع کم گرتے ہین مال دستگردان پر

خیال کاوش مژگان جانان مجھکو آتا ہی
قدم رکھتا ہون مین جب دشت مین خار مغیلان پر

اطاعت فرض کی یون آپ کی تیری جان جان ہمنے
خدا کی بندگی واجب ہی جیسے ہر مسلمان پر

محبت ترک کی ہمنے کہ تمنے بیوفائی کی
ہی اسکا فیصلہ اے مہربان صاحب کے ایمان پر

قضا کے ہاتھ مین کیون ہاتھ مجھ بیکس کا دیتے ہو
ستم ایسا روا رکھتے ہو کیون دو دن کے مہمان پر

علاوہ لطف کوچے مین تمھارے رہنے والون کو
کبھو بھولے سے نظر کرتے نہین ملک سلیمان پر

مقدر دشت سے پھر وطن ہمکو جو لیجائے
ملین پس شوق سے آنکھون کو نقش پائے جانان پر

نہ ایسا ہو کہین حاکم کے آگے رنگ کچھ لائے
جگہ دے خون کے چھینٹون کو نہ قاتل اپنے دامان پر

بہار آئی قدم اُٹھنے لگے پھر جانب صحرا
جنون پھر ہاتھ ڈالنے لگا میرے گریبان پر

گھٹا ساون کی پانی ہوگئی جسکی جماوٹ سے
حمایہ رنگ مستی کا لب جان بخش جانان پر

نہ سوئے ایک شب بھی وہ لپٹ کر میرے سینے سے
یہی ہی سرد مہری تو پڑے پالا زمستان پر

عجب کچھ رنگ لائے اُڑکے چھینٹے خون بسمل کے
بہار باغ صدقے ہوتی ہی قاتل کے دامان پر

کباب سوختہ کی بو جواب باتون مین آتی ہی
جلا دل صورت پروانہ کس شمع شبستان پر

ترے جانے سے قاتل دم نکلجائیگا مقتل کا
عجب اک بیکسی چھا جائیگی گنج شہیدان پر

مین سمجھون معتبر حرّار انکے قول کو کیونکر
جو کھا کر جھوٹی قسمین ہاتھ رکھدیتے ہین قرآن پر

ردیف زائے معجمہ

مر گیا وصل کی شب سنکے گجر کی آواز
ہوگئی حق مین مرے کوس سفر کی آواز

رنگ فق ہوگیا چہرے پہ سفیدی چھائی
جب سنی وصل کی شب مینے گجر کی آواز

نامہ اُس غیرت بلقیس کا لایا شاید
آتی ہی کان مین ہدہد ترے پر کی آواز

جل گئی غم کی چھری میرے جگر پر شب وصل
آگئی کان مین جب مرغ سحر کی آواز

دور منزل سے گیا قافلہ سوتے رہے ہم
وائے قسمت نہ سنی کوس سفر کی آواز

گھر میں نالوں کو مرے کہتے ہیں وہ سن سنکر
آج پھر آتی ہے اس خستہ جگر کی آواز

مرتبہ میں کس و ناکس ہوں برابر کیونکر
میل سے مس کے بدل جاتی ہے زر کی آواز

عمر بھر کاتب اعمال چپ و راست رہے
نہ سنی ہمنے ادھر کی نہ ادھر کی آواز

کاش جرار گلیں بخت نجف میں پہونچوں
روضۂ پاک سنائے مجھے در کی آواز

ردیف سین مہملہ

ایک سی ہے گردش لیل و نہار اب کے برس
چال کیا بھولا ہے چرخ کج مدار اب کے برس

ہے عجب کیفیت فصل بہار اب کے برس
مست ہی ہے نرگس شب زندہ دار اب کے برس

پہ جنون زا آئی گلشن میں بہار اب کے برس
چلتی ہے باد صبا دیوانہ وار اب کے برس

ہے اسے منظور سیر لالہ زار اب کے برس
دیکھیے کس کس کا دل ہو داغدار اب کے برس

دشت میں برباد ہے کس کا غبار اب کے برس
ابر روتا ہے جو اٹھ کر بار بار اب کے برس

ٹکڑے ٹکڑے جیب گل بلبل کا سینہ چاک چاک
فتنہ خیز آئی گلستان میں بہار اب کے برس

قدر دان گل کہاں ہیں بلبلیں محبوس دام
منہ دکھائیگی کسے فصل بہار اب کے برس

شانہ گیسو ہیں جو کرتے تھے نہ بچھاے سال ایک
ہوگئے ہیں وہ بلاے روزگار اب کے برس

لے چلا ہے قاف کی جانب مجھے جوش جنون
کیا عجب پریون سے ہو بوس و کنار اب کے برس

ہے مثال ابروے ساقی ہلال ماہ صوم
کیون نہ روزے ہم سے کھولیں روزہ دار اب کے برس

باغ میں ہر اک قدم پر بستے ہیں طاؤس و کبک
کیا چلن تیرا دکھاتی ہے بہار اب کے برس

خون سے تھالے بھرے کہسار پر لالہ کھلا
خون چکان ایسا ہے اب تیغ یار اب کے برس

جھومتا ہے باغ میں ہر نخل گل مانند مست
آئی کس نکہت سے کوچے سے بہار اب کے برس

دیکھ کر کہتا ہے ساقی میری آہوں کا دھوان
واہ کیا اٹھی گھٹا تاریک و تار اب کے برس

فصل گل آئی جنون اتنی تو کیفیت دکھا
شیخ و زاہد کے ہون جبے تار تار اب کے برس

باغبان نے طرفہ چھاپے خون بلبل کے دیئے
بوستان میں ہیں نئے نقش و نگار اب کے برس

ہے جو نظروں سے نہاں تیری کمر اے گلعذار
ہر رگ گل چشم بلبل میں ہے خار اب کے برس

کسکی الفت میں یہ روشن کی ہے آتش شمع داغ
گل ہیں بلبل پہ فدا پروانہ وار اب کے برس

حسرت نظارہ اک مدت سے ہے جرّار کو
منہ دکھا اے غیرت دلدل سوار ابکی برس

ذبح کے دم وہ نظر آیا رخ بسمل اداس
تیغ روئی خون کے آنسو ہوا قاتل اداس

اسطرح پیری میں رہتا ہے ہمارا دل اداس
ہر گہنے پر جیسے معزولی میں ہو عامل اداس

خاک اڑتی ہے بیابان میں رہرو کے دل اداس
کہتے ہیں دنیا جسے کتنی ہے یہ منزل اداس

ہمسفر کوئی نہیں نادیدہ ہے راہ عدم
دل مسافر کا نہو کیونکر سر منزل اداس

بے گناہی ہوگئی ثابت کسی مقتول کی
سر جھکائے ہے روان مقتل سے جو قاتل اداس

روح کو کاشانۂ تن ہوگیا محنت سرا
ہے یہ بے شمع جمال یار قصر دل اداس

شیشہ خالی جام واژون ساقی و میخوار چپ
ایک تیرے مرتے ہی کیسی ہوئی محفل اداس

صحبت ہمسایہ نے آخر کیا پیدا اثر
جان بھی رہنے لگی قالب میں مثل دل اداس

محمل تن جب یہ خالی کر جائیگی لیلیٰ جان
مثل مجنون یار جائینگے پس محمل اداس

خوف آتا ہے سب مجھے مقتل میں یہ ہنگام قتل
ہو نہ میری سخت جانی سے کہیں قاتل اداس

کیا کوئی میکش گیا بزم جہاں سے تشنہ لب
چشم تر ہے جام ہے ہر شیشے کا ہے دل اداس

لائیے تشریف خلوت سے ذرا جلوت میں آپ
ہر جگہ خالی تمہاری ہے بہت محفل اداس

کہتی تھی شیرین کہ کیا گذری سر فرہاد پر
خود بخود ہے آج سینے میں جو میرا دل اداس

قتلگہ میں بیکسی یہ چھا گئی دونوں طرف
اس طرف حیرت میں قاتل ہے ادھر بسمل اداس

ایک بھی بوسہ نہ پایا تجھکو حاتم کیا کہیں
ہاتھ خالی در سے جاتا ہے ترے سائل اداس

بے ترے اے بادشاہ کشور خوبی و ناز
مثل ایوان شکستہ ہے یہ قصر دل اداس

وہ گنہگار محبت ہون کہ لاشے پر مرے
حسرتین گریان ہین سب ہے آرزو دل اُداس

سامنا شاید نہ اُس خورشید خوبی سے ہوا
چرخ پر ہے آج کچھ روے مہِ کامل اُداس

باغ اُس رنجیدہ خاطر کو خوش آئے کسطرح
سیر سے ہو گلشن ہستی کے جسکا دل اُداس

دشت سبزہ ابر دریا جام مینا سیر باغ
ہین یہ سب بیکار فرقت مین اگر ہے دل اُداس

خاک اُڑتی ہے مقرر خشک جب ہوتا ہے بحر
مفلسی مین کیون نہون دریا دلون کے دل اُداس

لیگئی کیا لوٹ کر جرّار گلشن کو خزان
نعرہ زن ہین باغبان ہے بلبل بیدل اُداس

دل کو ہے نظارۂ رخسار جانان کی ہوس
جیسے بلبل کو ہے گلگشت گلستان کی ہوس

کھینچ لایا وادیِ وحشت سے شوق کوے یار
آبلون کو رہ گئی خار مغیلان کی ہوس

ایک بھی باقی نہ رکھا تونے پیراہن مین تار
اب کہان تک ہے جنون دست و گریبان کی ہوس

قافلہ صبر و توانائی کا پیچھے رہگیا
کھینچ لائی ہے عدم سے وصل جانان کی ہوس

آیا مرقد پر شہیدون کے نہ بھولے سے وہ ماہ
کچھ نہ نکلی مردم شہر خموشان کی ہوس

عمر بھر دیکھا کیا مین اُنکو پر وقت وداع
رہگئی نظارۂ رخسار تابان کی ہوس

ہوگئی فصل خزان مین مبتلاے دام گُل
لیگئی بلبل گلستان سے بہاران کی ہوس

تیرے در کی جبہہ سائی ہے جسے جانان نصیب
تاج خسرو کی نہ ہے تخت سلیمان کی ہوس

کچھ نہوگا آنے دے بالین پر اے بے مہر صنم
رہ بجائے حضرت عیسیٰ کو درمان کی ہوس

کھینچ لیجائیگی یوسف کو زلیخا کی کشش
کسطرح جرّار نکلے پیر کنعان کی ہوس

ردیف عین مہملہ

یا الٰہی ہو نہ ایسی سخت جانی وقت نزع
آگے قاتل کے جو ہون مین پانی پانی وقت نزع

اُٹھ گیا بالین سے میری یار جانی وقت نزع
داغ فرقت دیکھیا دل کو نشانی وقت نزع

کام آئیگا نہ کچھ زور جوانی وقت نزع
انتقام آخر کو لیگی ناتوانی وقت نزع

دل مین طاقت ہی نہ تن مین زور آنکھون مین نور
چھٹ گئے افسوس یاران جوانی وقت نزع

کم نہ تھا کچھ تازیانے سے مرا تارِ نفس
اُڑ گیا کوسون سمند زندگانی وقت نزع

خال رخ کو ہی نہ اُسکے گوہر دندان کی دید
بند مرغ روح پر ہی دانہ پانی وقت نزع

پھوٹے سرسون کیون نہ آنکھون مین بھلا بیمار کی
آگئے ہو پہنے لباس زعفرانی وقت نزع

چاہتا ہی دل کہ دھو جائین دم آخر گناہ
بے سبب کب آنسوؤن کی ہی روانی وقت نزع

قصۂ دنیائے دون سننے کی کسکو تاب ہی
ہی فراموش اب ہمین اپنی کہانی وقت نزع

چار جانب بے سبب پھرتی نہین اپنی نگاہ
ڈھونڈھتی ہی آنکھ اُسکی چشم مہربانی وقت نزع

صورت تار نفس ہو رشتۂ الفت بھی قطع
ہو اگر تیغ اجل کی مہربانی وقت نزع

ہیچ ہی نیرنگ ہستی اصل کچھ اسکی نہین
ٹوٹ جائیگا طلسم زندگانی وقت نزع

خط جانان پڑھ سکون فرصت کہان قاصد مجھے
کچھ سنا دے آج پیغام زبانی وقت نزع

راحت و آرام و عقل و طاقت و ہوش و حواس
مہربان کرنے لگے نامہربانی وقت نزع

صبح وصل یار ہی کیونکر نہون مین بدحواس
قطع ہوتی ہی امید زندگانی وقت نزع

وعدۂ دیدار قاتل سے ہوا فردائے حشر
روئے بسمل اسلیے ہی ارغوانی وقت نزع

یاد دل مین نام لب پر ہو ترا جرار کے
یا الٰہی ہو یہ تیری مہربانی وقت نزع

ردیف غین معجمہ

نسیم صبح نے کیا بخطر بجھائے چراغ
کبھی پتنگ کو دیتا تھا خونبہائے چراغ

مین مُردہ ہون قبر پہ میری کوئی لائے چراغ
غضب ہین آکے نسیم سحر بجھائے چراغ

جہان ہین جلوہ فروز آپ ہین وہین عاشق
پتنگ رہتے ہین جسطرح سے قفائے چراغ

نسیم صبح کے جھونکے جو سر دست چلے
پتنگ رونے لگے کہکے ہائے ہائے چراغ

صبا نے اسکو کسی دن نہ بار دوش کیا — پڑی ہی خاک پتنگون کی زیر پاے چراغ

جہان کو فیض ہی عین احتیاج مین پابند — مکان مین نور ہی ظلمت ہی زیر پاے چراغ

نصیب جسکو ہو معشوق مثل شاخ نبات — چہل ستون مین نہ کسطرح وہ جلاے چراغ

کسی کا دل نہ جلا میری بیکسی پہ کبھی — اگر جلا تو جلا دل مرا بجاے چراغ

سیاہ بخت ہون مین نور میرے گھر مین کہان — نہ دیکھی دیدۂ روزن نے بھی ضیاے چراغ

قصور قیصر و فغفور جاے عبرت ہین — کہ چشم غول ہی ہر طاق پر بجاے چراغ

جو اسکی چرب زبانی مری ہوئی قائل — تو گھی کے مسجدون مین غیر نے جلاے چراغ

تمہارا عارض روشن جو دیکھلے وہ کبھی — یقین ہی بحر خجالت مین ڈوب جاے چراغ

نقاب تم جو اٹھاؤ رخ منور سے — فروغ انجمن دہر مین نہ پاے چراغ

ہوا گمان یہ جو آنکھون سے لخت دل نکلے — کسی نے چشمۂ جاری مین یہ بہاے چراغ

نظر وہ زلف جو آئی تو داغ دل سے مٹا — کبھی نہ کالے کے آگے رہی ضیاے چراغ

سیاہ خانۂ دل مثل طور روشن ہو — جو داغ دیکے کوئی برق وش جلاے چراغ

عجیب روضۂ شاہ شہید ہی جرار
ملائکہ کی ہین آنکھین وہان بجاے چراغ

ردیف فا

آپ سے جاتا نہین مین کوے قاتل کی طرف — دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہی منزل کی طرف

دل نہین میری طرف کچھ مین نہین دل کی طرف — مین بھی قاتل کی طرف ہون دل بھی قاتل کی طرف

کاسہ بنجائے نہ کیونکر کیسۂ لعل و گہر — تو نگاہ لطف سے دیکھے جو سائل کی طرف

کانٹون نے دامن لیا چھاتی سے لپٹا گردباد — قیس جب بڑھکر چلا لیلی کی محمل کی طرف

جانب چاہ ذقن جرار جاتا ہی عبث
پھینکدینگے اگر فرشتے چاہ بابل کی طرف

ردیف قاف

توجو پوشیدہ ہی اے روح روانِ عاشق
تن سے رخصت طلبی کرتی ہی جانِ عاشق

نالۂ بلبل گلشن ہو ادا زاغ سے کیا
غیر کیا جانین بھلا طرز فغانِ عاشق

عشق کے نام سے ایسا اسے ننگ آتا ہی
چاہتا ہی نہ رہے نام ونشانِ عاشق

چاہیے یار کی ہر شی ہو نگہ مین بے مثل
وصف معشوق مین قاصر ہو زبانِ عاشق

کیون نہ ہر بات مین تسخیر کرے پریون کو
کہ اثر سحر کا رکھتا ہی بیانِ عاشق

تیغ ہو ابروِ معشوق کی یا تیر مژہ
سب یہ حربے ہین جہان مین پے جانِ عاشق

آفتین آئین کہ گردون سے بلائین آئین
نام معشوق رہے وردِ زبانِ عاشق

تو خفا ہو کے اکیلا نہین محفل سے گیا
لیکے ہمراہ گیا تاب وتوانِ عاشق

اثر اتنا تو کرے الفت کامل پیدا
دل معشوق مین ہو جاے مکانِ عاشق

عشق سے اسکو یہ نفرت ہی اگر بس چلتا
دہر مین نام کو رکھتا نہ نشانِ عاشق

گلشن حسن ہمیشہ ترا آباد رہے
زمزمے اسپہ کرے بلبل جانِ عاشق

حق جلاد مین کرتا ہی دعا مین جرار
زیر خنجر کوئی رکتی ہی زبانِ عاشق

مٹ چکے دور نہین اب در کاشانۂ عشق
المدد المدد اے ہمت مردانۂ عشق

صافی عقل ہی دُردِ تہِ پیمانۂ عشق
خاک آدم ہی غبار در میخانۂ عشق

دہشت صور سرافیل بھی ہم بھول گئے
سن کے اک نالۂ ناقوس صنم خانۂ عشق

حسن کی شمع سے کہدو کہ قدم رنجہ کرے
بزم مین فرش ہین بال و پر پروانۂ عشق

سیم و زر انکو مبارک رہے جو عاقل ہین
طوق و زنجیر ہی زیور پے دیوانۂ عشق

بادشاہون کو خرابی ہی اسی رہ کی پسند
چغد بنتا ہی ہما دیکھ کے ویرانۂ عشق

گاہ گاہ ایک نگہ مست ادھر بھی ساقی
مے سے بھر جائین خم و شیشہ و پیمانۂ عشق

روح کوثر پہ پہونچ جاے ہماری لبِ گور
تو جو پردے سے دکھادے رخ روشن اپنا
فکر دنیا ہی نہ اندیشۂ عقبےٰ اونکو
کوے قاتل مین پہونچنے کی تو کب طاقت ہی
ظلم کس کسکے اُٹھاؤن مین ترے کوچے مین
یاد وحشت مین جو اُس مہر لقا کی آئی
ایک شب بھی غم ہوا ہجر کا قصہ کوتاہ
دل جلیگا نہ کسی کا مرے مرنے کے بعد
حال دل سُنکے مرا اُسنے جلیسون سے کہا
تیغ قاتل کی جو محراب دکھادے قسمت
کبھی گریان کبھی خندان کبھی ناخوش کبھی خوش ہین
کروٹین قبر مین لینے لگی لیلیٰ کی لاش
تو وہ لیلیٰ ہی جو محمل کا اُٹھادے پردہ

چشم خاکی ہو جو خاکِ درِ میخانۂ عشق
شعلۂ شمع سرِ طور ہو پروانۂ عشق
فارغ البال ہین کیا ساکن میخانۂ عشق
لیے جاتی ہی مگر ہمت مردانۂ عشق
سنگ بیداد بہت ایک مین دیوانۂ عشق
رشک گلزار جہان ہو گیا ویرانۂ عشق
عمر بھر اُسکو سنایا کیے افسانۂ عشق
میرے دم تک ہی فقط روشنی خانۂ عشق
قصہ ہوش ربا کتنا ہی دیوانۂ عشق
ایک سجدے مین ادا کیجیے شکرانۂ عشق
ایک رہتا نہین حال دل دیوانۂ عشق
ابتو ای قیس حزین ختم کر افسانۂ عشق
قیس سا ان سارا عرب ہوا بھی دیوانۂ عشق

بادۂ الفت میں شیشے ہون مست ای جرار
دیدہ و دل ہین مرے شیشہ و پیمانۂ عشق

ردیف کاف

کریگا قتل جہان کو بت حسین کب تک
پھیر عاشقون سے ای بت حسین کب تک
کہے یہ کوئی سر افسل سے کہ پھونکین صور
ہی آرزو تری شمع جمال کی دل کو
دکھائیگی نہ مجھے جلوہ عروس طبع مری

چڑھی رہیگی غریبون پہ آستین کب تک
رہیگا کشور خوبی تہ نگین کب تک
اُٹھائین جور فلک ساکن زمین کب تک
رہے مکان یہ ای دوست بے مکین کب تک
دلھن رہیگی یہ دو لھا سے شرمگین کب تک

بہار حسن دو روزہ ہے اعتبار ہی کیا
رہینگے سرخ یہ رخسار نازنین کب تک

ہزار کوہ اسے تھامین یہ کوئی تھمتا ہے
اٹھائیگی مرا بار گنہ زمین کب تک

کتان کی طرح کبھی چاک ہوگا دل میرا
چھپائیگا رخ پر نور مہ جبین کب تک

معاف جرم کرو بہر کرم آؤ
رہوگے عاشقوں پر اپنے خشمگین کب تک

وہ ہمکو بھولے ہین ہم انکو بھول جائینگے
وفا کریگا جفا مین دل حزین کب تک

خیال جامہ دری کا ہے دست وحشت کو
بچینگے اس سے گریبان و آستین کب تک

جو سر کو پائون پہ رکھتا ہون یار کہتا ہے
دھرے رہوگے قدم پر مرے جبین کب تک

خیال زلف کا جاتا نہین کبھی دل سے
رہیگا زخم جگر وقف مشک چین کب تک

پڑیگا تفرقہ بے روح چار عنصر مین
مکان درست رہیگا یہ بے مکین کب تک

کمال شوق سے جرأت کے نہین واقف
کروگے وصل کی شب تم نہین نہین کب تک

ہے جستجو مین تیری اے شہسوار اب تک
کیونکر نہو پریشان اپنا غبار اب تک

فرقت مین مر مٹے ہم آیا نہ یار اب تک
نرگس اگی لحد پہ ہے انتظار اب تک

وہ خاک پر ہماری اک روز بھی نہ آئے
دل مین بھرا ہے انکے شاید غبار اب تک

جس خاک پر کہ تیرے کشتے کا خون گرا تھا
اگتا ہے وانسے لالہ اے گلعذار اب تک

ہے برق خرمن جان کسکا تلون اے دل
قوس قزح ہے دود شمع مزار اب تک

بالین پہ میرے آجا اک دم کو اے مسیحا
آنکھون مین تو رہ گئی ہے یہ جان زار اب تک

وصلت مین تیری دل نے کیا کیا مزے اٹھائے
یاد آتے ہین وہ لطف بوس و کنار اب تک

محرور تیرا جسجا اے مہروش گڑا ہے
اگتے ہین اس زمین سے نخل چنار اب تک

مدت ہوئی چمن سے واقف نہین مین لیکن
کانون مین یان بھری ہے صوت ہزار اب تک

مرقد پہ فاتحہ کو تو ایک دم نہ آیا
کشتہ ترا لحد مین ہے بیقرار اب تک

جس گل کو دیکھتے مین ہوتا ہی دل شگفتہ / پاتے ہین اس چمن مین کچھ کچھ بہار اب تک
گندسا تھا نشاہ خوبی کوئی تو اس چمن مین / دست سوال کیون ہی ہر شاخسار اب تک
گو ترک مہر و الفت مدت سے ہو چکی ہی / آتے ہو یاد لیکن دو چار بار اب تک
ویران سرا دل ہی پر رنج و درد و غم سے / آ رہتے ہین مسافر دو تین چار اب تک
وہ ترک خواب مین ہی اتنی ہی خیر ورنہ / کوچے مین اسکے بنتے لاکھون مزار اب تک

جرّار میرے دل مین باقی ہی اتنی حسرت / پہونچا نہ کربلا مین مین خاکسار اب تک

ردیف گاف

ہم خدا دوست الگ عالم ایجاد الگ / اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی ہی بنیاد الگ
عشق مین ہمسے ہی کیسا دل ناشاد الگ / راہ بتلاکے ہمین ہو گیا استاد الگ
کسطرح تجھسے مقابل ہون حسینان جہان / قسم انسان ہی جدا قسم پریزاد الگ
ہمسری کا مری دعوی تجھے منعم ہی عبث / دولت دین ہی الگ دولت شدّاد الگ
گل ہین پژمردہ ادھر ہاتھ سے تیرے گلچین / بلبل زار ادھر کرتی ہی فریاد الگ
حیف کی جا ہی کہ لیلی کی کہین قبر بنے / ہو غبار تن مجنون کہین برباد الگ
ساتھ میرے عدم اے حسرت و اندوہ چلو / جا کے بستی مجھے اک کرنی ہی آباد الگ
خون ناحق کا مرے فاش کریگا پردہ / دامن زخم الگ دامن جلّاد الگ
تیری دوری سے بھڑکتا ہی بہت طائر جان / رکھ قفس کو سر بالین سے نہ صیّاد الگ
ہون وہ دیوانہ کہ آتے نہین ڈرسے سر پا / سایہ پھرتا ہی الگ دشت مین ہمزاد الگ
کھینچتا ہی وہ ترے خنجر ابروی شبیہ / کہین نشانے سے نہو بازوی بہزاد الگ

دیکھیے چشم کرم یار کی کب ہو جرّار / فرد مطلب کی پڑی ہی مری بے صاد الگ

ردیف لام

غضب ہی سبزۂ خط رخ یار کے قابل
نہین یہ باغ دو روزہ بہار کے قابل

مین ناتوان نہ تھا ہجر یار کے قابل
اجل رسیدہ ہو خاک انتظار کے قابل

نہین یہ غمزہ کریگی برنگ جان مجھکو
کہ ہون مین رحمت پروردگار کے قابل

ہین جھولیون مین جو پتھر بھرے ہوے لڑکے
کوئی جنون زدہ ہی سنگسار کے قابل

ہوا سرود شب مہ ہی اب گلے سے ملو
ہی رات آج کی بوس و کنار کے قابل

کھنچا ہوا ہون غم ہجر کے شکنجے مین
مین زار تھا نہ عذاب فشار کے قابل

طرح طرح کے مرے دل کو داغ و غم عشق
یہ خانہ باغ ہی نقش و نگار کے قابل

وہ اپنا روپ تو ہر رنگ مین دکھاتے ہین
ہماری آنکھ نہین دید یار کے قابل

زبان پہ ہی جو انا الحق یہ جوش مستی ہی
سخن نہین ہی مرا اعتبار کے قابل

عبث شکنجے مین مجھکو ہزار نے کھینچا
سزا یہ تھی نہ غریب الدیار کے قابل

رکھینگے حضرت عیسی کہان کہان مرہم
نہین ہین داغ محبت شمار کے قابل

اٹھاؤن داغ الم مین خدا کی قدرت ہی
نگاہ غیر ہو دیدار یار کے قابل

عنایتون کا کرون شکر مین ادا کیونکر
مری زبان نہین وصف یار کے قابل

گذر ادھر بھی مناسب ہی ای خدنگ افگن
ہمارا طائر جان ہی شکار کے قابل

ہو مجھکو عشق سے کیونکر امید سرسبزی
کہ یہ نہال نہین برگ و بار کے قابل

کدورتون سے تم اپنے تو دل کو صاف کرو
ہمارا دل نہین ہرگز غبار کے قابل

نہین ہی رحمت بیحد کا کچھ تری پایان
گناہ میرے نہین گو شمار کے قابل

کھونگا صحن مقدس مین شاہ کے جرار
یہی زمین ہی میرے مزار کے قابل

کہان حیات یہی ہی جو آہ و زاری دل
کہ برق خرمن ہستی ہی بیقراری دل

اثر سرود کا رکھتی ہی آہ وزاری دل
کرے وہ رقص دکھاؤن جو بیقراری دل

کہو تو غیر سے ہمکو ہو کیا امید وفا
بلا مین ترک کرے روح بھی جو یاری دل

دبا زمین مین جو دانہ ہوا وہ نخل بلند
سبب عروج ہو کیونکر نہ خاکساری دل

قدم نہ جادۂ گیسو مین بھولکر رکھے
جو ابکی دام بلا سے ہو رستگاری دل

وہ مٹ گئے جو اذیت نہ اسکی دیکھ سکے
نباہی روح نے کیا خوب شرط یاری دل

کہان تڑپ تھی یہ اسمین کہان یہ بیتابی
اڑا دیا برق نے انداز بیقراری دل

زمین کے نیچے جو ہین سوت جابجا جاری
یہ ایک ہی اثر جوشش اشکباری دل

تڑپ مین دور نہون اس سے عقل و ہوش و حواس
ضرور تمکو مناسب ہی پائداری دل

الٰہی اٹھ گئی رسم وفا زمانے سے
کہ یہ حسین نہین سنتے ہین بیقراری دل

نمک چھڑک دیا قاتل نے کیا تبسم کا
ہزار چند ہوا درد زخم کاری دل

سواد چشم ہی جسطرح وجہ نور نگاہ
بڑھی ہی ظلمت عصیان سے ہوشیاری دل

کہون تو حال دل زار اب کہون کس سے
نہین زبان سزاوار رازداری دل

چھپائے سے کوئی چھپتا ہی حال عاشق کا
شکست رنگ سے پیدا ہی بیقراری دل

ہرا سکے دامن زمین پہ مرا جو دست غبار
عروج اپنا دکھاتی ہی خاکساری دل

زمانہ سبز ہوا چشم تر سے اے جبار
کہان کہان نہین ہو گیا ہی فیض جاری دل

عشق گل سے ہی عجب رفعت شان بلبل
تخت ہی تختۂ گل آلیشان بلبل

رنگ گل صاف دکھاتا ہی بیان بلبل
دہن غنچہ مین گویا ہی زبان بلبل

سعت صیاد ہوا دشمن جان بلبل
نام کو باغ مین رکھا نہ نشان بلبل

وہی نالے ہین وہی شور فغان بلبل
نہ قفس مین بھی ہوئی بند زبان بلبل

رہی جبتک کہ تن زار مین جان بلبل
تذکرہ گل کا رہا ورد زبان بلبل

دشمن جان ہی جو صیاد تو گلچین ہی رقیب
گوش گل کر ہین سنے کون فغان بلبل

ظلم اتنا تو قفس مین نہ روا رکھ صیاد
کہین گھبرا کے نکلجائے جان بلبل

کیون نہو محو وہ گلفام مری باتون پر
ہی زبان مین مری تاثیر فغان بلبل

رگ گل کی جو یہی ہی صفت خار خلش
باغ جنت کو چلی جائیگی جان بلبل

کس گل اندام پہ یارب یہ طبیعت آئی
نالے کرتا ہون جو دن رات بسان بلبل

حسرت آمیز کلامون نے دکھائی تاثیر
آہ صیاد نے کی سنکے بیان بلبل

صبر و طاقت نہ رہی ضبط کا یارا نہ رہا
فصل گل لیگئی سب تاب و توان بلبل

نہ قفس پھولون سے چھائے تو تڑپ کر مرجائے
آج صیاد کے قبضے مین ہی جان بلبل

گلشن حسن وہ ہی ای گل خوبی تیرا
جان عالم کی پھڑکتی ہی بسان بلبل

گل کی کلیان ہوئین پیدا تو کٹے پر اسکے
موسم گل تھا مگر فصل خزان بلبل

تو اگر شمع ہی تو مین ہون ترا پروانہ
تو اگر گل ہی تو مین بھی ہون بسان بلبل

راہ گلشن کی خزان بھول گئی ای جرار
پیر ہوگا نہ کبھی بخت جوان بلبل

جب سے ہی عشق پری زیب دہ خانۂ دل
غیرت ملک سلیمان ہی یہ ویرانۂ دل

جب سے ہی یاد خدا رونق کاشانۂ دل
کم نہین خانۂ کعبہ سے مرا خانۂ دل

قصۂ کوہکن و قیس نہ پھر جوش آئے
گوش دل سے جو سنو تم مرا افسانۂ دل

سیر عالم نظر آتی ہی مجھے مستی مین
غیرت ساغر جمشید ہی پیمانۂ دل

آبپاشی کا ہی موقع مدد ای دیدۂ تر
آتش عشق جلانے لگی کاشانۂ دل

روشنی ہو تو نظر آئے متاع خانہ
جلوۂ یار کا طالب ہی سیہ خانۂ دل

کس خوشی سے طرف کوچہ چلا دہی قصد
آفرین ناز تجھے ای ہمت مردانۂ دل

زیست بھر دل سے نہ عشق بت ترسا نکلا
کبھی کعبہ نہوا اپنا صنم خانۂ دل

بیش قیمت ہین جو جانان لب لعلین تیرے
کچھ پریشانی کچھ الجھن شب وصلت ٹھٹی

پاس امیر کے بھی ہی اک گوہر یکدانۂ دل
زلف معشوق سے واقف نہوا شانۂ دل

تا ب دوری نہین اب روضہ بنہ کی جبرار
بادۂ شوق سے لبریز ہی پیمانۂ دل

جان صدقے کرے سر قدمون پہ وارے بسمل
خون کیونکر سر قاتل سے اتارے بسمل

جب نہو پاس کوئی یار نہ ہمدم نہ رفیق
غیر قاتل کسے مقتل مین پکارے بسمل

جلد خلعت سے شہادت کے سرفرازی ہے
جامۂ عاریتی تن سے اتارے بسمل

کسکے ہین شربت دیدار کے پیاسے یارب
دیر سے کرتے ہین پانی کے اشارے بسمل

چاہیے شکوہ نہ قاتل کا زبان تک آئے
سر پہ تیرے جو چلین ظلم کے آرے بسمل

تو جو مقتل سے چلا گھر کی طرف اے قاتل
چشم حسرت سے لگے دیکھنے سارے بسمل

نہ کوئی یار نہ مونس ہی نہ ہمدم نہ رفیق
جز خدا کون ہی اب کسکو پکارے بسمل

پاس اس خیمۂ گردون کا مناسب ہی تجھے
روک لے روک لے آہون کے شرارے بسمل

نگہ تیز جو صیاد نے کی جانب دشت
ہوگئے ذبح ہرن اور شکارے بسمل

شام سے یاد زلبس رہتی ہی اس قاتل کی
صبح تک گنتے ہین افلاک کے تارے بسمل

زندگی آرزوئے مرگ مین ہوتی ہی بسر
جیتے دنیا مین ہین مرنے کے سہارے بسمل

سر جو کاٹا تو سبکدوش کیا اے قاتل
جان کیونکر نہ قدم پر ترے وارے بسمل

دم آخر ہوا نظارۂ قاتل نہ نصیب
دست و پا خاک پہ کسطرح نہ مارے بسمل

اک گنہگار نظر آتا ہی لاکھون جلاد
کہکے قاتل کسے مقتل مین پکارے بسمل

قبر کشتون کی کہتا ہی یہ رو کر قاتل
آج دنیا سے سوئے خلد سدھارے بسمل

شوق مہدی مین ہی جبرار عجب بیتابی
قدم پاک کے مشتاق ہین سارے بسمل

گوکہ بخت کو منظور ہوئی یاریِ دل
یار رکھتا ہی جو انکار مددگاریِ دل
جسکو دیوانہ سمجھتے ہو وہی عاقل ہین
سکۂ داغ جنون سے ہی یہ بالکل خالی
بیدلی مین نہین پاتا جو وفا دار کوئی
دوست کیونکر نہ الم
مثل قارون مجھے ڈر ہی نہ زمین مین لیجائے
سر بالین مرے تا دیر مسیحا رویا
بعد رسوائی کے تم مجھکو اُٹھا دینا
روح سینے مین ہی بیچین جگر کو نہین تاب
ساتھ اُسکے خرد و طاقت و آرام گئے
بانگ ناقوس و اذان دونون ہین مرغوب اُسے

داغ اُس ماہ کا آیا ہے بغمخواریِ دل
موت ہی آکے کسی دن پئے غمخواریِ دل
نام غفلت کا ہی اس شہر مین بیداریِ دل
کسطرح روؤن نہ مین دیکھکے ناداریِ دل
یاد آتی ہی بہت مجھکو وفاداریِ دل
روح کو قید مصیبت ہی گرفتاریِ دل
بار احسان ہی فقط وجہ گرانباریِ دل
جب ثابت ہوئی تشخیص بیماریِ دل
پہلے ثابت تو کرو کوئی گنہگاریِ دل
شاق ہی اہل محلہ کو بہت زاریِ دل
خانۂ دل مین کرے کون عزاداریِ دل
جانب دیر ہی یا کعبہ کو طیاریِ دل

نہ تو ہی دام نہ زنجیر وہ گیسو جرار
ہمکو معلوم نہین وجہ گرفتاریِ دل

ہوشیاروں سے تو ہوتی نہین غمخواریِ دل
کوئی سنتا نہین حال ہمہ زاریِ دل
سیکڑون داغ محبت نظر آئے اسمین
تیغ ابرو کی کھنچی تیر بھی مژگان کے چلے
حسن کوچۂ جانان مین یہ اُڑ کر جاتا
مجھکو ہر شب ہی کھٹکا ہی شب فرقت مین
عشق کے ہاتھ خرابی مری تقدیر مین تھی

اے جنون تجھکو مناسب ہی مددگاریِ دل
قصۂ کہنہ ہی احوال گرفتاریِ دل
چاک سینہ جو ہوا کھل گئی گلکاریِ دل
جلد کر جلد کراے داغ سپرداریِ دل
قفس تن مین نہوتی جو گرفتاریِ دل
خانۂ تن کو جلائے نہ شرر باریِ دل
ہی خطا آنکھون کی اسمین نہ گنہگاریِ دل

ایکدن آپکا شکوہ نہ زبان پر آیا
آپ کی یاد نے کی آکے مددگاریِ دل

قلزم غم مین یہ شب ڈوب چلا تھا لیکن
کونسی رات نہ پہلو مین سُنی زاریِ دل

لیگئے بیت شفا مین نہ سوءِ کوچہ دوست
ہو سکی ہمسے کسی دن نہ پرستاریِ دل

بیوفائی کا نہ دھبا ترے دامن کو لگے
سیکھلے تو بھی اگر طرز وفاداریِ دل

مول لینا تمھین منظور نہین ہی تو نہ لو
گرد ہین اور حسین پھر خریداریِ دل

کام بگڑے ہوے سب بنگئے تیرے جرار
آگئے ہین شہ خیبر مددگاریِ دل

چاہیے کوچہ جانان مین مزار بسمل
دربدر ہو نہ کہین مشت غبار بسمل

اپنے مذبوح کا کیا پاس ہوا قاتل کو
پاک دامن سے کیا گرد غبار بسمل

کہین معشوق مصیبت مین خبر لیتے ہین
ہان اجل کرتی ہی آباد کنار بسمل

سائے مین اسکے ٹھہر جائینگے گلفام اگر
گل کھلائیگا عجب نخل مزار بسمل

نہ کوئی قبر پہ رویا نہوا سوگ نشین
الم و غم ہین فقط تعزیہ دار بسمل

حسرت آلودہ وہ نالے کیے اُسنے تہِ خاک
شق ہکی جا سے ہوا سنگ مزار بسمل

مرتے دم شکوہ بیداد نہ لایا لب پر
دل سے اک ذرہ بھی نکلا نہ غبار بسمل

تو جو مقتل سے چلا گھر کی طرف اے قاتل
ساتھ ہی تیرے چلے صبر و قرار بسمل

زرد عارض ہو چھائی ہی اداسی منھ پہ
لوٹے لیتی ہی خزان رنگ بہار بسمل

عشق قاتل کے شکنجے مین یہ تار سیت کھنچا
قبض کرتی ہی عبث فکر فشار بسمل

سر جو مقتل مین کیا پاؤن پہ قاتل کے نثار
سیکڑون من کا اُتر جائیگا بار بسمل

تونے قاتل وہ سر کہ سفاکی کی
ہو نہین سکتا ہی مقتل مین شمار بسمل

جان اس لطف سے مقتل مین فدا کی اپنی
حورین جنت سے ہوئین آکے نثار بسمل

شب تیرہ مین جو گذرا سر مرقد وہ شوخ
شعلہ طور ہوئی شمع مزار بسمل

نشۂ بادۂ الفت نہ گیا جیتے جی	موت آئی تو ہوا دور خمارِ بسمل
وعدۂ وصل قیامت پہ کیا قاتل نے	حرفِ مطلب نہوا گوش گزارِ بسمل

یا علیؑ نکلے جو منھ سے دمِ آخر جرّار
منزلِ گور مین آسان ہو رفتارِ بسمل

ردیف میم

تا زندگی جدا ہون نہ اُس مہ لقا سے ہم	جرّار مانگتے ہین دعا یہ خدا سے ہم
لائی کبھی چمن سے قفس تک نہ بوے گل	صیاد کیون کرین نہ شکایت صبا سے ہم
دل مین ہمارے شوق سے آئے خیالِ زلف	فرقت مین کوئی ڈرتے ہین کالی بلا سے ہم
کس سے طلب کرینگے قیامت مین خونبہا	بیٹھے ہین زیرِ خنجرِ قاتل رضا سے ہم
آتا ہی دل مین مدحتِ عارض رقم کرین	شنگرف مانگ کر سرے رنگِ حنا سے ہم
کعبے مین ہی دعا کہ پہونچ جائین دیر تک	پامال بت ہون چاہتے ہین یہ خدا سے ہم
مانندِ خضر کسکو ہی منظور زندگی	لب تر کرینگے اپنے نہ آبِ بقا سے ہم
عاشق ہوے ہین اُس بتِ قاتل پہ کسلیے	بے موت مر گئے کہ مرے کہین قضا سے ہم
گلشن مین مفلسی کی نہین ہمکو احتیاج	اے عندلیب مست ہین تیری صدا سے ہم
اس قافلے مین تیز قدم ہمسا کون ہی	سو کوس آگے بڑھ گئے بانگِ درا سے ہم

جرّار قبر مین جو ہوے دفن سکر ہی
پہونچے نجف مین یاورِ بختِ رسا سے ہم

ردیف نون

گدا وہ ہون مری نیت مین حرصِ مال نہین	زبان ہی منھ مین مگر لائقِ سوال نہین
وہ کون دل ہی کہ جسمین خیالِ خال نہین	وہ کون کعبۂ ابرو ہی جسمین کہ یہ ہلال نہین
ڈریگا قتل سے مقتل مین کیا مالی	چھڑا لے شیر سے آنکھیں یہ وہ غزال نہین

بھرا ہی جوش محبت مرے رگ و پی مین — مین کس زبان سے کہون خواہشِ وصال نہین

اس انجمن مین ترے سنگ جور سے ساقی — وہ کون کاسۂ دل ہی کہ جسمین بال نہین

فروتنی ہوئی قفلِ دہن نہین واعظ — جواب مین تجھے دیتا زبان لال نہین

ہزار عشق کی منزل مین راہزن گھیرین — متاع مہر و محبت کو کچھ زوال نہین

جہان مین کس سے ترے حسن کو مین دون نسبت — ترا جواب نہین ہی ترا مثال نہین

وہ خوش ہین یارون مین اپنے کوئی مرے کہ جیے — کسی کا رنج کسی کا انھین ملال نہین

نجات سے ہی تجھے یاس کسلیے جرار — شفیع ہون نہ ہمیں یہ احتمال نہین

مری بغل مین جو وہ رشکِ آفتاب نہین — جگر کباب ہی کیفیتِ شراب نہین

جہان مین داغ جگر کا مرے جواب نہین — یہ وہ قمر ہی کہ محتاج آفتاب نہین

کسی سے ہو نہ سکا رد نوشتۂ تقدیر — کہ آسکے دستخطِ خاص کا جواب نہین

عذار یار کا ہمسر ہو کون جز پر تو — کلام حق کا سوا نقل کے جواب نہین

خیال یار در آ میرے خانۂ دل مین — کہ روک ٹوک نہین پردہ و حجاب نہین

صدائے حلق بریدہ ہون مین زمانے مین — سوائے رحم کبھی لائقِ عتاب نہین

ہماری لاش پہ رویا یہ کہکے وہ قاتل — آنکھون مین ہی یہ مقتل کہ فرش خواب نہین

ہزارون ڈوبتے عاشق تمھارے گر گر کر — ہزار شکر کہ چاہِ ذقن مین آب نہین

اجل قریب ہی قاتل کھڑا ہی بالین پر — دم دعا ہی دلا وقتِ اضطراب نہین

تمھارے عارض روشن کو کیا کوئی دیکھے — نظر کو تاب تماشائے آفتاب نہین

حریم دل مین بجز یار غیر کی نہین جا — یہ کعبہ وہ ہی جہان دخل شیخ و شاب نہین

وہ ہنسکے کہتے ہین داد و ستد پہ بوسون کی — یہ لین دین وہ ہی جسکا کچھ حساب نہین

چھٹیگا دامنِ الفت نہ مجھسے اب ناصح — لکیرین ہاتھ کی کچھ نقشِ موجِ آب نہین

گریگا عشق اُن آنکھون کا دربدر رسوا
پیون مین چھپکیوہ ساغرِ شراب نہین

لہو شہید محبت کا کسطرح اُچھلے
کہ ریش پیرِ فلک لائقِ خضاب نہین

ہر ایک سر مین بھری ہی نسیم عشق تری
ہوا سے بحر مین خالی کوئی حباب نہین

سمندِ ناز پہ تم اپنے جلوہ فرما ہو
وہ کون چشم ہی جو حلقۂ رکاب نہین

بہت ہی سہل فنائے سبک روانِ عدم
کہ ایکدم کے سوا وقفۂ حباب نہین

ضرور صاحبِ جوہر کو ہی جلائے وطن
صدف مین آبروِ گوہرِ خوش آب نہین

دراز ہجر کی شب دن ہی وصل کا کوتاہ
مگر جہان مین تحویل آفتاب نہین

اُٹھا ہی ابر سیہ مست کوہسارون سے
ہزار حیف کہ ساقی نہین شراب نہین

تمام اُسکی ریاضت ہی خاک ای جرار
جو خاکِ راہ جنابِ ابُوتراب نہین

گذشتہ بزم احبا کا یادگار ہون مین
خزان رسیدہ ہون افسانۂ بہار ہون مین

کسی کو رنگ دکھایا نہ میری خوبی نے
بہار لالۂ صحرا و کوہسار ہون مین

زبان خامہ ہون گویا مین ہو نہین سکتا
وگرنہ واقفِ مضمونِ خطِ یار ہون مین

مرکون تو خانۂ ہستی گراؤن صورتِ سیل
لکھون تو جوہرِ شمشیر آبدار ہون مین

خوشی نہین ہی ہنساتی ہی مجھکو بیخبری
تبسمِ لبِ اطفالِ شیر خوار ہون مین

نہ بات بات مین کسطرح رنج ہو مجھکو
مزاجِ یار ہون طبعِ علیل و تار ہون مین

یہان ہی غم کہ مرے کا خوش ہین اہل عدم
کہین خزان ہون کہین آمدِ بہار ہون مین

یہ راہ وادیٔ غربت مین تھک کے سویا ہون
پھنکے جو صورِ قیامت تو ہوشیار ہون مین

زبانِ تیغ سے اپنون کی کم نہین تشنیع
شہید نخوتِ ابنائے روزگار ہون مین

نجات ہوتی نہین مکر زال دنیا سے
یہ لپٹی جاتی ہی دامن کشان ہزار ہون مین

صدا یہ دیتی ہی ہر رگ سے مجھکو روح مری
محافظت مری لازم ہی مستعار ہون مین

یہ رات دن ہی خدا سے مری دعا جرار
ملے وہ مجھکو کہ جسکا امید وار ہون مین

وہ داغ ہون کہ گل فرق اعتبار ہون مین
وہ اشک ہون کہ در تاج افتخار ہون مین

عجب نہین ہی جنون مین جو سنگسار ہون مین
ثمر ہین داغ بدن نخل میوہ دار ہون مین

کہو تو ہجر مین کیونکر نہ اسکے زار ہون مین
وہ گل یگانہ ہی پہلو کا جسکے خار ہون مین

دعاے درد رسیدہ ہون مین زمانے مین
تحسر دل بے یار وبے دیار ہون مین

پڑے ہین بحر تفکر مین آشنا سارے
غریق ورطۂ دریاے بیکنار ہون مین

ہوے ہین عشرت وغم میری ذات مین توام
صداے خندۂ گل نالۂ ہزار ہون مین

کدورتون سے عبث خاک مین ملاتے ہو
خفا نہو کہ اسی در کا خاکسار ہون مین

عزیز خاطر یاران ہون تیرہ بختی مین
سواد زلف ہون خال رخ نگار ہون مین

کیا ہی یار نے وعدہ جو مجھسے آنے کا
تو شام سے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

نچھوڑو راہ مین تم مجھکو قافلے والو
کہ ملک غیر ہی بے یار وبے دیار ہون مین

بدن ہی داغون سے بدھی گلون کی ای جرار
خدا کرے کہ کسی کے گلے کا ہار ہون مین

مین کیا اس باغ مین گرم فغان ہون
دہن غنچے کا سوسن کی زبان ہون

مجھے حاصل ہو کیا جمعیت دل
غبار خاطر آشفتگان ہون

بھلا کیا ساتھ پہونچون قافلے کے
کہ مین دود دل واماندگان ہون

وہ گل ہون جسکی جا ہی باغ جنت
وہ بلبل ہون کہ سدرہ آشیان ہون

ستاتا ہی یہ اسکا ناز مجھکو
نہ اٹھونگا مین وہ بار گران ہون

رہون کیونکر نہ پامال زمانہ
کہ برگ خشک گلزار جہان ہون

پتا ملک عدم کا مجھسے پوچھو
نشان نقش پاے رفتگان ہون

مرا شیشہ ہی ساقی سبز مینا — مرید حضرت پیر مغان ہون
سنایا حال اپنا مین نے برسون — زبان سے آپ کی نکلا نہ ہان ہون
ستاتی ہی یہ میری زیست مجھکو — کہ تو ساحل ہی مین آب روان ہون
دماغ خلق ہی مجھسے معطر — شمیم گیسوئے عنبر فشان ہون
کسی کی کیا سنون اپنی کہون کیا — اگر گوش کر ہون اور گونگی زبان ہون

جگہ اُس بام پر پائی ہی جرار
زمین رہ آگے تہ آب مین آسمان ہون

قضا سر پر نہایت ناتوان ہون — بھروسا کیا ہی میرا مین کہان ہون
مین کیا قاصد کو بھیجون نامہ دیکر — کہ سائے سے بھی اپنے بدگمان ہون
ہی جسکے حسن کا کعبے مین شہرا — اُسی بت کا مین سنگ آستان ہون
فلک کشتی مین کیا غالب ہو مجھے — کہ وہ ہی پیر مین تازہ جوان ہون
ہنر پنہان ہین عیب مفلسی سے — گہر ہون خاک مین لیکن نہان ہون
دھرون کیا کوچۂ زنجیر مین پانون — کڑی منزل ہی یہ مین ناتوان ہون
ترے کوچے کا ہی جو رہنے والا — سمجھتا ہی کہ مین جنت مکان ہون
زمانے کی بلا سے چھوٹ جاؤن — اگر وابستۂ زلف بتان ہون
سوا چھریون سے ہی اپنون کی تشنیع — شہید تیر ہی تیغ زبان ہون
تحمل ظلم قاتل کا ہی مجھکو — مین بیٹھے زیر تیغ امتحان ہون
پھنسا ہی مانگ مین اُس ماہ کی دل — گرفتار کمند کہکشان ہون
نہ پھیرون تیغ سے تیرے رخ اے ماہ — جو پرزے پرزے مانند کتان ہون
جگر جلتا ہی بے آبی سے میرا — نہایت تشنہ اے پیر مغان ہون

یہی ہی آرزو بخت مین جرار

کہ ہمراہ امام دو جہان ہون

سخندان نکتہ آرائیش شعر و سخن جانین
روش زیب چمن کی نخلبندان چمن جانین

سفر مین ہین جو گریان کیا وہ جز داغ محن جانین
فقط زعفران زار وطن اہل وطن جانین

کھلے بالون پہ انکے اشتباہ سنبلستان ہی
بندھے جوڑا تو پھر سب نافہ مشک ختن جانین

جو مغز و استخوان و گوشت چھوٹے غم کے کھانیسے
سگان کوے دلبر مائے سے زاغ و زغن جانین

نہ نالون سے لگے اشکے نہ پونچھے بلبل کے بالون تک
شمیم زلف کو کیا مشک بیزان چمن جانین

الٰہی سکہ داغ محبت انکا کھوٹا ہو
جو بازار وفاداری مین مجھکو بدچلن جانین

چمن جب قتلگہ ہو بلبلان تیغ فرقت کو
گل خندان کو پھر کیونکر نہ وہ زخم بدن جانین

تری تیغ دو پیکر ہی کہ عزرائیل کا پنجہ
ہزارون ہی ترے قبضے مین ہین اے تیغزن جانین

غبار وحشت ہی کافور ہم غربت نصیبون کو
نہ کیونکر دامن صحرائے وحشت کو کفن جانین

تمہاری تیغ ایسی چال سے مقتل مین چلتی ہی
کہ اس رفتار کو کیا خوش خرامان چمن جانین

نکالے اسلیے اس بحر مین ہمنے در مضمون
کہ جوشش طبع غواصان دریائے سخن جانین

خفا صیاد کیون ہم تو گرفتارون پہ ہوتا ہی
کہ آداب اسیری کو اسیران کہن جانین

بیان دشت غربت ہمسے گر پوچھو تو ہم کہدین
حدیث لالہ و گل خوش خرامان چمن جانین

سلا کر گور مین مجھکو مرے احباب کہتے ہین
شریعت ہم بجا لائے ہین اب دو طہاد وطن جانین

سمجھتے ہون جو بد تر موت سے دم بھر کی فرقت کو
تری رخصت نہ کیونکر وہ وداع جان و تن جانین

اٹھا رکھ قصۂ جرم و خطا جرار محشر پر
تجھے کیا کام ہی اللہ جانے پنجتن جانین

وہ قطرہ ہون کہ جوش دل سے دریا سے ملا ہون مین
وہ ذرہ ہون کہ خورشید قیامت سے سوا ہون مین

پس مردن غبار روضۂ مشکل کشا ہون مین
ہوا ہون خاک پر اکسیر ہون مین کیمیا ہون مین

رسائی عرش تک ہی گو بظاہر نارسا ہون مین
غریب و بیکس و مظلوم و مضطر کی دعا ہون مین

شمیم برگ گل یا بوی زلف مشکسا ہون مین
غرض جس رنگ مین ہون طرۂ تاج صبا ہون مین

جہان تو ہی وہان مین ہون جہان مین ہون وہان تو ہی
نہ مجھسے دور کچھ تو ہی نہ کچھ تجھسے جدا ہون مین

خدا سے دور ہو کر بے سر آشنا نہ سمجھا مین
کہ اُس عالم مین کیا تھا اور اس عالم مین کیا ہون مین

مرے مشتاق ہین کیون گوش و چشم رہروان یارب
نشان نقش پا ہون مین نہ آواز درا ہون مین

نہین اکدم بھی مجھکو گردش تقدیر سے فرصت
الٰہی چاک ہون گرداب ہون یا آسیا ہون مین

بھرا ہی موتیون سے جو استغنا نے منہ میرا
ہنسی ہی مجھکو دولت خندۂ دندان نما ہون مین

کف صیاد مین جبتک ہون میری زندگانی ہی
چمن زار جہان مین طائر رنگ حنا ہون مین

نبیؐ کی آل پر سو جان سے ای حرّار صدقہ ہون
فدائے دوستان حضرت خیر الوریٰ ہون مین

کرم لازم ہی مجھپر رند ہون یا پارسا ہون مین
تمہارا ہون بہر تقدیر اچھا یا برا ہون مین

محیط عشق کا روز ازل سے آشنا ہون مین
وہ قطرہ ہون کہ دریائے حقیقت سے ملا ہون مین

فراق یار مین گو خاک جلکر ہو گیا ہون مین
ولیکن توتیائے دیدۂ اہل وفا ہون مین

سزاوار کرم یا لائق جور و جفا ہون مین
تم اپنے دل سے پوچھو تو کہ اچھا یا برا ہون مین

دماغ بادشاہانہ ہی ابتک تیرہ بختی مین
زمین پر ہون ولیکن سایۂ بال ہما ہون مین

خطا میری خطا ہی عین میرے دستگیرون کی
جو شست صاف ہاتھ آئے خدنگ بیخطا ہون مین

پلاوے آب خنجر زندۂ جاوید ہو جاؤن
سکندر وار قاتل تشنۂ آب بقا ہون مین

صدایہ خندۂ زخم دل بیتاب دیتا ہی
شگاف خامۂ قدرت نہین ہون اور کیا ہون مین

لگا ہی عیب مجھمین جہان پیوند عشرت کا
نہ شاخ نودمیدہ ہون نہ مفلس کی ردا ہون مین

مرے گل کبھی آدم کی طرح منہ غم کا برسا ہی
ازل کے روز سے غم دوست ہون درد آشنا ہون مین

کیا فرہاد سان الفت نے مکر میرزن مجھسے
کہ اُس شیرین ادا کا کشتۂ تیغ ادا ہون مین

حقیقت اپنی پوچھون کیا زمین و آسمان جیسے مین

کہ خود مجھکو نہیں معلوم ای حیراں کیا ہوں میں

نہیں تھمتا ترا سر جوش الفت ساغر دل میں
یہ دریا اب سما سکتا نہیں آغوش ساحل میں

محبت جلوہ گر تیری نہیں کس خانۂ دل میں
یہ وہ لیلی ہے جو خلوت نشیں ہے لاکھ محمل میں

سمایا حسن تیرا یہ جہان کے دیدہ و دل میں
کہ تیری یاد سب کرتے ہیں اپنی اپنی محفل میں

فراق بدفتگان سے سوزش غم ہے ہر دل میں
سدھارا قافلہ کچھ رہ گئی ہے آگ منزل میں

خیال وصل شوق دید غم فرقت کا ہے دل میں
کئی ملت کے مہمان جمع ہیں اس ایک منزل میں

نہیں پروا کے جان غم ہے جو بسمل کو تو یہ غم ہے
کہ دھبا بے وفائی کا لگا دامان قاتل میں

کہا لیلی نے کیا بزم طرب میں سن لگے میرا
کہ شامل نالہ مجنون ہے آواز جلاجل میں

لے کیا قرب ہے دریا دلوں کے شور بختوں کو
کہ غیر از ریگ صحرا کچھ نہیں دامان ساحل میں

بگڑ جائیگا دو دن میں گھروندا چار عنصر کا
رہے گا ربط کب تک آب باد و آتش و گل میں

پھر آیا پاس سے پیمانے برسوں وحشت میں مجھکو
ملا آرام لیکن سایۂ شمشیر قاتل میں

بیان درد فرقت وصل کی شب کیا مناسب تھا
کہ کلمے یاس کے کہتے نہیں شادی کی محفل میں

ٹھکانے تک خدا ہی ہمکو پہونچائے تو پہونچائے
کہ چھالے تو بٹھا دیتے ہیں پہلی ہی منزل میں

دل زاہد نہ کیونکر آ کے اُسکے خال مشکیں پر
سواد چشم حور العین ہے اُس خسار کے تل میں

بجز اسکو کہیں دنیا میں ہم کسکو بھلا سمجھیں
کہ ہر گل ایک سا ہے باغ کا چشم عنادل میں

غزل اس رنگ میں حیراں لکھنی تجھکو لازم ہے
کہ جو چاہے جسکا مدت تک رہے یاران محفل میں

جو یا ترے لحد کی منزل کو ڈھونڈتے ہیں
اُس مہ کے موے مژگان اس دل کو ڈھونڈتے ہیں
گل سے نہ کام ہمکو غنچے سے اس چمن میں
عابد کو شوق مسجد ہم بتکدے سے کر جو ایاں

پھر اک تھک گئے ہیں ساحل کو ڈھونڈتے ہیں
خون نیز چاندنی میں بسمل کو ڈھونڈتے ہیں
بوسے وفا جو ہیں اُس قبل کو ڈھونڈتے ہیں
سب لوگ اپنی اپنی محفل کو ڈھونڈتے ہیں

ظالم گئے سقر کو مظلوم سوے جنت — محشر مین اب تلک ہم قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

بے علم لوگ کیونکر ہون آشناے عرفان — کشتی شکستہ ناحق ساحل کو ڈھونڈھتے ہین

قسمت کا پھیر کیسے کیا گردباد آسا — چکر مین آگئے ہین منزل کو ڈھونڈھتے ہین

ابکی بہار مین کیا جوش کرم ہے گلچین — گل زر بکف چمن مین سائل کو ڈھونڈھتے ہین

رہرو تو کیا خضر بھی ہین راہ عشق مین گم — دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دل کو ڈھونڈھتے ہین

جرار کربلا مین مدفن بنے ہمارا — پیوند ہم وہین ہون جس گل کو ڈھونڈھتے ہین

گئے وہ دن کہ ہم کرتے رہے ضبط فغان برسون — نہین لگتی ہے اب تالو سے دم بھر بھی زبان برسون

جنون مین کی ہے ہمنے سیر دشت لامکان برسون — پڑا ہے پانؤن بنکر آبلہ یہ آسمان برسون

وہ لاغر ہون نہ ہاتھ آئے لئے ہے میرا نشان برسون — چراغ مہر لیکر جو ڈھونڈھے آسمان برسون

وہی قصر سلیمان اب ہے بازی گاہ غولون کا — پریزادون کے مجمع روز رہتے تھے جہان برسون

تماشاے گلستان محبت سے یہ پھل پایا — رہے ہم زرد و نالان صورت برگ خزان برسون

میسر شامیانہ ہے نہ انکی گور کو چادر — کیا تھا جمع جن لوگون نے اسباب جہان برسون

چھپایا ہمنے ایسا گوہر راز حقیقت کو — صدف کی طرح خاموشی رہی مہر دہان برسون

حسینون کی محبت سے نہین ہے کوئی دل خالی — بسان دیر کعبہ مین بھی تھی جاے بتان برسون

ہوئی کب احتیاج روشنی شبہاے ہجران مین — جلایا ہے بشکل شمع مغز استخوان برسون

فروغ حسن کیسا گل چراغ زیست ہے انکا — مہ نو کی طرح اٹھتی تھین جنپر انگلیان برسون

ذرا گر جبر کے آہ آتشین سینے سے کھینچی تھی — رہا اہل سما کی لب پہ شور الامان برسون

مزا الفت کا یہ میری رگ و پے مین سمایا ہے — کہ کھاتے ذائقہ لیکر ہمارے استخوان برسون

نہ پہونچا ئے وہان تک ڈالکے خط شوق اتنے — کہ بیچین ہو گئے مفلس نامہ بر نے ردیان برسون

لیا دست جنون نے کام اپنے پاے وحشت سے — اڑائین دامن صحرا کی ہمنے دھجیان برسون

کہان مجھسا ہی کوئی کعبہ و بتخانہ سے واقف
ستاکے کسطرح عریان تنون کو مہر کی گرمی

مہینون مین یہان ساکن رہا ہون اور وہان برسون
غبار اپنا سر عالم پہ ہو جب سایبان برسون

نجف یا کربلا مین جلد اب اسکو بلا لیجے
نہ رکھیے ہند مین جرار کو شاہ زمان برسون

دکھلاے کیا رنگ وحدت الفت اگر چمن مین
کلیان ہون بلبلون کی پھولون کے پیرہن مین

دست ہوس لگائین کیا زلف پر شکن مین
انگلی کسی نے دی ہی کب سانپ کے دہن مین

گر شعر منہ سے نکلے وصف رخ و دہن مین
بوے گلاب آئے شیرینی سخن مین

طوفان نیا نیا ہی قاتل کی انجمن مین
ہر اشک شمع سوزان بچے کا خون لگن مین

ہوتا اسے میسر کیا شہد وصل شیرین
تھا جام آب تیشہ تقدیر کوہکن مین

کرتے ہین وصف دندان بیڑا ہی پار اپنا
کشتی روان ہی اپنی آب در سخن مین

پیری مین اس جوان کو چھاتی لگا کے ہمنے
پیوند تو لگایا پیراہن کہن مین

کیسا فشار مرقد کیسا عذاب تربت
غمزے نئے نئے ہین دولھا ہین اور دلھن ہین

ہر دائرہ ہی ساغر ہر ایک مد ہی شیشہ
کیا کیا ہین جام و مینا خمخانۂ سخن مین

سیکش وہ ہون اگر مین بزم جہان سے اٹھا
شیشے لہو کے آنسو رو وینگے انجمن مین

پتلی کمر مین تیری کب ناف ہی یہ ای بت
گتھی پڑی ہوئی ہی زنار برہمن مین

سامان مرگ عاشق معشوقون کی ہی دولت
پروانون کو جلایا شمعون نے انجمن مین

گلدام لیکے آیا تا خود ہو صید بلبل
چھوڑا عجب شگوفہ صیاد نے چمن مین

رکھتے ہین حرص ایسی گر اختیار ہوتا
لیجاتے اہل دنیا زر باندھ کر کفن مین

بلبل وہ ہون کہ میری سنئے کو خوش بیانی
صیاد نے قفس کو لٹکا دیا چمن مین

دیکھا جو مجھکو ہنسکر اہل عدم پکارے
مدت کے بعد آیا غربت زدہ وطن مین

بلبل ذرا سمجھ کر پھولون سے دل لگانا
فصل بہار دو دن مہمان ہی بس چمن مین

آرام و صبر و طاقت تاراج ہوگئی سب / پیری کے دور پہونچے جب کشورِ بدن مین
مردے ہمچو کے اٹھین خورشید ہے صبح محشر / داغِ جنون ہمارا چمکے اگر کفن مین
بے اصل پرورش سے ہو خاک نیک سیرت / باران سے پھول پھولا کب شاخِ گرگدن مین
اخوان سے گر رہائی ہوتی انھین میسر / یوسف ضرور گرتے تیرے چہ ذقن مین

وردِ زبان و لب ہی جرار وصفِ حیدر
جب تک ہی جان تن مین جب تک زبان دہن مین

سونگھین نہ گل نہ ہم کسی غنچے کو بو کرین / اللہ دے جو دل تو تری آرزو کرین
ٹلجائے کعبہ ہمکو جو قصد نماز ہو / زمزم مین خاک اڑے جو خیال وضو کرین
ہمسے تو بھاگتا ہی جہنم بھی دور دور / شرم آتی ہی بہشت کی کیا آرزو کرین
می کیا کبھی جو حضرت ساقی کا حکم ہو / الیاس و خضر بیعت دست سبو کرین
کعبے کی سمت جائین کہ سوے کنشت ہم / نادیدہ آشنا کی کہان جستجو کرین
دے بتکدہ مین مجھکو مفر کوئی جواب / ناقوس چپ ہے تو صنم گفتگو کرین
ہم اسکے ہین شریک ہمارا ہی یہ شریک / کیونکر نہ خاطرِ دلِ بے آرزو کرین
مہلت جو بسملون کو اجل سے ذرا ملے / کیا کیا انشاطِ وصلتِ تیغ و گلو کرین
بلبل سے بحث نالون مین مشکل نہین مگر / ہی ننگ کیا مقابلۂ بد گلو کرین
دامن سے اپنے پونچھین جو ہم عاشقون کے اشک / ان موتیون کی آب دو چند آبرو کرین
دھوؤن مین جاکے تربتِ فرہاد دودھ سے / شیرین کلام مجھسے جو یہ تند خو کرین

پیری مین دستِ ضعف سے ہوتا ہی تار تار
جرار رختِ زیست کو ہم کیا رفو کرین

اٹھین کے لطف کیا کیا تجھکو ای بلبل گلستان مین / مزاج باغبان سنبھلا اگر فصل بہاران مین
رخِ روشن نہین اُس مہر کا زلف پریشان مین / تماشا ہی گل خورشید پھولا سنبلستان مین

مقام گفتگو کیا ہی خطِ رخسار جانان مین
معاذ اللہ کوئی بھی دخل کر سکتا ہی قرآن مین

وہان وہ تنتے پھرتے ہین غرور نوجوانی مین
جھکا رہتا ہی سر یان ضعف سے پھرون گریبان مین

وہ بیکس ہون بہاؤن مین جو سیل اشک آنکھون سے
عجب کیا کشتی مے ساقیا آجاے طوفان مین

لہو گشتون کا دامن گیر ہو تیرا نہ اے قاتل
سمجھ کر چاہیے رکھنا قدم گنجِ شہیدان مین

بیانِ حالِ دل کسطرح کرتا قیس بیچارہ
زمامِ ناقۂ لیلی تو تھی دستِ شتربان مین

خدا کہتے ہین کتنے ہی گمانِ بت ہزارون کو
ترے پردے سے جھگڑا پڑ گیا گبر و مسلمان مین

لگی دل کی کبھی بجھتی نہین اشکون کے بہنے سے
تماشا ہی بھڑکتی ہی یہ آتش اور باران مین

کسی نے بھی نہ اُس خلوت نشین کا کچھ پتہ پایا
ہزارون مر گئے ٹکرا کے سر کوہ و بیابان مین

محبت سے نہ رکھ یارب کبھی دل کو مرے خالی
کہ کھٹکا دیو کا ہوتا ہی اکثر قصر ویران مین

لگا دے گر صبا سرمہ سوادِ زلف یوسف کا
ابھی نور روشنی آجاے چشم پیر کنعان مین

خیالِ مصحفِ رخ نقش ہی یون صفحۂ دل پہ
کہ پوشیدہ ہین معنی جسطرح آیات قرآن مین

نہ جا سکتا ہون مین اُس تک نہ آسکتا ہی وہ مجھ تک
مجھے صبر آکے یا آگے ہر وقت چشم دربان مین

عجب کیا طائرِ دل عاشقون کا مرغ زرین ہو
کہ افشان ہی سنہری یار کے گیسوے پیچان مین

وہ بلبل ہون جو صیاد اجل کے دام مین آیا
قبا پھاڑیگا ہر گل روئیگی شبنم گلستان مین

کہا حورون نے سیرِ گلشن جنت مبارک ہو
گرا مین تھک کے جسدم سایۂ دیوار جانان مین

بھلا صیاد مین سیرِ بہار باغ کیا جانون
وہ بلبل ہون کہ گل سے دور ہون فصل بہاران مین

دعا جرار رکھتا ہی یہی خلاق عالم سے
جگہ اسکو ملے مرقدِ واق شاہ مردان مین

تنور پر زن ہی چشم گریان ہم بھی رکھتے ہین
کہو یہ نوح سے آفت کا طوفان ہم بھی رکھتے ہین

کسی خلوت نشین کا سوز پنہان ہم بھی رکھتے ہین
چنار آسا چراغ زیر دامان ہم بھی رکھتے ہین

کسی کے لوٹ کا کیونکر زبان پر تذکرہ لائین
کہ تر آلائش دنیا سے دامان ہم بھی رکھتے ہین

ہوے جس آگ مین جل جلکے قیس و کوہکن اختر
وہی سینے مین اپنے سوز پنہان ہم بھی رکھتے ہین

گرے گر ایک بھی قطرہ جہنم سرد ہو جائے
خدا کے فضل سے وہ چشم گریان ہم بھی رکھتے ہین

زبان غیر اگر مقراض کی صورت سے چلتی ہے
لب تقریر مثلِ تیغ بُران ہم بھی رکھتے ہین

مجھے بیتاب عشق زلف مین وہ دیکھکر بولے
جو تو بے چین ہے خاطر پریشان ہم بھی رکھتے ہین

فسان پر تیز کر لے تیغ کو اُس ترک سے کہدو
ارادہ جانب گنج شہیدان ہم بھی رکھتے ہین

گلہ نالون کا ہے مجھسے جو منظور نظر اُسکو
تو دل مین شکوۂ شبہاے ہجران ہم بھی رکھتے ہین

نہ مکرینگے کبھی ہم لیکے بوسہ مصحف رخ کا
اگر ہین آپ سچے پاس ایمان ہم بھی رکھتے ہین

توجہ کچھ ادھر بھی چاہیے دست جنون تیری
کہ پیراہن مین اپنے جیب و دامان ہم بھی رکھتے ہین

ق

پکارا قیس جب اے ساربان ناقے کو ٹھہرا لے
نہایت حسرتِ دیدار جانان ہم بھی رکھتے ہین

یہ لیلیٰ نے کہا بجتی ہے تالی دونون ہاتھون سے
غم فرقت سے تیرے درد پنہان ہم بھی رکھتے ہین

گلے مین اپنے وان وہ موتیون کے ہار پہنے ہین
یہان فرقت مین چشم گوہر افشان ہم بھی رکھتے ہین

ہوا کیا گرد ہے اُنکے اگر مجمع رقیبون کا
قضا سا ساتھ اپنے اک نگہبان ہم بھی رکھتے ہین

کہو مردون سے اُٹھ اُٹھکر ذرا التعظیم کو آئین
ارادہ جانب گور غریبان ہم بھی رکھتے ہین

سرود نالہ لب پر ہے بندھا ہے تار اشکون کا
تمہارے عشق مین یہ ساز و سامان ہم بھی رکھتے ہین

ہمارے حال پر بھی اک نگاہِ لطف لازم ہے
تپ غم دل مین اے عیسیِ دوران ہم بھی رکھتے ہین

نہین وہ چار غزلین مدتون سے جمع ہے دفتر
بڑے شاعر ہین اے جبّار دیوان ہم بھی رکھتے ہین

نالۂ دل نغمۂ بلبل ہے اُسکی یاد مین
سو ترانون کا مزہ ہے اپنی ہر فریاد مین

یان تو شوق سیر گلشن تھا دل شداد مین
تھی وہان در پہ قضا فکر بسمار کباد مین

کیا مجھے ساحت ملی دنیاے بے بنیاد مین
چین بلبل کو کہان ہے خانۂ صیاد مین

روح بلبل ہوگی ایک دن قید ہستی سے رہا
مشت پر رہ جائینگے باقی کف صیاد مین

تیشے لائے گی کھلا کرتے ہین ابتک کوہ پر
واہ کیا تاثیر ہے خون سے فرہاد مین

وجد مین ہے میرے نالے سنکے وہ زہرہ جبین
ہے اثر مطرب کے نغمون کا مری فریاد مین

روے روشن پر نہین اُسکے ظہور خط ہوا
پڑ گئے ہین بال سے آئینۂ فولاد مین

نیم بسمل چھوڑ کر مقتل سے جو راہی ہوا
یا الٰہی رحم کیون آیا دل جلاد مین

عشق نے ایسا مجھے محو رخ جانان کیا
مین ہون سجدے مین خدا کے دل ہے اُسکی یاد مین

جوڑے زنگار رنگ خسرو اُسکو بھجوائے ہزار
سوگ اُتاریگی نہ شیرین ماتم فرہاد مین

کھینچ لائی حسرت نظارۂ دنیا مجھے
ورنہ کیا آرام تھا ملک عدم آباد مین

گل پہ کیا گذرے بلا بلبل پہ دیکھین آگئی
مشورے رہتے ہین کچھ گلچین مین اور صیاد مین

خندۂ گل کی صدا جب باغ سے آنے لگی
مر گئی بلبل پھڑک کر خانۂ صیاد مین

وا نہ میرے غنچۂ دل ہو سکا تجھسے صبا
گل کھلائے تو نے لاکھون گلشن ایجاد مین

غم اسیری کا نہ آزادی کا مجکو لطف ہے
آشیان میرا ہے سقف خانۂ صیاد مین

تربیت کیا تیرہ باطن کی کرے دل مین اثر
سرمہ ہے بیکار چشم کور مادر زاد مین

کس طرح تشبیہ دین تیرے قد موزون سے دون
چال ڈھال ایسی کہان ہے سرو مین شمشاد مین

کیا پڑے جبار پر اُس صید افگن کی نگاہ
صید لاغر کب سماتے دیدۂ صیاد مین

نہ تاج و تخت کے طالب نہ مال و زر کے ہین
گدائے در ترے محتاج اک نظر کے ہین

نہ پوچھ صدمے جو ای ہمسفر سفر کے ہین
چبھے جو پاؤن مین کانٹے وہ بال سر کے ہین

اُٹھا ہے درد جگر کس غریب کا شب ہجر
عجیب رنگ بیاض رخ سحر کے ہین

یہ جھریان ہین جو پیری مین جسم لاغر پر
خزان رسیدہ کو تیغ قضا کے چرکے ہین

اُٹھے نہ بحر سے کسطرح نوح کا طوفان
شریک اسمین تو اشک اپنی چشم تر کے ہین

چلے جو راہ مین بڑھ کر چھری چلی ہمپر
شہید نخوت یاران ہمسفر کے ہین

الٰہی نامہ دلدار اب کہین آ ئے
کہ منتظر یہ دل و دیدہ نامہ بر کے ہین

خزانِ شیب نے لوٹا بہار ہستی کو
پیام مرگ یہ موے سپید سر کے ہین

وہ اشک سرخ مرے دیکھکر یہ کہتے ہین
یہ تازہ گل چمن عشق کے شجر کے ہین

پھر نگلے بات سے کیونکر ہم اپنا جیتے جی
کلام منھ سے جو نکلے ہین ساتھ سر کے ہین

فرے نپو چھیے میرے کلام شیرین کے
یہ ذایقے نہین حصے مین نیشکر کے ہین

چمن کی سیر کرین کیا اسیر کنج قفس
رہا ہوے بھی تو محتاج بال و پر کے ہین

فراق یار کی ایسی چھری چلی ہمپر
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہمارے دل و جگر کے ہین

ہوئی حریصون کو دنیا نہ آخرت حاصل
یہ کتے دھوبی کے ہین گھاٹ کے نہ گھر کے ہین

ملون نہ آنکھون سے کسطرح پاے قاصد یار
خدا کے آگے بھی رتبے پیام بر کے ہین

علیؑ کا عشق سبیل نجات ہے جرار
وگرنہ راستے اب کون سے سفر کے ہین

کوہساروں سے اُمنڈ کر جو گھٹا ئین آئین
ہجر ساقی مین مین سمجھا کہ بلائین آئین

دشت غربت مین ہوا سے جو بگولے اُٹھے
تیرے عریان نے یہ جانا کہ قبائین آئین

پھنک گیا میرا تن زار بر نگ پرکاہ
دشت وحشت مین جو ققنس کی صدائین آئین

ناز و انداز دکھانے لگین حورین اپنا
یاد جو تیری ادائین آئین

یان اُٹھا ہاتھ وہان باب اجابت وا تھا
عرش سے پھر کے نہ محروم دعائین آئین

تیرے عاشق نے تہ تیغ وہ ساونتی کی
ہفت افلاک سے تحسین کی صدائین آئین

کیا تعجب جو ہے انگشت بدندان قاتل
ذبح کے بعد مری یاد وفائین آئین

مرض عشق سے صحت نہوئی عاشق کو
کیا ہوا اُنسے جو بن بنکے دوائین آئین

بام پر تو نے جو شب گیسوِ مشکین کھولے
حورین فردوس سے لینے کو بلائین آئین

میرے لاشے پہ نہ رویا تو نہ رویا کوئی دوست
کوہ سے رونے کو اُٹھ اُٹھکے گھٹائین آئین

کرو ملین زیر زمین شوق ملاقات مین لین
کان تک تیرے جو یارون کی صدائین آئین

فرقت یار مین سینے سے وہ کھینچے دم سرد
سمجھے احباب کہ جنت کی ہوائین آئین

تیرے دیوانون نے بس طوق و سلاسل توڑے
یاد زندان مین جو صحرا کی ہوائین آئین

ہم پہ کیونکر نہ عنایت تری ہوگی اے دوست
بار ہا طور پہ موسیٰؑ کو صدائین آئین

کیا عجب موتیون سے منھ ترا جبرار بھرے
کہ زبان پر تری حیدرؑ کی ثنائین آئین

تہ خنجر تمھارے عاشق ناشاد ہوتے ہین
خوشی ہے عید کی محبوس غم آزاد ہوتے ہین

محبت آنکی گھر کرتی ہے پھر نشتر رگ و پے مین
بہت مدت کے یہ اجڑے مکان آباد ہوتے ہین

کھنچا ایسا مرقع صفحۂ دل پر حسینون کا
کہ شرمندہ لحد مین مانی و بہزاد ہوتے ہین

گل زخم بدن جتنے ہین کیسے مسکراتے ہین
شہیدان وفا مقتل مین کیا کیا شاد ہوتے ہین

چلے جاتے ہین تجھ پر جان دے دے کر ترے عاشق
ہزارون شہر ویران مقبرے آباد ہوتے ہین

ارادہ جانب مقتل ہے اس قاتل کا اب دیکھین
گلے کس کس کے وقف خنجر فولاد ہوتے ہین

عدم کا قصد کرتی ہے بدن سے جان گھبرا کر
اگر خاموش کوئی دم لب فریاد ہوتے ہین

نہ گھبرا تن مین اے روح روان وقفہ بہت کم ہے
روانہ جانب ملک عدم آباد ہوتے ہین

پڑا کرتی ہین آنکھین تیرے وحشی پر حسینون کی
یہ وہ چہرے ہین خوش چشمون کے جنپر صاد ہوتے ہین

نہ اپنے قصر تن پر اسقدر اے روح نازان ہو
گھروندے ایسے بن بنکے بہت برباد ہوتے ہین

کسی کے پیرہن مین تم اگر صورت دکھاتے ہو
تو عاشق اور پردے سے تمھارے شاد ہوتے ہین

نہ دیتے دل نہ دیتے دل اگر ایسا سمجھتے ہم
کہ عاشق آپکے یون مورد بیداد ہوتے ہین

سمجھکر زار رہ آرام لیتے جاتے ہین میرا
روانہ جو سوے ملک عدم آباد ہوتے ہین

کتاب عشق وہ دیکھے جو اپنے گھر سے فاضل ہو
کہ مرنے پہ انسان کو نہ فقرے یاد ہوتے ہین

سخندان سنکے تیرے شعر خوش کیونکر نہون دل مین
رحیم اکثر سنا ہے صاحب اولاد ہوتے ہین

کوئی دم آپ بھی تشریف یہان لائین تماشے کو
کہ میرے قتل پر مستعد جلاد ہوتے ہین

شہید تم اگر گیسو بدوش آتے ہو گلشن مین
اسیر حلقۂ دام بلا صیاد ہوتے ہین

نحیف ایسا ہوا جرار تیرے عشق گیسو مین
پھنسا کر ہڈیان نادم جسے حداد ہوتے ہین

ردیف واو

کہے تا مائل گیسو وہ رخ گبر و مسلمان کو
سیاہی کفر کو اللہ نے دی نور ایمان کو

جگہ دل مین اگر دیتے نہ عشق فتنہ سامان کو
تو پھر وحشت جنون سے کام کیون تھا گریبان کو

ہزارون ہین ترے کشتون کے یہ حسرت کا عالم ہے
کہ جو گذرا ہے تربت پہ وہ ٹھوکر سے جھٹکے دامان کو

ہوئے شوخی مین طرہ دست پا سے قاتل عالم
ملا مہندی کے بدلے اسنے خون ان شہیدان کو

نہ گور زخمون کو بخیہ روح گھبرائی ہے سینے مین
کھلا رہنے دے عیسی روزن دیوار زندان کو

دل پر داغ کو گیسو تمہارے وجد مین لائے
ہوا طاؤس رقصان دیکھ کر ابر بہاران کو

عبث احباب مرقد کو ہمارے غسل دیتے ہین
چھڑائین جسم لاغر سے نہ خاک کوے جانان کو

عناصر مین پڑیگی پھوٹ جسدم موت آئیگی
اڑا دیگی ہوا ہمت اجزاے پریشان کو

یہ دل اُمڈا خیال نرگس ساقی سے صحرا مین
کہ اشکون سے بھرا ہر کاسہ چشم غزالان کو

خیال مصحف رخسار مین شاید کہ تسکین ہو
کفن پر میرے لکھنا چاہیے آیات قرآن کو

خیال اُسکا بندھا ہے جسکو آنکھون سے نہین دیکھا
اُتارا ہے سراے دل مین کس نادیدہ مہمان کو

یہی ہے آرزو جرار چلکر جبرئیل آسا
کرون حاصل طواف روضۂ شاہ شہیدان کو

بیان کچھ قیس کرتا اپنے احوال پریشان کو
نہ لاتی کچھ یہان ہمراہ گر لیلےٰ شتربان کو

جنون سے یہ قوی بازو ہوئے ہین ناتوان تیرے
اکھاڑا چاہتے ہین توڑ کر دیوار زندان کو

جو سائے مین ہین جسکے غم ہو کیا اُنکو حوادث کا
نہین اندیشہ صرصر سے چراغ زیر دامان کو

ہمیشہ وحشت پیمائی و تنہائی مین گذرے گی
بہت پچھتاوگے ای خضر پی کر آب حیوان کو

کبھی آثار آبادی نہ کچھ اسمین نظر آئے
بسایا کسنے آکے اس شہر خموشان کو

کلائی آستین سے یار کی باہر اگر نکلے
بہادر معرکے مین پھینکدین شمشیر بُران کو

نسیم باغ جنت مژدہ جنت سناتی ہی
ہنسی آتی نہین ہیجا گل زخم شہیدان کو

لگایا سرمہ کیون مشاطہ نے اُن چشم میگون مین
کہ وہ سیدمست ہین دیتے نہین شمشیر عریان کو

مسٹر ہوکہ عشرت ہو گدائی ہو کہ شاہی ہو
خدا کی سمت لازم ہی رجوع اس قلب انسان کو

کوئی جن ہو تو دیوانہ دعا تعویذ سے چھوٹے
اُتارے کسطرح عامل بلاے زلف پیچان کو

کیا اخفا یہ ای جرار الفت کو کہ جیتے جی
نکالا پردۂ دل سے نہ ہمنے راز پنہان کو

عشق ہوتا نہ بتون سے کبھی دینداروں کو
کیا کرین رشتہ ہی تسبیح سے زناروں کو

باغ مین کوئی جگہ دیگا نہ ہم زاروں کو
اپنے دامن سے چُھڑائیگا جو تو خاروں کو

راس آئی مجھے تشخیص مسیحاے اجل
مژدہ صحت کامل ہو یہ بیماروں کو

جوش گریہ سے کہین خانۂ دل بیٹھ نجاے
لطمۂ سیل گرا دیتا ہی دیواروں کو

رخصت گل سے یہ بیخود ہوے مرغان چمن
رکھکے روئے دہن غنچہ پہ منقاروں کو

سوی بازار جو وہ غیرت یوسف آئے
بیچ لے کوڑیون کے مول خریداروں کو

تودۂ ریگ لحد دامن صحرا ہو کفن
کہ تلاش کفن و گور نہو یاروں کو

تیرے پہلو مین جگہ جب نہ ملی سونے کی
خلوتین گور کی بھائین ترے بیماروں کو

تھم سکین منزل آفاق مین کیا اور غریب
دم کی مہلت نہ ملی قافلہ سالاروں کو

ظلم قاتل سے کسی کو کبھی ملتی نہ پناہ
وا ہ جو ہر کا پھنسا تا جو نہ تلواروں کو

لاغری نے یہ ترے زار پہ احسان کیا
بار دوش اُسکا جنازہ نہوا یاروں کو

تخت اسکندر و دارا کے برابر سمجھین
زیر خم رہنے دے خمار جو میخواروں کو

طاق ابرو کو اگر دیکھلین تیرے ہندو
کلمہ پڑھنے لگین توڑ کے زنارون کو

غم فردائے قیامت ہی عبث ای جرار
شافع حشر بچا لینگے گنہگارون کو

زہر ہی آب بقا عشق کے بیمارون کو
دم عیسیٰ ہی دم تیغ دل افگارون کو

گل سماتے نہین جامے مین خوشی کے مارے
جب سے دیکھا ہی ترے پھول سے رخسارون کو

ساغر دیدۂ مخمور ترے ای ساقی
جام دارو ہے شفا ہین ترے بیمارون کو

آ رہی زلف ہوا سے جو تری پستان پر
ابر نے لے لیا آغوش مین کہسارون کو

آتش افروزی اغیار سے پہونچا نہ ضرر
لاکھ یہ غول اچھالا کیے انگارون کو

مردم چشم کو بھایا ترا حسن نمکین
خوان نعمت سے ملا لطف نمکخوارون کو

تو توجہ سے اگر مردہ دلون کو دیکھے
ملک الموت ہو عیسیٰ ترے بیمارون کو

کاوشین یار کی پلکون کی جو بھاتین ہمین
دیدہ و دل مین جگہ دیتے ہین خارون کو

پاس خاطر سے ہین خاموش ہون تیرے ورنہ
میرے نالے تو ہلا دیتے ہین کہسارون کو

دیکھلین گل سے جو رخسار ترے ای گلفام
بلبلین کڑھ کے نہ دیکھین کبھی گلزارون کو

صورت سبحۂ سیارہ پھرا کرتے ہین
ایک دم چین نہین ہی ترے آوارون کو

آگیا سیر کی خاطر جو وہ یوسف جرار
ہوگا سودا سر بازار خریدارون کو

سرو سے ناپا چمن مین قامت آزاد کو
یار نے مطلع بنایا مصرع شمشاد کو

عشق کی خاطر کیا ہی خلق چار اضداد کو
دل دیا اللہ نے سینے مین اپنی یاد کو

بیستون پہ بیکسی روتی وہان فرہاد کو
یان در خسرو پہ خلق آتی مبارکباد کو

دوش پر دیکھا ہی دام گیسوی صیاد کو
تو اسیری ہو مبارک بلبل ناشاد کو

آئے تجھ تک ہم لیکے درد ہجر کی فریاد کو
ذبح قاتل نے کیا کیا خوب پہونچے داد کو

موت آئی عقل نے جسوقت پیدا کی تمیز
چشم بلبل جب کھلی دیکھا رخ صیاد کو

گردن خسرو جھکادی بنگیا بار گران
آفرین صد آفرین خون سر فرہاد کو

ہوگیا مریخ بے دم معرکہ جیتا وہی
فتح کا میاں مبارک خنجر جلاد کو

سر بزانو رکھتی ہے حسرت مجھے نرگس کی طرح
دیکھتا ہون جب بہار گلشن ایجاد کو

گلشن عالم مین ہون وہ خوش نوا مین عندلیب
گل شگفتہ ہوتے ہین سنکر مری فریاد کو

ہے خیال یار میرے خانۂ دل مین مقیم
یا خدا آباد رکھ اس خانۂ آباد کو

آبلہ پائی نے ہمکو راہ مین بٹھلا دیا
تیز رو جا پہونچے سب ملک عدم آباد کو

قید ہوکر دام مین ہمنے یہ مارے بال و پر
طائر پر بستہ حیرت سے گیا صیاد کو

پر فرشتون کے جہان جلتے ہین وان بلوالیا
واہ کیا رتبہ دیا خالق نے آدم زاد کو

کیا ہوا دل مین چبھے گر موے مژگان صنم
خون کا چسکا ہے زبان نشتر فصاد کو

ہوگیا حیرت سے خود تصویر پشت آئنہ
روبرو اپنے بلایا تمنے جب بہزاد کو

موم کیونکر ہون نہ میرے سامنے یہ سنگدل
نرم کر لیتے ہین آہنگر کڑے فولاد کو

گوش جان مین غیب سے جرأت کے آئی صدا
آئے وہ مشکل کشا شیر خدا امداد کو

باغ عالم سے یہ نفرت ہے دل ناشاد کو
جانتا ہے سبزۂ بیگانہ ہر شمشاد کو

قید ہستی سے ملی فرصت جو مجھ ناشاد کو
ساکن ملک عدم آئے مبارکباد کو

جب سے دیکھا ہے فضائے خانۂ صیاد کو
آشیان کنج قفس ہے بلبل ناشاد کو

پھونکدیگی دم مین کیا اس گلشن ایجاد کو
ضبط کر بلبل خدا کے واسطے فریاد کو

وصل شیرین جب ہوا حاصل نہ اس ناشاد کو
موت نے آغوش مین اپنی لیا فرہاد کو

شوق سیر ربع مسکون ہے دل ناشاد کو
جوش وحشت پر لگا دے تیر پر اے خداداد کو

دوسرے کی پائی گنجائش نہ جب اس راہ مین
قبر سے ہم چھوڑ کر راہی ہوئے ہمزاد کو

کھول دی کھڑکی قفس کی آب و دانہ بھی دیا ۔ پر فشانی پر مری رحم آگیا صیاد کو

زعم مین اپنے بنایا باغ جنّت کا جواب ۔ واہ کیا ابلیس نے اغوا کیا شدّاد کو

رگ سے وحشی کی تیرے ایسا بہا سیلاب خون ۔ نوح کے طوفان کا کھٹکا ہوگیا فصّاد کو

آہ کی مشعل نہ جلتی ہو نہ یان دل کا کنول ۔ قبر مین رکھا فلک کس خانمان برباد کو

یان پتا پایا جب تیرے موے میان کا کچھ پتا ۔ جستجو ملک عدم مین لے گئی بہزاد کو

چاہیے بتخانے مین ناقوس کے بدلے اذان ۔ کیون بتون کے عشق مین بھولین خدا کی یاد کو

مصحف رخسار جانان پر نہ کی کسدن نظر ۔ آنکھون سے لائے بجا اللہ کے ارشاد کو

رنگ بنا بارگہ خون سر پرویز سے ۔ موت سے مہلت ذرا ملتی اگر فرہاد کو

بعد مردن تو مزا وصلت کا ای شیرین ملے ۔ دے دوپٹا شربتی بہر کفن فرہاد کو

کیا ہو وہ دن کہ سارے یہ سینان جہان ۔ سر دھنا کرتے تھے سن سنکر مری فریاد کو

آگیا لغزش مین اُس مغرور کا پاے ثبات ۔ تمنے پہونچایا کہان سے تھا کہان شدّاد کو

کربلا کی یاد مین جرّار جب ہو بیقرار
دیکھلے چشم محبت سے حسین آباد کو

چھپاؤ پردہ عصمت مین اپنے روے زیبا کو ۔ سمجھکر طور کا جلوہ غش آجائے نہ موسیٰ کو

مرا مذہب نہ پوچھو گبر بھی ہون مین مسلمان بھی ۔ کلیسا سے گیا کعبے کو کعبے سے کلیسا کو

ہزار افسوس بیہوشی نے اتنی بھی نہ مہلت دی ۔ نگہ بھر کر جو مجنون دیکھ لیتا روے لیلا کو

نہ ضبط گریہ کی تاکید کیجے اپنے عاشق پر ۔ بھلا کوزے مین کوئی بند کر سکتا ہے دریا کو

چلی آتی ہین اٹھ اٹھکر گھٹائین کوہساروں سے ۔ مسی درکار ہے کس شوخ کے لبہاے زیبا کو

خدا چاہے تو دشمن کی بدی باعث ہو نیکی کا ۔ عُلُوِّ دار نے گردون پہ پہونچایا مسیحا کو

نگہ ابرو سے کیا اُسکے سواد خال پر جائے ۔ مجاور خانہ کعبہ کا کیا پوجے کلیسا کو

قباے زیست کو پرزے کرے کیونکر نہ دیوانہ ۔ کہان تک وحشی پہناے پھرے اسباب دنیا کو

چُنے ہین باغبان نے ہر طرف پھولون کے گلدستے
چمن کی سیر ہو منظور کس سے دیدۂ تمنا کو

اگر چمکے زمین پر اُس پری کے کان کا جھمکا
فلک پر پھر نہ تاب آئے کبھی عقدِ ثریا کو

کہین ساقی بھی مجھ تشنہ جگر سے چھوٹ سکتا ہے
جدا ساحل سے کوئی کر نہین سکتا ہے دریا کو

شفق کے لال گھونگھٹ پر سوادِ شام چھا جائے
دکھا دے وہ مہ تابان جو اپنے روئے زیبا کو

تمنا یہ دل جبار کی ہے ہند سے جا کر
ملے آنکھون سے شہ کے آستانِ عرش فرسا کو

بیاض صبح پر ہے فوق تیرے روی زیبا کو
سواد شام پر ترجیح ہے زلف چلیپا کو

رہے حق نمک گردن پہ اُسکی روز محشر تک
تم اپنی سانولی صورت جو دکھلا دو کنہیا کو

دہان یار کا مضمون طبیعت نے نہین باندھا
یہ شہبازِ شکاری نے کیا ہے صید عنقا کو

کسی کے پیرہن مین شکل ہمکو بھی دکھا دیجے
دکھایا نور برق طور بنکر جیسے موسیٰ کو

ہوئین ایک چشمۂ سیلاب خون جادو بھری آنکھین
فسونِ عشق نے وہ خواب دکھلایا زلیخا کو

کشش اے عشق مجنون ایک دن اتنی تو دکھلا دے
کہ ناقہ جانب دشت جنون لے آئے لیلیٰ کو

شمارِ جرم و عصیان ہو سکے کیا تیرے مجرم سے
نہین گنتا ہے کوئی ذرہ ہائے ریگ صحرا کو

بہار باغ عالم اب نہ پوچھو اہل مرقد سے
خبر گلشن کی کیا ہے طائرانِ رشتہ بر پا کو

کمینہ مالِ دنیا سے کوئی اشراف ہوتا ہے
حرم سے ہمسری ہو جائے ایوان مطلا کو

گرا غیرت سے ایسا خاک مین جو ہل نہین سکتا
چمن مین سرو نے دیکھا ہے کسکے قد رعنا کو

نہ دیکھین نبض مجھ محرور کی اتنا کوئی کہدے
ضرر پہونچیگا ورنہ کچھ نہ کچھ دست مسیحا کو

وہ بیکس ہون جو میری یاد وقت بیکسی آئے
پیالہ زہر کا میخوار سمجھے جام صہبا کو

ترے عاشق پہ وہ صدمے گذرتے ہین جدائی کے
قلق ہے ماہیان بحر کو مرغان صحرا کو

محبت نے کیا مشہور اے جبار عالم مین
وگرنہ یہ کہان شہرت میسر تھی زلیخا کو

ہچکی آئی نہ کبھی صورت بسمل مجھکو — ای اجل بھول گیا کیا مرا قاتل مجھکو

لیچلا شوق شہادت سوے قاتل مجھکو — صبر و تسلیم کی در پیش ہی منزل مجھکو

یاد آیا جو شب ہجر وہ قاتل مجھکو — مہر و مہ آئے نظر دیدۂ بسمل مجھکو

بے گناہی مری ثابت جو ہوئی قتل کے بعد — دیر تک پاس سے دیکھا کیا قاتل مجھکو

چال آندھی کی چلون قیس کی صورت مین بھی — نظر آئے جو کوئی صاحب محمل مجھکو

کب طاقت ہی کہ مقتل مین چلون اپنے پانو سے — لیچلی ہی کشش خنجر قاتل مجھکو

صدمۂ فرقت جانان جو ستاتا ہی بہت — گاہ سمجھاتا ہون مین دل کو کبھی دل مجھکو

یان تو پایا نہ ٹھکانا ترا ای پردہ نشین — لیچلی سوے عدم آرزوے دل مجھکو

یہ مثل سچ ہی کہ نیکی کا بدی ہی ثمرہ — دیکے دل یار کو ایذا ہوئی حاصل مجھکو

غیر کو تیغ ستمگر نے لگائی اُلٹی — خنجر بے جوہری نے کیا بسمل مجھکو

آشنا بحر محبت کا رہا مین برسون — نظر آیا نہ کسی دن رخ ساحل مجھکو

دشت وحشت مین بگولون کو جو اُٹھتے دیکھا — آگئی یاد خیام سر منزل مجھکو

مے سے معمور ہمیشہ رہا خمخانۂ دہر — ایک قطرہ نہ کسی دن ہوا حاصل مجھکو

ہجر مین اُس بت خوبی کے لب ابر ساقی — خشک رہنے دے بسان لب ساحل مجھکو

پانون جب قافلہ والون کے اُٹھے وائے نصیب — ناتوانی نے بٹھایا سر منزل مجھکو

ہون وہ خاشاک جو پھینکے گی صبا دریا مین — موجین لیجائینگی آکر سر منزل مجھکو

دل مرا گور مین حورون نے بہت بہلایا — یار پہونچا گئے جب اول منزل مجھکو

غسل کو جائے جو دریا پہ جنازہ میرا — پھینکدین موجین اُٹھاکر سر ساحل مجھکو

مدد حیدر صفدر سے جہان مین جرار
ہوگئی سہل جو پیش آگئی مشکل مجھکو

لیچلا جب کہ جنون شہر سے ویرانے کو — بنگیا سیل بگولا ترے دیوانے کو

دل صد چاک نہ چھوٹا ترے گیسو سے ملا
کبھی فرصت غم کشاکش سے ملی شانے کو

بعد میرے مرے ساقی کو جو آئی مری یاد
بارش اشک سے چھلکا دیا پیمانے کو

مجکو آنے کی نہ تھی گلشن ہستی مین ہوس
عشق لایا ہی طبیعت مری بہلانے کو

موت ہو جاتا ہی عاشق کو وصال معشوق
شمع کا قرب جلا دیتا ہی پروانے کو

یا مجھے اک شکل ہی وان کچھ نہین آنے کا نظر
شیخ مسجد نہ بنا توڑ کے بتخانے کو

لالہ و گل کی وہ داغون نے دکھائی ہی بہار
ہوس دید گلستان نہین دیوانے کو

حسن قسام ازل نے جو بتون کو بخشا
دل اشتاق دیا ہمکو بھی غم کھانے کو

تنگ نظرون مین ہوئی وسعت ہستی ایسی
کہ ہوس وحشت عدم کی ہوئی دیوانے کو

ہو کے آزردہ جو مین بزم جہان سے اُٹھا
منھ لگایا نہ کبھی شیشے نے پیمانے کو

سیکڑون کوس سے رزق اُڑ کے چلا آتا ہی
پر لگا دیتا ہی رزاق ہر اک دانے کو

قافلے والون نے رستے مین ہمین چھوڑ دیا
چار دن منزل ہستی کی ہوا کھانے کو

رخ محبوب کا مشتاق ہی جیسا مرا دل
لو نہین ایسی کسی شمع کی پروانے کو

نئے ساغر چلے آتے ہین نئے پیمانے
کسکے آنے سے یہ رونق ہوئی میخانے کو

آئی شیشے سے نہ قلقل کی صدا بعد مرے
ہنستے دیکھا نہ کسی نے کبھی پیمانے کو

ہون پریشان مرا دل لٹ پہ ہارنے کا نہین
کہ طلب کرتے ہین مشاطہ سے وہ شانے کو

ای پری ہو کے وہ دیوانہ اُٹھا بالین سے
تیری الفت ہین جو آیا مرے سمجھانے کو

ہم غفیرون کو بھی اک جام چھلکتا ساقی
رہے ہر روز ترقی ترے میخانے کو

آمد مہدی ہادی ہی جہان مین جرار
شاد بلبل ہون چمن مین ہی بہار آنے کو

جو پہلو سے اُٹھے بیتابی دل دیکھتے جاؤ
چلے ہو تیغ نگہ سے سوے بسمل دیکھتے جاؤ

ذرا تو ٹھر کے رقص مرغ بسمل دیکھتے جاؤ
تمہی لیلی جان کرتی ہی محمل دیکھتے جاؤ

دم آخر جاتے مشغلہ نظارہ بازی کا
گلے پہ تیغ ہو رخسار قاتل دیکھتے جاؤ

چلا جب نجد سے مجنون کہا لیلیٰ نے تڑپ کر
نکالو دل کی حسرت سوئے محمل دیکھتے جاؤ

سفر ملک عدم کا پیش ہے تاریک راہیں ہیں
رہ منزل جلا کر مشعل دل دیکھتے جاؤ

چلے ہو قاصدو تو جلد پھر نا کوئے جانان سے
مرا رونا ہے بیتابی دل دیکھتے جاؤ

اسیر زلف ہو تم یا شہید خنجر ابرو
بلا جو پیش آئے حضرت دل دیکھتے جاؤ

صدا دیتے ہیں کانٹے رہروان راہ وحشت کو
صعوبات سفر منزل بہ منزل دیکھتے جاؤ

مری کشتی کو چکر آچکا ہے غرق ہوتی ہے
ٹھہر کر اے سبکساران ساحل دیکھتے جاؤ

مدار اغیار پر ہے آج کل تک دور تھا میرا
ہوا ہے تبدیل کیسا رنگ محفل دیکھتے جاؤ

مرقع صنع کا دکھلا رہا ہے صانع قدرت
یہ سب شکلیں ہیں نظارے کے قابل دیکھتے جاؤ

نہ دیکھو اک نظر سے مجکو اور اغیار کو صاحب
خدا نے آنکھ دی ہے حق و باطل دیکھتے جاؤ

اٹھا کر قید میں جبار کو جاتے تو ہو آخر
گران ہے طوق بھاری ہے سلاسل دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

پری بن بنکے ہر گل باغ میں آتا ہے مستانہ
جنون ہو کسکو دیکھیں کیجئے امسال دیوانہ

سحر ہوتی ہے باقی شمع روشن ہے نہ پروانہ
نگاہ یاس کرتا ہے مکان پر صاحب خانہ

نہ پہونچے جان کو کسطرح صدمہ دل کی ایذا سے
کہ مہمان کو بلا ہے اضطراب صاحب خانہ

نظر عبرت سے کرنی چاہیے اہل بصیرت کو
کہ ہیں نقش فنا نقش و نگار قصر شاہانہ

دل صد چاک پر اگنیسوئے جانان میں الجھیگا
کہ شب بھر خواب میں دیکھا ہے میں نے گیسو و شانہ

رقم کرتا ہوں ساقی کا جو وصف نرگس گون
قلم بھی صفحۂ قرطاس پر چلتا ہے مستانہ

نہ یہ ہو حق نہ یہ نعرے نہ یہ بدمستیاں ہونگی
مرے دم تک ہے اے ساقی فقط آباد میخانہ

مرا دل کس حسینن کے دیکھیے مطبوع خاطر ہے
بھرا ہے گنج سے ہی گو کہ ظاہر میں یہ ویرانہ

کمال اپنا رہا اہل خرد کی چشم سے پنہان
نشان بادشاہان سلف مطلق نہین ملتا
نہین اے میکشو تعلیم کرنا اُسکا لازم ہی
تمہارے عاشقون کی بزم لذت سے نہین خالی
اجل کہتی ہے یہ بالین پہ آ کر بادشاہون کے
نکلکر روح پھر آتی نہین ہے خانۂ تن مین
دھوان پیچیدہ ساتھ آہون کے سینے سے نکلتا ہی
کتابین لیکے آئین مدرسے والون سے یہ کہدو
بیانِ حال میر اسنکے وہ کہتے ہین یارون مین

اتھی روشنی طبع تھی یا شمع ویرانہ
مگر کچھ کچھ پتا دیتا ہی اُنکا خشت ویرانہ
زبان سے اپنی جو فرما رہا ہی پیر میخانہ
کہین لیلیٰ کا قصہ ہی کہین شیرین کا افسانہ
کفن پہنو اُتارو جسم سے ملبوس شاہانہ
اُجڑ کر پھر نہین آباد ہوتا ہی یہ کاشانہ
سمائی سر مین جبسے دن سے ہوائے زلف جانانہ
کہ عالم کو سبق دیتا ہی طفل پیر میخانہ
کہ کیا جانکاہ یہ قصہ ہی کیا پر شور افسانہ

فلک سو گردشون مین ہمکو اے جرار رکھتا ہی
کہ ابتک سبحہ اپنی خاک سے بنتا ہی صد دانہ

ردیف یائے تحتانی

سنان ظلم تھی تیغ جفا تھی برق سوزان تھی
شب فرقت مین یان کسکو امید وصل جانان تھی
ازل کے دن سے قسمت مین جو یاد زلف جانان تھی
یہ کس رشک چمن کی خاطر نازک پریشان تھی
عجب حسرت کا عالم تھا قضا بھی ور ہی تھی کچھ
بڑھایا عشق کو میرے تمہارا حسن چمکا یا
غضب آیا نگاہ شوق نے کی طرفہ غمازی
سکوت ایسا ہوا جانے سے تیرے ساری محفل کو
ہٹائی زلف چہرے سے تو سب پر ہوگیا ثابت

تمہاری اک نگاہ ناز بھی کیا آفت جان تھی
تمنا نا امیدی سے مرے دست و گریبان تھی
عدم مین بھی طبیعت خود بخود اپنی پریشان تھی
کہ دود شمع کشتہ بوے گلہائے گلستان تھی
گلے پر جب ترے عاشق کے قاتل تیغ عریان تھی
محبت مثل مشاطہ کبھی یان تھی کبھی وان تھی
عیان وہ بات اُس پر ہوگئی جو دل مین پنہان تھی
کہ بزم عیش گویا صحبت شہر خموشان تھی
تجلی طور کی تیرے کھلے بالون مین پنہان تھی

چراغ و شمع کی حاجت شب فرقت مین کیا ہوتی
کہ تصویر خیالی یار کی شمع شبستان تھی

لحد مین جائے جب تب یہ کھلا احوال یہ ہم پر
خیالات جہان مین صورت خواب پریشان تھی

نکلتا تھا جو تار اشک پیکان دل مین چبھتا تھا
شب فرقت مین ہر پلک سنان شمشیران تھی

زوال حسن گلرویان سے یہ ثابت ہوا ہمکو
کہ مہمان چار دن گلزار مین فصل بہاران تھی

نہ کیونکر خندۂ دندان نما ہمکو جلا دیتا
چمک اُس گوہر دندان کی برق خرمن جان تھی

بچایا کیسی کیسی آفتون سے موت نے مجکو
سمجھتا تھا جسے مین دشمن جان وہ نگہبان تھی

کیا دم مین نگاہ ناز سے تسخیر عالم کو
وہ چشم سرمگین بھی خاتم مہر سلیمان تھی

اٹھائی عاشقون کی لاش کیجن یارون نے مقتل سے
زمین کوئے قاتل لائق گنج شہیدان تھی

عبادت دو جہان کی ضربت جبدار تھی جسکی
وہ تیغ شاہ مردان تھی وہ تیغ شاہ مردان تھی

نہ رہتا جوش سودا تم اگر عارض دکھا دیتے
بلائے زلف اُتر جاتی جو قرآن کی ہوا دیتے

گریبان پھاڑنے پر کیا جنون کو بد دعا دیتے
غضب تھا ہاتھ سے ہم دامن صبر و رضا دیتے

قمر کو کیا ترے رخ سے مثال اے مہ لقا دیتے
غضب تھا ایسے روئے صاف کو دھبا لگا دیتے

کبھو تو دل نہ کیون تم آپ کو اے دلربا دیتے
فقط باطل نہ تھا خط جبین جسکو مٹا دیتے

اگر تھے سرمگین منہ سے نہ کہتے سر جھکا دیتے
گلے ملنے کے وعدے پر فقط گردن ہلا دیتے

مریض عشق کیسا قبر کے مردے جلا دیتے
جو کہکر قم باذنی آپ اک ٹھوکر لگا دیتے

بھلا کیونکر تمھین ہم دیدۂ دل مین نہ جا دیتے
سگ در آپکا آتا تو ہم آنکھین بچھا دیتے

جو روئے صاف سے محفل مین تم پردہ اٹھا دیتے
تو سب لیلیٰ وشون کو صورت مجنون بنا دیتے

اشارے مین تمھارے چشم سے دریا بہا دیتے
ہم اپنی پتلیون کو مردم آبی بنا دیتے

شب مہتاب مین رخ سے جو تم پردا اٹھا دیتے
قمر کو عارض پر نور کا ہالہ بنا دیتے

غم شبہا فرقت راہ کا کھٹکا مٹا دیتے
جو تم ہنگام رخصت عارض روشن دکھا دیتے

یہ مطلع سب تھے ای جہاندار جو تمنے سنائے ہین
مناسب تھی غزل اک اور بھی ہمکو سنا دیتے

جو روے صاف سے تم گیسوے شبگون اٹھا دیتے
رخ صبح قیامت واس شب مین دکھا دیتے

لگا دیتے نہ گلشن آپ اگر اسکے نیاز سے کو
شہید خنجر ابرو کا اپنے خون بہا دیتے

تلاش آب ہوتی گر ترے مجروح کو قاتل
مسیحا مہر کے چشمے سے پانی بھر کے لا دیتے

نہ ہوتی باغ مین بیمار صحت آنکھ جب جاتی
ملا کر آنکھ نرگس سے اگر تم مسکرا دیتے

نہ اٹھتے خاک سے افتادگان کوچہ قاتل
مسیحا تھامتے بازو کو یا موسی عصا دیتے

سوے کعبہ اگر جاتا ترا دیوانہ گیسو
سمجھکر فتنۂ آہوے حرم آنکھین بچھا دیتے

وہان بند قبا اپنے وہ کھلواتے جو غیرون سے
ہم اپنا جامۂ ہستی یہان پرزے اڑا دیتے

کمر سیکی بھرو آہ گرم ساحل پہ اگر کرتے
تو موج آب کو آتش کا پرکالہ بنا دیتے

لپٹ کر ایک شب سوتے تم اے گلرو جو سینے سے
ہمارے جامۂ ہستی کو پھولون مین بسا دیتے

برنگ نقش پا ہم بیٹھ جاتے گر ترے در پر
سر پر سلطنت کا لطف نقش بوریا دیتے

نہ رہتی روح امن زندان تن مین ایک ساعت بھی
عناصر کے نہ پہرے چار جانب گر لگا دیتے

کھل گیا تھا اگر خواب عدم سے جاگ اٹھتا مین
دم تلقین اگر تم میرے شانے کو ہلا دیتے

سمند ناز کو جولان جو کرتے آپکے عرقد پر
نشان قبر کہنہ بھی وہ عاشق کا مٹا دیتے

قدم کو گاڑ دیتے ہم اگر راہ تو کل مین
تو آوازہ زر رہتا ہم وہان آسیا دیتے

ابھی گوشے مین در گہر بے چلہ نشین ہوتے
اگر ہم اپنے تیر آہ کا پلہ دکھا دیتے

بلاکش چھوٹ جاتے آپکے افکار دنیا سے
سلیمان زمین انکو اگر پہلو مین جا دیتے

گرایا بھائیون نے چاہ مین یوسف کو کیا ڈر تھا
غضب ہوتا اگر یعقوب نظرون سے گرا دیتے

نکلتی روح آہ سرد کے ہمراہ سینے سے
ہوا کے جھونکے کشتی کو کنارے پر لگا دیتے

نہ عیب شایگان سے تھے قوافی شعر خالی

یہ گنج شایگان ہم ہاتھ سے جبّار کیا دیتے

جوش جنون نے رنگ اُڑائے بہار کے
داغون نے گل چراغ کیے لالہ زار کے

افشان جو اُنکی دیکھ کے موت آئی تھی مجھے
جگنو تمام ذرے ہین خاکِ مزار کے

واماندگی مین میری نہ پوچھی کسی نے بات
تھک تھک گیا ہین ہمسفرون کو پکار کے

ساحل پہ ہم بھی جائین کہ دیکھین صفاے تن
دریا مین وہ نہانے گئے کپڑے اُتار کے

شاید قریب آئی ہی صیاد فصل گل
آنے لگے ہین کان مین نالے ہزار کے

کرتے ہو نان خشک سے بھی اب مضایقہ
مہمان کیا تھا کیون مجھے شیخی بگھار کے

مدت ہوئی خزان نے دل افسردہ کر دیا
اللہ پھر دکھائے ہمین دن بہار کے

پیکش ہین جمع مصحف گل ہین کھلے ہوے
کیا ہین چمن مین پھول کسی بادہ خوار کے

خورشید حشر کا ہمین جبّار خوف کیا
سایہ مین ہم ہین بادشہ ذوالفقار کے

بلبلین کرتی ہین تعریف نزاکت تیری
ہر گلستان ہین مین سنتا ہون حکایت تیری

سہرے آنکھون پہ بلا ای شب فرقت تیری
گیسوِ یار سے کچھ ملتی ہی صورت تیری

آئینہ سوز مصاحب ہی خدا کی قدرت
ہمکو سہرے سون نظر آتی نہین صورت تیری

پھر جوان ہوگئے بالون مین سفیدی نہ رہی
یہ چڑھی سہرے پہ بلاے شب فرقت تیری

صنعت دست و قلم پر ہی ابھی تک نازان
نقش پردازِ ازل کھینچ کے صورت تیری

آئینہ دل ہی مرا اور یہ ہو جائیگا صاف
خاک مین کسکو ملائیگی کدورت تیری

جاؤن مرقد پہ سکندر کے تو اتنا پوچھون
کیا ہوئی شان تری کیا ہوئی شوکت تیری

پھیر کر تیغ گلے پر مرے کہتا ہی وہ ترک
مٹگئی آج تو برسون کی اذیت تیری

زہر غم دیکے مجھے کہتا ہی وہ شیرین لب
منھ بنایا تو بگڑ جائیگی عزت تیری

ہی سحر زال جہان سے مین یہی کہتا ہون
پھر نہ اللہ دکھائے مجھے صورت تیری

شرمگین قتل سے عاشق کے نہو اے قاتل ۔ میرے سر پر مری آنکھون پہ ندامت تیری
اے صنم کچھ مرا نقصان نہوگا شب وصل ۔ پردۂ شرم کو پھونکیگی شرارت تیری
وہ نہ دیکھے تجھے ظاہر مین جو باطن کا ہو کور ۔ یان تو ہر شے مین نظر آتی ہے صورت تیری
صور کے کیون نہو مشتاق لحد مین مرگان ۔ کہ ملاقات ہے فردائے قیامت تیری
رنگ لایا عجب اے دیدۂ پر خون شب ماہ ۔ چڑھ گئی چادر مہتاب پہ رنگت تیری
زائر شاہ امامت جو ہوا اے جبار ۔ صورت نجم چمک جائیگی قسمت تیری

نہوگا دل تری الفت سے جان جان خالی ۔ خراب ہو جو مکین سے رہے مکان خالی
نہ داغ سینہ ہے میری مین اب نہ نالۂ دل ۔ چمن گلون سے ہے بلبل سے بوستان خالی
ہوا جنان کو روانہ ہمارا طائر جان ۔ پڑے ہین کیا قفس و دام و آشیان خالی
لگائین منہ مجھے کیا لے زری مین مردم دہر ۔ یہ چھوڑتا نہین کتا بھی استخوان خالی
خمیدہ عجز سے ہونگے تو ہیش قامت یار ۔ بغیر تیر کے کیا کیجیے کمان خالی
ہر ایک ضرب مین کاٹے دل و جگر اسنے ۔ گیا نہ ہاتھ کوئی وقت امتحان خالی
ہے وقت رخصت تاب و توان و ہوش و خرد ۔ سرائے تن کیے جاتا ہے کاروان خالی
دلون کو دے ہم داغ جنون کیے تقسیم ۔ الٰہی ہون نہ ترے دست زرفشان خالی
کدورتون سے تری دل مرا مکدر ہے ۔ غبار سے نہین اکدم یہ خاکدان خالی
کیا الم نے یہ کاہیدہ تیرے قیدی کو ۔ کہ دیکھتے ہین نگہبان بیڑیان خالی
رہا نہ نام کو اک اشک میری آنکھون مین ۔ صدف گہر سے تو پانی سے ہے کنوان خالی
پھنکیت ہے وہ لگاتا ہے سر کمر پالٹ ۔ پھری پہ رو کون کیسے دون کہان کہان خالی
نہ جام مے ہے نہ مطرب نہ ساقی گلفام ۔ چمن کی سیر کو کیا آؤن باغبان خالی
نہ سوز دل ہے نہ درد جگر نہ آہ رسا ۔ دعا چلی ہے مری سوے آسمان خالی

جو زور دے تو خدا از رہ بھی آدمی کو دے | کہ کام آتی نہیں طاقت و توان خالی

خیال ہو ترا جرار کو شہا دم مرگ
جہان سے جائے نہ یہ زار و ناتوان خالی

قطرے جو پسینے کے گرے زلف رسا سے | سمجھا میں کہ برسے دُر نایاب گھٹا سے
آزاد سبک روح ہیں دنیا کی بلا سے | رہزن نے نہ چھینا خط بو پیک صبا سے
رعشہ یہ نہیں شربت ہے ہوش ربا سے | اعضا سے بدن کانپتے ہیں خوف خدا سے
اُس ترک نے آگاہ کیا مجکو قضا سے | خط بھی مجھے لکھا ہی تو خون شہدا سے
ہی داغ قمر کو رخ روشن کی ضیا سے | آئینہ سخورشید خجل ہی کف پا سے
کرتے ہیں خوشامد ترے دیوانے کی عاقل | شاہون کو ارادت ہی ترے در کے گدا سے
کتنون کو ترے ناوک مژگان نے کیا قتل | بیجان ہوے کتنے تری تیغ ادا سے
حیرت سے اِدھر چپ ہے رہے ہم صورت تصویر | سمٹے وہ اُدھر بیٹھے رہے شرم و حیا سے
اُٹھوائیو کوچے سے نہ قاتل کے مری لاش | تازہ ہیں گل زخم گلستان کی ہوا سے
کس صبح غریبون کو نہ قاتل نے کیا قتل | منہ تیغ نے دھویا بھی تو خون شہدا سے
دکھلاؤنگا منہ اپنا نہ میں اہل جنون کو | گلگون نہوے خار جو خون کف پا سے
صحت ہو جو تم شربت دیدار پلادو | بچنے کا نہیں عشق کا بیمار دوا سے
کس یاس سے کتنون کے مزارون پہ نظر کی | فارغ ہوا وہ ترک جو دفن شہدا سے
دل اور ترے مصحف عارض نے جلایا | یہ آگ بھڑکنے لگی قرآن کی ہوا سے
تلقین جو سنی یاد اجل آگئی مجکو | ہوش آتا ہی واماندون کو آواز درا سے

جرار جو تم کوچۂ قاتل میں ہوے دفن
نالون کی صدا آنے لگی عرش علا سے

جو منہ سے ضعف میں نکلے سخن غنیمت ہی | کہ خم میں جوش شراب کہن غنیمت ہی

نظارۂ سمن و یاسمن غنیمت ہی
بہار آئی ہی سیر چمن غنیمت ہی

جو ماہ عید بھی دیکھا سفر مین کیا حاصل
ہمین تو نشتر خار وطن غنیمت ہی

دھری ہین پیش نظر دوستون کی تصویرین
سفر مین صحبت اہل وطن غنیمت ہی

گلون کو دیکھ بجا شادیانے ای بلبل
یہ رنگ و بوے عروس چمن غنیمت ہی

سحر کو جسم رخ دکھائیگا تختۂ تابوت
یہ رات تخت کی دولھا دلھن غنیمت ہی

کلام کی کوئی تعریف کیے کرتا ہی
نہ معترض ہون اگر اہل فن غنیمت ہی

صداے خندۂ گل کب چمن سے آتی ہی
خزان مین نوحۂ مرغ چمن غنیمت ہی

ہوا نصیب نہ فرقت مین جام شربت وصل
اب آب تیغ ہی ای تیغ زن غنیمت ہی

عزیز و دوست اکیلا لحد مین چھوڑ گئے
اب آگیا ہی جو درد کفن غنیمت ہی

ہمارے خانۂ تن کو گرا نہ سیل سرشک
کہ روح کو یہ مکان کہن غنیمت ہی

پلا ہی دی مجھے چھوٹی شراب محفل مین
یہ لطف ساقی گل پیرہن غنیمت ہی

پتنگ جاتے ہین شمعین بھی جھلملاتی ہین
یہ دو گھڑی ہی جو اور انجمن غنیمت ہی

لحد مین ہوگی نہ تقریر و گفتگو کی مجال
زبان تیری میان دہن غنیمت ہی

شمال گل ترے محرور کی لحد پہ کہان
سر مزار چنار کہن غنیمت ہی

اسی سے حشر مین ہوگی نجات ای جبار
جہان مین دوستی پنجتن غنیمت ہی

جھونکے چلے جو باغ مین باد سموم کے
بلبل نے رو دیا دہن غنچہ چوم کے

شعر ایسے انجمن مین پڑھے جائین دھوم کے
عرفی کی روح وجد کرے جھوم جھوم کے

نکلین بڑی زمین مین کیا شعر دھوم کے
شیرین ثمر نہون شجر شورہ بوم کے

کھائے ہین اسکی زلف چلیپا پہ ہنے داغ
پھاہے ہین اپنہ پارچۂ بندروم کے

برسون لڑا کیے ترے کوچہ مین بوالہوس
جھگڑے کسی طرح نہ چکے زاغ و بوم کے

دکھلائے شاہ عشق اگر اپنی سرکشی — اک دم مین سرنگون ہون علم شام و روم کے

زنجیر موج بحر مین تنہا نہین حباب — قیدی ہین ہم بھی سلسلۂ زاد و بوم کے

گرتے نہین ہین برگ خزان پیش باغبان — پر سے گذر رہے ہین یہ ظلم سموم کے

جانے ہمارے گھر سے بنائے آہ برق وش — ای ابر آج ایسا برس جھوم جھوم کے

محفل درست ہو چکی تشریف لائیے — عشاق منتظر ہین تمھارے قدوم کے

اپنے طواف بتکدہ ای حاجیو یہی — کعبے کے رستے بند ہین مارے ہجوم کے

گمراہ ہو جو غول کا پیرو ہو دشت مین — کہنے مین ہم نہ آئینگے اس نفس شوم کے

جرار کی جو پیروے حضرت اسیر — دروازے مجھپہ کھل گئے شہر علوم کے

رہیگا دل مین غم جور باغبان باقی — قفس مین جسم کے جب تک ہی مرغ جان باقی

ملایا خاک مین ایسا فلک نے شاہون کو — لحد کا اُنکی زمین پر نہین نشان باقی

پھرا کیا سر مرا ای یار جستجو مین تری — رہے نہ پاے طلب مین اگر توان باقی

ہما کو بخشون کہ نذر سگ حبیب کرون — یہ میرے تن مین جو ہین چار ہڈیان باقی

بخار نکلے بھلا کیا غم جدائی کا — کہ دل مین اب تو نہین طاقت فغان باقی

طبیعت اُنکی سلجھتی چلی ہی کچھ لیکن — ہنوز دل مین ہین تھوڑی سی گتھیان باقی

خیال گیسوے لیلیٰ رہا رہا ہو کر — رہین یہ پاؤن مین مجنون کے بیڑیان باقی

زمین سے پیٹھ لگائی نہ چرخ نے کسکی — رہا نہ زال نہ رستم سا پہلوان باقی

بقا ہی ذات کو تیری فنا ہی سب کے لیے — ہزارون نامورون کے نہین نشان باقی

بدن سے زور گیا ضعف سے کمر ہوئی خم — روانہ تیر ہوا رہگئی کمان باقی

وہ قتلگاہ سے لاشون کو کیا اُٹھا دیتے — کچھ اور ہی ابھی کشتون کا امتحان باقی

دہان گور کے لقمہ بنینگے پیر و جوان — رہیگا کوئی توانا نہ ناتوان باقی

ہزار حیف اُٹھا تب مین خواب غفلت سے
رہی نہ دشت مین جب گرد کاروان باقی

چمن مین کہتا ہی صیاد گل فروشون سے
ہی آشیانہ بلبل کہان کہان باقی

تلاش زہرہ نے کی اسقدر فرشتون کی
رہا نہ نام کو عالم مین اک کنوان باقی

بیان کرتے ہی کرتے گذر گئی شب عمر
تمام ہم ہوے ابتک ہی داستان باقی

امید زیست کی نادان ہین جنکو ہی جبار
رہینگے ہم نہ رہیگا یہی جہان باقی

بجا ہی نیلگون عارض نگاہ تیز ہر دم سے
کہ لب تا لال ہین اُس شوخ کے بار تبسم سے

وہ میکش ہون جو مجکو میکدے مین مری خواہش ہو
نکل آئے فلاطون ساغر مملو لیے خُم سے

چمن کے پاس مجکو دفن کرنا تھا نہ یارون یو
لحد مین نیند اُڑی جاتی ہی بلبل کے ترنم سے

نہین بیجا جو ہی محبوب گندم گون پہ دل مائل
علاوہ حضرت آدم کو تھا جنت مین گندم سے

نہیں شبنم ہی یہ راتون کو جو پھولون پہ گرتی ہی
کسی کے غم مین یہ آنسو گرے ہین چشم انجم سے

گھٹا ساون کی دکھلائی بلی مستی ہو ہونٹھون پر
جلا یا خرمن دل یار نے برق تبسم سے

نہ ڈر امواج کا ہی اب نہ خوف لطمہ باقی ہی
کہ نکلی کشتی تن بحر ہستی کے تلاطم سے

ملو مستی جنون افشان لگا و منہ بہی ہاتھون مین
کہ فرصت پائی اب تم آپنے عاشق کے جہلم سے

دہن کو غنچہ گلزار الفت کیون نہ سمجھون مین
کہ بوے آشنائی آتی ہی اُسکے تکلم سے

نہ کر ساقی تنک ظرفی مین زیبا نوش میکش ہون
اُٹھا رکھ شیشہ نہ ساغر کہ دل بھرتا نہین خم سے

تلاش جام محفل مین اگر ہو میرے ساقی کو
تو ساغر مہر کا لائین مسیحا چرخ چارم سے

برنگ کشتی درویش ہون اس بحر ہستی مین
نہ کچھ لنگر کی حاجت ہی نہ ڈرتا ہون تلاطم سے

جگر پر وار اگر شمشیر ابرو کے لگاتے ہین
نمک پاشی بھی لاتے زخم ہی زخمون پہ تبسم سے

نہ کیونکر رنج ہو مجھے نوک باتون مین نکلتی ہی
اقارب کی زبان کچھ کم نہین ہی نیش کژدم سے

جو اُس سے بوسہ مانگو گے بڑی ذلت اُٹھاؤ گے

ذرا سن لو کہے رکھتے ہین ای جبتدار ہم تمسے

سپہر و خاک نہ کرتے تو یار کیا کرتے ۔ عنایت رکھ کے یہ مشت غبار کیا کرتے

عبث تھی روبرو یار سب شکایت غیر ۔ حضور گل گلۂ جور خار کیا کرتے

عدم سے آکے عدم کو اگر نہ پھر جاتے ۔ یہان ٹھہر کے غریب الدیار کیا کرتے

برنگ غنچہ ملا ہی ہمین دہن خاموش ۔ شکایت چمن روزگار کیا کرتے

ہوے جو پیر گئے پیچھے جوانی کے ۔ خزان مین نغمۂ فصل بہار کیا کرتے

نہ کار زشت نہ اعمال نیک ہمسے ہوے ۔ فرشتے رہ گئے ہین و یسار کیا کرتے

گنہ نہ کرتے تو کسطرح بخشے جاتے ہم ۔ سبب نجات کا پروردگار کیا کرتے

برنگ ماہی بے آب بے زبان تھے ہم ۔ بیان سوز دل بیقرار کیا کرتے

خیال شمع رخ یار کب نہ تھا پس مرگ ۔ ہم آرزوے چراغ مزار کیا کرتے

تمام سال رہا کیف نرگس میگون ۔ قضاے روزہ ادا بادہ خوار کیا کرتے

کھلی نہ خواب تغافل سے آنکھ تک اپنی ۔ سبک وان عدم انتظار کیا کرتے

ہوس یہ تھی کہ گڑے کوے یار مین مردہ ۔ وصیت اور دم احتضار کیا کرتے

مرے گناہ جو ہوتے شمار سے باہر ۔ تو حاسبان عمل پھر شمار کیا کرتے

برنگ سایہ مقدر مین تیرہ بختی تھی ۔ ٹھہر کے ہم پس دیوار یار کیا کرتے

نگاہ ناز سے دیکھا جدھر صفین الٹین ۔ وہ دے کے سرمۂ دنبالہ دار کیا کرتے

سہارا موت کا ہوتا نہ عاشقون کو اگر ۔ تو پھر یہ ہجر کا انجام کار کیا کرتے

قلق مین روح نے بھی ساتھ جسم کا چھوڑا ۔ کسی کا زیست مین ہم اعتبار کیا کرتے

بجا رہی ہمین مضمون غیر سے نفرت ۔ پہن کے پیرہن مستعار کیا کرتے

نگاہ جانب مژگان تھی عین نادانی ۔ جگر کو نشتر غم سے فگار کیا کرتے

کھلے جو دیدۂ غفلت بدل گئے سو رنگ ۔ نمود و رنگی لیل و نہار کیا کرتے

نہ ریتے مصحف رخ مین جو وہ پر طاؤس | تو ہم یہ اپنا دلِ داغدار کیا کرتے

نہوتا توشۂ حبِّ علی اگر جرار
رہ عدم مین غریب الدیار کیا کرتے

ہر جگہ پُرداغ یہ اپنا دل مایوس ہی | باغ مین لالہ ہی صحرا مین پر طاؤس ہی
زلفِ جانان مائل داغِ دلِ مایوس ہی | کیا تماشا ہی کہ با دلِ عاشق طاؤس ہی
جلوۂ برقِ تجلی سے جو دل مایوس ہی | برگِ نخلِ وادیِ ایمن کفِ افسوس ہی
صاف باطن ہون مجھے عریان تنی ملبوس ہی | پردہ دارِ شیخ و زاہد خرقۂ سالوس ہی
بے جہت پڑتا نہین ہی پلۂ جانان پر غبار | خاک کو عاشق کی ابتک حسرتِ پابوس ہی
محفلِ ہستی کی ظلمت صاف روشن ہی دلا | شپرہ کی آنکھ شمعِ قصرِ کیکاؤس ہی
جلوۂ رخسارِ تابان کیا ہو پردے مین نہان | روشنیِ شمع کب ستّارِ فانوس ہی
ایک قطرہ بھی مے عشرت ہو کیا مجکو نصیب | دل نہین سینے مین گویا ساغرِ معکوس ہی
چھوٹ کر دلِ زلف سے اُسکے ذقن مین گر پڑا | پائی زندان سے رہائی چاہ مین محبوس ہی
موسمِ پیری مین ہین دل کو جوانی کے مزے | باغ ویران ہی پر ابتک رقص مین طاؤس ہی
فکرِ دنیا کی نہ اُسکو ہی نہ کچھ عقبیٰ کا غم | تیرے زندانِ محبت مین جو دل محبوس ہی
حالِ دل اُس شاکِ عیسی پر کرون کیا آشکار | رشتۂ الفت برنگِ نبضِ نامحسوس ہی
بو ترے گیسو کی سنبل وام لیتا ہی مدام | پیرہن گل کا ترا اوترا ہوا ملبوس ہی
سیرِ دریا کیسی کیا لطفِ چمن کیا میکشی | ہین یہ سب بیکار فرقت مین جو دل مایوس ہی

دل کے عقدے کیجیے وا ناخنِ الطاف سے
ای شہ خیبر کشا جرار اب مایوس ہی

سونپا زمین کو جامۂ ہستی اُتار کے | غاصب ہوئے نہ پیرہن مستعار کے
ذکر آئے انجمن مین گل روئے یار کے | جھونکے سے چلے چمن مین نسیم بہار کے

پرتو سے شمس عارض تابان یار کے
ہین دیدہ ہاے شوق وخط سبز روے یار
جاکر ہوا ہے داور محشر سے دادخواہ
جسدن وہ آئے گور غریبان کی سیر کو
دشت جنون مین پاے برہنہ کا رنج کیا
کیا ہم فریب حضرت زاہد مین آگئے
آتے ہین کب فریب رخ و زلف یار مین
زاہد اگر ہے طالب جام مئے طہور
حسرت ترے شہید کی دیکھی جو زیر خاک
مشاطہ کا ہو حال پریشان عمر طرح
پلکون سے چھید دل کو وہ وسے بوسہ دہن
گل کی ہنسی نہ گریہ بلبل ہوا تمام
قابو مین اپنے آنہین سکتا ہے نفس شوم

خورشید حشر بنگئے ذرے مزار کے
آہو ہین چاشت خوار اسی سبزہ زار کے
اللہ رے جو صلے مرے مشت غبار کے
اشعار پڑھ کے رو تینگے لوح مزار کے
شکوے کب آبلون لے کیے نوک خار کے
کیون معتقد ہو نہ کسی بادہ خوار کے
نیرنگ ہمنے دیکھے ہین لیل و نہار کے
کھلوادے توسے روزے کسی بادہ خوار کے
دزد کفن بھی روے کفن کو اُتار کے
آفت مین پھنسگئی ترے گیسو سنوار کے
کانٹے قبول ہین اُسے مسیوہ دار کے
کیا جلد دن گذر گئے فصل بہار کے
ہم سارہان ہین اس شتر بے مہار کے

جبار کیون نہ دل سے ہو شیدای پنجتن
جلوے ہین انمین قدرت پروردگار کے

رقم درد جدائی عاشق دلگیر کیا کرتے
بیان کچھ ادائی ای بت بے پیر کیا کرتے
لگاکر وسمہ بالون کو سیہ ہم پیر کیا کرتے
نہ پھنستے کسطرح ہم الفت محبوب نوخط مین
نگارستان ہمارا خانہ دل کسطرح بنتا
جگاتے ہمتہ خاک کو کیون خواب راحت سے

ترا دل جس سے دکھتا خط مین وہ تحریر کیا کرتے
گلہ تقدیر کا ہم تابع تقدیر کیا کرتے
غروب آفتاب صبح کی تدبیر کیا کرتے
نوشتہ کو ترے ای کاتب تقدیر کیا کرتے
لگاتے ہم نہ اُسمین یار کی تصویر کیا کرتے
شب اول لحد مین نالہ شبگیر کیا کرتے

نہایت خاطرِ محبوب مین وقت پسندی ہے
ثبات اپنا کبھی سمجھے نہ ہم دنیاے فانی مین
اگر جاتے نہ اقلیمِ عدم کو کوچۂ قاتل سے
یہ زندان کیا تھا زندانِ بدن کو توڑ کر جاتا
دوئی کا کسطرح دھبا لگاتے تیرے دامن کو
فقط حیلہ تھا یہ بھی کوہکن کی جان لینے کا
نہایت تنگ تھا صحراے محشر جنکی آنکھون مین
چکورون کی طرح عشاق کو پروانہ کرنا تھا

قلم برداشتہ خطِ یار کو تحریر کیا کرتے
عمارت کیا بناتے قصر کی تعمیر کیا کرتے
مسافر تھم کے زیرِ سایۂ شمشیر کیا کرتے
بھلا ایسے دلِ وحشی کو ہم زنجیر کیا کرتے
مقابل ہم ترے رخسے تری تصویر کیا کرتے
نہین خسرو کے خادم لیکے جوے شیر کیا کرتے
وہ رہکر درمیانِ خانۂ زنجیر کیا کرتے
وہ پردے مین چھپا کر چاند سی تصویر کیا کرتے

ہمین خاکِ درِ شبّیر ہے اکسیر سے بہتر
پھر اے جبّار لیکر نسخۂ اکسیر کیا کرتے

طپان اپنے لہو مین کونسا آفت رسیدہ ہے
نہین ہے وجہ زردی عارضِ خورشید تابان پر
بچایا نا یا الٰہی اسکو جھونکون سے تو صرصر کے
نہین اے ماہ رو بیوجہ اُسپر اُنگلیان اُٹھتین
کھلے یارون یہ کیا مضمون ہمارے نسخۂ دل کا
جہنم ایک ادنیٰ ہے شرارہ میری آہون کا
خفا دل زیست سے ہستی مین ہے فرقت کے صدمون سے
تری فرقت مین دم دل نے میرے یہ ہوا باندھی
اِن آنکھون کو عبث ہے شوقِ تسخیرِ دلِ وحشی
سمایا یہ جنون کا رنگ دل مین تیرے وحشی کے
گلی مین سنکے نالے اپنے عاشق کے وہ ہنستے ہین

فلک پر غم مین جسکے ہر ستارہ آب دیدہ ہے
کسی کے عشق مین رنگ اُسکے چہرے کا پریدہ ہے
جو اس گلزارِ ہستی مین نہالِ نو دمیدہ ہے
ہلالِ عید تیرے زار کا قدِ خمیدہ ہے
کہ جوشِ سیلِ گریہ سے یہ کاغذ نم رسیدہ ہے
سمندر جسکو کہتے ہین مرا اشک چکیدہ ہے
غضب ہے میہمان سے صاحبِ خانہ کشیدہ ہے
کہ رنگِ آفتابِ صبحِ محشر تک پریدہ ہے
اسیرِ دام کیونکر ہو جو آہوے رمیدہ ہے
اُسے ہے چاک قباے گل گریبان دریدہ ہے
کہ یارب مبتلاے غم یہ کون آفت رسیدہ ہے

کوئی جانبر کبھی دستِ اجل سے ہو نہین سکتا — کہ ہی پابند دامِ مرگ کا جو آفریدہ ہی
برستے ابر کو دیکھا تو یہ سمجھا ترا وحشی — وطن کی یاد مین گریان کوئی غربت رسیدہ ہی
غمِ عشاق معشوقون کو بھی بیتاب رکھتا ہی — کہ شمعِ بزم گریان ہی قبائے گل دریدہ ہی

ملک کہتے ہین ای جبار لاشون پر شہیدون کے
یہ بندے خاص ہین ایک ایک انمین برگزیدہ ہی

قصرِ شیرین مین ہین پھر چرچے مبارکباد کے — کوہ پر چھاپے لگے خون سرِ فرہاد کے
رکھتے ہین کیا یہ بتِ ظالم چلن جلاد کے — آپ بھی پتھر ہی دل بھی کر لیے فولاد کے
گل ہین شاداب یارب گلشنِ ایجاد کے — ہمنوا بلبل ہین گل رخسارۂ صیاد کے
بلبلون مین شور ہین باہم مبارکباد کے — کیا بہار آئی پھرے دن گلشنِ ایجاد کے
پھر بہار آئی ہوئی پھر آمدِ فصلِ جنون — پھر نظر آتے ہین سامان نالہ و فریاد کے
پردہ لیے شاید کہ باہر وہ رخِ روشن ہوا — کھل گئے ہین بخت چشمِ کورِ مادرزاد کے
سنتے ہی نام اسیری قیدِ ہستی سے چھٹے — چھوٹنے پائے نہ چھالے کبھی دلِ صیاد کے
کامیابی جب ہوئی حاصل نہ مقتل مین مجھے — گر پڑا بیتاب ہو کر پانوں پہ جلاد کے
ہجر کی شب دیدۂ بیخواب یون رہتے ہین وا — در کھلے رہتے ہین جیسے خانۂ آباد کے
خم کے خم دم مین چڑھا لین ساغرِ مینا تو کیا — منتظر ہین ہم تو ای ساقی ترے ارشاد کے
پھر فلک پر کوہ سے آنے لگا ابرِ [illegible] — پھر نظر آنے لگے سامان چمن کی یاد کے
قصرِ خسرو سے نکل شیرین ذرا تکلیف کر — لالہ بھی بیستون پر پھول ہین فرہاد کے
ایک دروازہ لگا کر صاحبِ خانہ ہین ہم — واہ کیا سوغات بھیجی واسطے شداد کے

ذرۂ بے قدر کو خورشید سے ہمسر کیا
کیون نہ ہون جبار صدقے حضرتِ استاد کے

جوانی تک فقط لطفِ بہارِ زندگانی ہی — رہی پیری سو یہ گودڑ لباسِ نوجوانی ہی

ہوا کیا موسم پیری میں گر آتش زبانی ہے
کہ دل سوزانی برق حسرت عہد جوانی ہے

تری تصویر کا کھنچنا بہت دشوار جانی ہے
فروغ گر یک شب تاب شمع عقل ثانی ہے

ہمارا نامہ بر بھی واقف راز نہانی ہے
جو مضمون خط میں لکھا ہے وہ پیغام زبانی ہے

بشر جنت میں ہے جب تک نشاط زندگانی ہے
مثال حور پہلو میں عروس نوجوانی ہے

مسیحا بیکسی پر یہ ترے بیمار کی رو رو
کہ باانسون چشمہ خورشید میں اشکون کا پانی ہے

نہ خال رخ دکھاتے ہو نہ آب گوہر دندان
اسیر دام گیسو کو نہ دانہ ہے نہ پانی ہے

سرشک خون جو آلودہ آنکھون سے نکلتے ہیں
خم دل میں مگر دُرد شراب ارغوانی ہے

صبا سے جب نشان رہرو ملک عدم پوچھا
اڑا دی خاک تھوڑی سی کہ یہ اسکی نشانی ہے

تبسم سے نمک پاشی کرو زخم شہیدان پہ
اگر منظور تمکو اور کچھ ایذا رسانی ہے

ہماری خاک کا ساغر چلا اکدم نہ محفل میں
پس مردن بھی ای ساقی یہ زور ناتوانی ہے

رگڑ رگڑ ایڑیان اکھڑا مرے اس ستمگر کوچے میں
کرو رونے در دولت پہ اسکے خاک چھانی ہے

مدد مستون کی کر ساقی یہ وقت دستگیری ہے
لرزتے ہیں قدم لبریز جام زندگانی ہے

دکھا کر دونون ابرو دو گنہگارون سے کٹتے ہیں
کل ان دو بھچون کی باڑھ ہمکو آزمانی ہے

نہ بنا افسانے جنکو فرش گل پہ نیند آتی تھی
انھیں کے حال کی اب لب پہ یارون کے کہانی ہے

صراحی ہچکیاں ہر دم سر محفل جو لیتی ہے
یہ کس می نوش کو یاد شراب ارغوانی ہے

صدا تیشے سے آتی تھی سنبھل ای کوہکن دم لے
کہ شیرین کی محبت میں کسی دن جان جانی ہے

چلو جب تار رسیر منزل ملک عدم دیکھو
کہاں رہنے کے قابل منزل دنیائے فانی ہے

اس مسیحا سے جو فرقت ہوگی
روح بھی جسم سے رخصت ہوگی

کچھ نہ الفت میں اذیت ہوگی
درد دل ہونے سے راحت ہوگی

جب عیان آپ کی صورت ہوگی
مہر سے ذرے کو نفرت ہوگی

وہ جو محشر مین خرامان آئے
کیا قیامت مین قیامت ہوگی

باغ مین جائینگے بے یار جو ہم
بوے گل گرد کدورت ہوگی

یاد اُس گل کی جو آئی پس مرگ
کنج گلشن مری تربت ہوگی

تن مرا ہوگا ترا موے کمر
رفتہ رفتہ یہ نقاہت ہوگی

صبح وصل آئی جو نوبت کی صدا
اپنے مرجانے کی نوبت ہوگی

آب شمشیر کروگے جو سبیل
خضر کو موت کی حسرت ہوگی

سخت جانی سے جو ٹوٹی تلوار
مجکو قاتل سے ندامت ہوگی

ٹھنڈھی سانسین جو بھرونگا اے دل
شمع ٹھنڈھی شب فرقت ہوگی

جلوہ حسن دکھائینگے جو بت
ظاہر اللہ کی قدرت ہوگی

کوہکن سے یہی کہتی تھی قضا
سو رہو اب نہ اذیت ہوگی

داغ دل مہر صفت گر چمکا
روز محشر شب فرقت ہوگی

غم محشر سے نہ گھبرا جبار
تجھپہ اللہ کی رحمت ہوگی

پھنکے صور قیامت بھی تو ہو آواز بلبل کی
بندھی ہے ہمسری ایسی زندان مین ہو آواز زنجیر کے غل کی

اسے صحبت خوش آئی ہے نہین معلوم کس گل کی
طبیعت صحن گلشن مین نہین لگتی ہے بلبل کی

پریشانی بڑھائی آپ کے بالون نے سنبل کی
چمک کر رہے روشن نے زیادہ آتش گل کی

گلستان مین حنابندی ہوئی کس شاہد گل کی
کہ ہر سو بجتی ہین شہنائیان منقار بلبل کی

نہ پوچھو حال اکل و شرب بیمار محبت کا
پیا خون جگر اپنا غذائے غم تناول کی

دم آخر اک آہ سرد بھر کر مر گیا عاشق
ہواے مرگ کے جھونکون نے شمع زندگی گل کی

سلامت جان مجنون کوچ ہے دنیا سے لیلی کا
رہی بلبل سلامت باغ سے رخصت ہوئی گل کی

یہی تیغ ادا ہے شاہد گل ہے تو سن لینا
بہینگی ندیان صحن چمن مین خون بلبل کی

لگی دل کی بجھائی جان دے کر تیرے عاشق نے
فنا خود ہو گئے پروانے شمعِ زندگی گل کی

پس از دن ذرا تو آرزو ہے دل نکلجائے
چڑھا دے پھول ای بادِ صبا تربت پہ بلبل کی

عجب کیا وادیِ صبر و رضا طی ہم سے ہو جائے
چلے ہین ہم کمر مین باندھکر روٹی توکل کی

کبھی غیرون سے بھی ای ترک یہ غمزہ کیا ہوتا
ہمین پر آزمائی بارہا تھی تیغ تغافل کی

سمندر بھی جو حائل ہو نہین ہم سے وہ چھپ سکتا
کہ کب محتاج ہی چشمِ تصور کشتی و پل کی

ہمر پر سلطنت ہی بوریا ہے فقر آ بیٹھو
فقیرون سے لیا کرتے ہو تم شان و تجمل کی

جو پہونچا بیکدے تک بحر مین جی ڈوب جائیگا
دکھائینگی تلاطم مجکو موجین قلزمِ مل کی

خوش آتا ہی اُنھین کب خدا اللہ دنیا کی نعمت کا
ملی ہی جنکو لذت لقمۂ نانِ توکل کی

کہانتک صدمۂ درد و غمِ ہجران اُٹھائے دل
کہ اب سینے مین گنجایش نہین صبر و تحمل کی

جو گرتا کوچۂ سفاک مین جا کر مرا لاشہ
تو شاید راہ کچھ اُس سے نکل آتی توسّل کی

ہوا آسان ہمین چڑھنا اُترنا بامِ رفعت پر
لگائی نردبان جب سے ترقی و تنزل کی

وہ بیکش ہون گرا بدمست ہو کر در مسجد مین
صدا اے حضرتِ واعظ ہوئی آوازِ قلقل کی

مرقع کی طرف دیکھے اگر وہ غیرتِ عیسیٰ
تو غنچے بول اُٹھین آواز دے تصویرِ بلبل کی

اسیرانِ محبت غم سے ای جیدار کب چھوٹے
کڑی ہی اکثر اُٹھائی الفت زنجیرِ کاکل کی

نہ پایا کچھ پتا بھی مر مٹے بے خانمان کتنے
تلاشِ ماہِ کنعان مین ہوئے گم کاروان کتنے

[illegible] ہین پیرِ فلک نے نوجوان کتنے
نہالِ نو دمیدہ ہو گئے صرفِ خزان کتنے

مقیمِ گوشۂ تربت ہوئے پیر و جوان کتنے
گرے اس چاہ مین مانندِ یوسف کاروان کتنے

سنو تاکید اخفائے محبت ہی تو سُن لینا
سنینگے مُنھ کو کتنے کاٹ ڈالینگے زبان کتنے

شبِ مہتاب مین وہ مہ اگر بندِ قبا کھولے
جگر صد پارہ دل صد چاک مثلِ کتان کتنے

[illegible] خوابیدہ آسا خوابِ غفلت مین
بہ رنگِ بوئے گل پہنچے عدم کو کاروان کتنے

غم ابرو خیالِ زلف یادِ عارض روشن — ہین آئے خانۂ دل مین فرو کش میہمان کتنے
جب آیا عشق ہمبر طاقت و تاب و توان کھوئے — یہ وہ مہمان ہی جس ظالم نے مارے میزبان کتنے
جنون افزا صدائے خندۂ گل ہوگی ستون کو — اُتر جائینگے کپڑے تن سے ہوکر دھجیان کتنے
جو وہ محبوب کھولیگا کبھی زلف معنبر کو — بنینگے مشک نافے عاشقون کے مغز جان کتنے
سمجھکر گفتگو کرنا ہی لازم تجکو غیرون مین — کہ دشمن صف بصف ہین مثل دندان اندر زبان کتنے
ہوئی سیری نہ کچھ اب تک زمین کا پیٹ خالی ہی — دہانِ گور کے لقمہ ہوئے پیر و جوان کتنے
ہلا کر لب دکھاؤ اُنکو اعجاز مسیحائی — پڑے ہین جان بلب بے پیر تمھارے نیم جان کتنے
کیا کس قاتل عالم نے ساقی یاد مستون کو — برنگ شیشہ مے لے رہے ہین ہچکیان کتنے
وہ عاشق ہون کہ میرے داغہائے سینہ کہتے ہین — زمین پر پھول کتنے ہین نجوم آسمان کتنے
زرہ پوشون کو باندھا اوٹ کی چادر مین گردون نے — زمین مین رہگئے دب کر تہمتن پہلوان کتنے

تمنائے دل جرار بھی اب جلد ہو حاصل
بنائے کام بگڑے تمنے پادشاہ زمان کتنے

ہمارے خواب مین الفت سے کب جانانہ آتا ہی — اگر آتا بھی ہی تو صورت بیگانہ آتا ہی
نہین ہو جبکہ محفل مین ترا دیوانہ آتا ہی — تصدق جان کرنے شمع پر پروانہ آتا ہی
کمال شوق سے ہم راہ مین آنکھین بچھاتے ہین — اگر جھوٹون بھی کہتا ہی کوئی جانانہ آتا ہی
چمن مین کس گل نورستہ نے بند قبا کھولے — کہ ہر جھونکا نسیم صبح کا مستانہ آتا ہی
کرے ہمسے ادا کیا گو رسمین دل نوازی کی — عروس تازہ کو کب نازِ معشوقانہ آتا ہی
بچا کر جان اپنی کوچۂ قاتل سے کیا جائین — فقط ہمکو خیالِ ہمت مردانہ آتا ہی
اثر پیدا کیا ساقی کی یہ آتش مزاجی نے — اُبل جاتی ہی مے جب ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی
شجر سے گھر میں بیٹھے ہمیں یار کی بند و قاکے چھرّے — مقدر مین جو ہوتا ہی وہ اُڑکر دانہ آتا ہی
سمجھکر گلشن خانہ اپنا سینۂ خانۂ دل کو — خیالِ دوست جب آتا ہی بیباکانہ آتا ہی

طبیعت غیر ہو جاتی ہے ہفتاد و دو ملت سے
ہمین جسدم خیالِ صحبتِ رندانہ آتا ہے

کسی کو کسطرح پہچانے وہ دیوانہ وحشت مین
نظر سایہ بھی جسکو صورتِ بیگانہ آتا ہے

درِ جنت پہ پہونچا جب ترا دیوانہ عارض
فرشتون نے کہا ہٹ جاؤ صاحب خانہ آتا ہے

ہوا سینے سے دل غائب ہمارا کنجِ عزلت مین
لگائین کسکو چوری یان کوئی جاتا نہ آتا ہے

نہین معلوم کس مے نوش کو بدمست دیکھا ہے
کہ بزمِ عیش مین ہنستا ہوا پیمانہ آتا ہے

لرزتے ہین قدم چلنے مین متوالون کی صورت سے
اگر ساقی کو لنگرِ نرگسِ مستانہ آتا ہے

مصیبت کا فلک گرتا ہے جانِ زارِ بلبل پر
خزان مین فصلِ گل کا یاد جب افسانہ آتا ہے

مرے یوسف کی ایسی اندنون ہے گرم بازاری
خریداری کو ماہِ مصر مشتاقانہ آتا ہے

درِ دولت پہ دیکھیگا جگہ جتدار کو مولا
کہ شوقِ آستان بوسی مین بیتابانہ آتا ہے

بوسہ لیا جو لب کا گنہگار ہم ہوئے
بیوجہ جھڑکیون کے سزاوار ہم ہوئے

نقطہ کہین بنے کہین پرکار ہم ہوئے
ثابت کہین رہے کہین سیار ہم ہوئے

اُس حور وش کے دل سے طلبگار ہم ہوئے
کس جنسِ بے بہا کے خریدار ہم ہوئے

تربت مین ہڈیون سے بھی آتی ہے یہ صدا
ابتک نہ لقمہ سگِ دلدار ہم ہوئے

وہ فاتحہ بھی پڑھ کے لحد پر چلے گئے
غفلت کا ہو برا کہ نہ بیدار ہم ہوئے

زاہد کو کب ملال ہوا اپنی ذات سے
کسدن غبارِ خاطرِ خمار ہم ہوئے

پھر آبِ تیغ ہے وہی جلاد ہے وہی
بحرِ فنا مین گر کے اگر پار ہم ہوئے

یکسان رہے جوانی و پیری مین تا مرگ
سوئے نہ شب کو صبح نہ بیدار ہم ہوئے

شہرت جنون سے اپنے ہوئی حسنِ یار کی
اُس شعلہ رو کی گرمیِ بازار ہم ہوئے

وہ ترک سنگدل جو ہوا موردِ کنشت
آواز دی بتون نے کہ مسمار ہم ہوئے

گیسو پہ خواہ مصحفِ رخ پر نظر رہی
ہندو کبھی ہوئے کبھی دیندار ہم ہوئے

اگلی نہ غفلتین ہین نہ راتین شباب کی | پیری کی صبح آتے ہی بیدار ہم ہوے

سر اپنا ہم بھی کرتے فدا سے سر حسین
افسوس کربلا مین نہ حیدر ہم ہوے

بگولا بنکے اُڑتا ہی کبھی پامال باران ہی
غبار اپنا ابھی تک دشت مین افتان و خیزان ہی

وہان آئینہ ہی آرایش زلف پریشان ہی
یہان وحشت مین زنجیر قدم چاک گریبان ہی

نہین معلوم کسکی بوے زلف عنبر افشان ہی
گریبان قبائے گل جو ہر صحرا کا دامان ہی

جنون کیونکر نہ لیلی طینتون کو وجد مین لائے
صدائے نالۂ زنجیر آواز حدی خوان ہی

لہو میرا عبث تلوار سے دھوتا ہی اے قاتل
یہ وہ خون ہی کہ جسسے ابرو تیغ بُران ہی

بھلا دنیا مین یاران موافق کسکو ملتے ہین
کہ ساغر انجمن مین گریہ مینا پہ خندان ہی

جو ارباب صفا ہین وضع کے پابند رہتے ہین
کہ خانۂ آئینے کا آئنے کے حق مین زندان ہی

گلا کسِ بے گنہ کا آج وقف تیغ قاتل ہی
طپان ہی برق جسکی بیکسی پر رعد نالان ہی

بڑے نادان ہین جو بھولے ہوے بیٹھے ہین عقبیٰ کو
جہان غفلت سرا ہی عیش اک خواب پریشان ہی

کیے محبس مین تنگ نالے ترے گیسو کے وحشی نے
کہ دیوارون مین در روزن مین چھلنی سقف زندان ہی

دم آخر مرے بالین پہ رو کر یار کہتا ہی
مبارک ہو سفر تجکو خدا تیرا نگہبان ہی

مسیحا سے بھلا کیونکر علاج درد فرقت ہو
طبیب اس درد کا قاتل ہی آب تیغ درمان ہی

عروس معنی رنگین کا جلوہ کسطرح دیکھون
کہ اس حجلہ نشین کا منھ ابھی گھونگھٹ مین پنہان ہی

غرور اتنا نہین لازم تمھین حسن دو روزہ پر
کہ مہمان چار ہی دن باغ مین فصل بہاران ہی

دکھاتے شعبدے یہ تو نے جانبازون کو اے گردون
کہ روباہون کا بازیگاہ شیرون کا نیستان ہی

نہین ہین لالہ و گل بے سبب گلزار مین پیدا
کوئی گلفام شاید خاک کے پردے مین پنہان ہی

شہید ناز ہین حیدر اہم آہو نگاہون کے
غبار قبر اپنا سرمۂ چشم غزالان ہی

بیان گشتے جفائین کر سکینگے حبیب نہ قاتل کی
زبان تیغ کہدیگی حقیقت حق و باطل کی

نظر آتی ہی جب سے شکل اُس لیلی شمائل کی
خبر دل کو ہماری ہی نہ ہمکو ہی خبر دل کی

قدم شوق شہادت مین نہین بڑھتا ہی عاشق کا
طلنا ہین کھینچ دے یارب مین کوسے قاتل کی

گئے بےجرم اُمنے قتل اُس قاتل نے مقتل مین
کہ بحر خون مین تیرین مچھلیان باز مرے قاتل کی

لحد مین ہر ملک فنا اللّٰہ کو پہونچینگے
مسافت اک نہ اکدن قطع ہو جائیگی منزل کی

وہ مکین ہین کہ سر پٹکیگی حسرت میری تربت پر
لحد پر مدتون رویا کریگی آرزو دل کی

سنایا آئینے نے آپ کا دعوائے یکتائی
سر محفل دکھادی آپ کو صورت مقابل کی

رگ جان تک جو پہونچکر خنجر قاتل نے منہ موڑا
ہزار افسوس کیا تقدیر بگڑی بنکے بسمل کی

ارادہ شرط ہی کیون راہ ہم منزل مین ہو لینگے
سراغ کاروان اُٹھ اُٹھکے دیگی گرد منزل کی

نثار پاے قاتل سر کو کرنا ہی بہت مشکل
مہم عشق سر کیا جسنے طے یہ سخت منزل کی

نکالین آرزوئین کیا کہ اپنا اسمین نقصان ہی
بسی بستی اُجاڑین کسلیے ہم کشور دل کی

دم بسمل اُسنے وار ایسے لگائے تیز دستی سے
کہ گھبرائی اجل مقتل مین چالاکی سے قاتل کی

سوائے سوز کیا حاصل ہی عشق شعلہ رویان مین
جلا دیتی ہی پروانون کو گرمی شمع محفل کی

دل معشوق ہلجائے نہ کیون عاشق کی باتون سے
گریبان پھاڑتی ہی گل کا بیتابی عنادل کی

کوئی کرتے ہین عالی ظرف رنجش خشک مغزون سے
مکدر ہو نہ دریا خاک اُڑے ہر چند ساحل کی

دہان زخم سلوانے سے زخمی کا یہ مطلب ہی
کہ قاتل سے کہین کہدین یہ اچھی بُری دل کی

نقاب اُٹھی شعلہ وا اُٹھی جو تیرے روے روشن سے
سحر تک شام سے کیا کیا جلی ہی شمع محفل کی

سفر مین یاد آجاتے ہین یاران وطن مجھکو
صدا جب گوش زد ہوتی ہی گلشن مین عنادل کی

لگا دو ہاتھ کوئی اور کیون تیوری چڑھاتے ہو
توجہ بیکسی پر چاہیے ایک ایک بسمل کی

ہماری لاش کو کون اُسکے کوچے سے اُٹھائیگا
یقین سمجھو کہ بن آئی سگان کوئے قاتل کی

علی سا پیشوا جبار جب ہی دستگیری کو

تو روز حشر ہی ہمکو توقع حل مشکل کی

دل وحشی ہمارا مائل چشم ستمگر ہی — الٰہی خیر کرنا صحبت باز و کبوتر ہی
ترے قامت کے دیوانے کا اس صحرا مین بستر ہی — کہ ہر ذرہ جہان کا روکش خورشید محشر ہی
ہوا آتا جو غسر وہ ہی نہ ذوق چتر سنجر ہی — جنون مین سایۂ نخل مغیلان سب سے بہتر ہی
زمین گوشۂ عزلت صفا سے ہی وہ آئینہ — کہ ہر ذرہ جہان کا کوکب بخت سکندر ہی
بجا ہی فخر ہو جاؤن جو مین صبح شب وصلت — موذن مجکو قاتل ہی چھری اللہ اکبر ہی
خدا ہی یار تک پہونچائے ای دل خط شوق اپنا — کہ قاصد راہ گم کردہ تباہی مین کبوتر ہی
نمونہ ہی ہمارا رنگ فق صبح قیامت کا — جو آہ گرم لب پر ہی سموم روز محشر ہی
اگر روؤن تو طوفان نوح کا عالم کو دکھلاؤن — کرون جب ضبط گریہ بند کوزے مین سمندر ہی
بھلا محفل مین میری آئیگی کیونکر چار آنکھین ہون — کہ پردہ چشم شرم آلودہ پر سد سکندر ہی
کرے مسجد مین وصف دختر رز کسطرح واعظ — مذاق مے سے کیا واقف جو میخانے سے باہر ہی
لگائے ہمکو چھاتی سے کہ سر تن سے جدا کر دے — مزاج یار مین جو کچھ کہ آجائے وہ بہتر ہی
وہان رنگ اُڑ رہا ہی جشن وہ کرتے ہین ہولی کا — گریبان یہان سرشک خون سے گلدامن سراسر ہی
عزیز خلق ہونا ہی تو کلفت دور کر دل کی — کہان محفل کے لائق ہی جو آئینہ مکدر ہی
ترے محرور کو سوز جگر سے خاک فرصت ہی — کہ ہر داغ جنون مین گرمیِ خورشید محشر ہی
غریبون کے مکانون مین کیونکر ہو کا عالم ہو — چراغ چشم غولان شمع ایوان سکندر ہی
اذیت ہی اذیت ہی سسکتا ہون تڑپتا ہون — فراق یار مین جینے سے موت آ گئی تو بہتر ہی

کیا جرار ایسا درد دل نے رنگ سپید اپنا
سواد شام تنہائی بیاض صبح محشر ہی

ید بیضا نہ ہی باغ محبت کا ثمر سے پھل ہی
ادائین ہین غضب کی قہر کی چلنے مین چھل بل ہی

نہال طور نخل عشق کی ادنٰی سی کونپل ہی
جوانی نام ہی جسکا عجب معشوق چنچل ہی

گلوے طائر دل مین ہر سر تار نفس پھندا
پریشان آج کس صیاد کی زلف مسلسل ہے

جنون نے مجکو وہ صحراے وحشت خیز دکھلایا
کہ یا ذات خدا یا مین ہون یا سنسان جنگل ہے

کہو اہل فنا سے ساتھ لین میرا دل سوزان
رہ ملک عدم تاریک ہے درکار مشعل ہے

حباب بحر دونون ایک ہی دریا سے مشتق ہین
جو مجکو تمکو دو سمجھے وہ نادان ہے وہ احول ہے

کمر کا وصف کیا کیجے دہن کی مدح کیونکر ہو
کہ یہ رشتہ بہت باریک ہے عقدہ وہ لاحل ہے

جلا کرتا ہے بے آتش ضیا رکھتا ہے بے روغن
دل سوزان نہین معلوم کس گل رو کی مشعل ہے

مبارک ہو امیری انکو جو دولت کے خواہان ہین
گدا ہین ہم دوشالے سے بھی بھاری اپنا کمل ہے

گھٹائین روتی ہین اٹھ اٹھکے اکثر کوہسارون سے
بیابان مین مگر یا رب کسی بیکس کا مقتل ہے

شگفتہ کرتے ہین دل زرد گل کیا کیا ہیولون کے
بہار جوش وحشت ہے مجھے جنگل مین منگل ہے

ہوا جرار تیرے ہجر مین مشتاق مرگ ایسا
کبھی خواہان قاتل ہے کبھی جویاے مقتل ہے

یہ کسکے رعب سے میدان محشر صحن مقتل ہے
کہ بسمل لوٹتے ہین جابجا حورون مین ہلچل ہے

یہ کیسی منصفی اے چرخ کی فرہاد و شیرین کی
کہ خون آلودہ یان سر ہے وہان تلوے پہ صندل ہے

خدا کے واسطے ساقی پیالہ جام بھر کر دے
ہواے سرد ہے چھایا ہوا گھنگھور بادل ہے

پہونچ جاتے ہین بند آنکھین کیے منزل پہ بے رہبر
عدم کی کیا سڑک ہے صاف کیچڑ ہے نہ دلدل ہے

نہ ہمسے کچھ بھی فکر وصلت جانان مین بن آئی
بہت تدبیر کی لیکن ابھی تک ور نہ اول ہے

ترے جانباز مقتل مین نہین پھولے سماتے ہین
ثمر باغ شہادت کا انھین تلوار کا پھل ہے

پسند آتی ہے مجکو سادگی اس ماہ طلعت کی
نہ منظور نظر سرمہ نہ مسی ہے نہ کاجل ہے

دہن ہے منحجب تنگی سے دل پوشیدہ ہے اپنا
کھلے حال اسکا کیا جس گھر کا دروازہ مقفل ہے

گدا نا منصفی سے چاہیے اتنا نہ اے لیلی
شتربان ہو کے ناقے پہ مجنون ساتھ پیدل ہے

بہت ہی قدر ہوتی ہے بشر کی بعد مرنے کے
جنازہ دوش عاشق کا ہے معشوق پیدل ہے

ہمارے خون دل کا کیا پیا آب بقا اسنے
خضر کی عمر سے فرقت کی ہر ساعت مطول ہے

رہے جبار عشق حیدر کرار سینے مین
تلاش مال بیجا ہی ہوس دنیا کی مہمل ہے

گھٹا اُمڈی ہوئی ساون کی زلف یار کو سمجھے
رگ ابر سیہ گیسو کے اک اک تار کو سمجھے

سبیل حوض کوثر آب تیغ یار کو سمجھے
رہ فردوس کا جادہ ہم اُس تلوار کو سمجھے

خدا یاد آگیا جب بام پر دیکھا تجھے ای بت
تجلی طور کی ہم لمعۂ رخسار کو سمجھے

نگہ بے یار کی پھولون پہ کسدن جا کے گلشن مین
ہمیشہ آتش نمرود ہم گلزار کو سمجھے

گل داغ جنون ایسے بہاران مین کھلے تن پر
قبا پھولون کی عاشق اپنے جسم زار کو سمجھے

تو وہ بت ہی اگر صورت دکھا دے اپنی پردے سے
رگ جان ہر برہمن رشتۂ زنار کو سمجھے

وفور نشہ مین مستون کو طاعت کا جو دھیان آیا
جگہ سجدے کی خشت خانۂ خمار کو سمجھے

اثر اُسپر کرے کسطرح افسون ساز دنیا
جو گاو سامری اس عالم غدار کو سمجھے

کہین بہتر ہی ای دل بت پرستی خود پرستی سے
برابر ان بتون مین ہم بت پندار کو سمجھے

تری فرقت مین راتون کو اُٹھی یہ نیند آنکھون سے
یہ عنقا نگاہ دیدۂ بیدار کو سمجھے

خزان آئی ہوئی رخصت بہار خوبی عارض
وہ خود بھی خوب مضمون خط رخسار کو سمجھے

چلے کیا راہ بتلانے پہ وہ شیخ و برہمن کے
جو دام زر رہ تار سبحہ و زنار کو سمجھے

لگائی آگ جنگل مین جلایا کوہسارون کو
شرارہ برق کا ہم آہ آتش بار کو سمجھے

لگائے کیسے کیسے قہقہے پھولون نے گلشن مین
تماشا یار کے دیوانہ رخسار کو سمجھے

ہزارون آفتین طی کر کے پہونچے کوے جانان تک
نہ جھپکی آنکھ خنجر سے نہ کچھ تلوار کو سمجھے

جنان سے آئین حورین خلد سے رضوان چلا لینے
غلام پنجتن جسوقت سب جبار کو سمجھے

ہوائے عشق زلف یار پھر سر مین سمائی ہے
یہ لیلیٰ دود عنبر بنکے اس محمل مین آئی ہے

تجلی کسکی پیراہن مین لیلی کے سمائی ہے
تری تیغ ہلالی میرے سخون مین جب نہائی ہے
غذاؤ مصطفیٰ کا عشق سنکر لوٹتے ہین ہم
کفن مین منہ چھپا کر آرزو ہے مجکو سونے کی
عدم سے کب تمنا تھی مجھے دنیا مین آنے کی
سُلائیگی قضا گہوارۂ مرقد مین لیجا کر
ہزارون دل لپٹے جاتے ہین لاکھون ہاتھ ملتے ہین
نہین ہین بے وساطت کوچۂ قاتل مین آیا ہون
ہوا ہے مشک نافہ مغز جان بلبل شیدا
گلون کو قہقہے نالے مبارک عندلیبون کو
گلا عاشق کا اپنے کاٹ کر وہ عید کرتے ہین
تبسم کر رہا ہے ہر دہان زخم بسمل کا
کوئی رد کرسکے کیونکر ترا دعواے یکتائی
سمجھکر چاک دست مرگ کر پیراہن ہستی
لپٹ کر ہول کی شب وہ پری رو مجسے کہتا ہے
نہین برق تبسم اُس پری کے بکھرے بالون مین
سوال بوسہ پر مجسے بگڑ کر یار کہتا ہے
پھنسا ہے مرغ دل بیطرح اُسکے دام الفت مین
فرشتے قبر مین آکر کہینگے عشق بازون سے

حواس قیس گم ہین عقل و حیرت مین لڑائی ہے
شفق مین ماہ نو نے شرم سے صورت چھپائی ہے
شب معراج کی خلوت بہت دل کو خوش آئی ہے
طبیعت ایسی اک پردہ نشین پر پری آئی ہے
ہواے غسل کافور و کفن یان کھینچ لائی ہے
پئے تیمار یہ دایہ مرے بالین پہ آئی ہے
حناے دست نازک کیا تمھاری رنگ لائی ہے
تمناے شہادت آرزوے ذبح لائی ہے
شمیم زلف کسکی گل کے جامے مین سمائی ہے
صبا پھر آمد گل کی خبر گلشن مین لائی ہے
صدا حلق بریدہ کی انہین نغمہ سرائی ہے
عجب آب دم شمشیر کی لذت اُٹھائی ہے
پیمبر شاہد عادل گواہ اس پر خدائی ہے
یہ وہ جامہ ہے جسمین رنگ و بوے آشنائی ہے
مزے لوٹو کہ یہ دولت تمھارے ہاتھ آئی ہے
تجلی طور کی ہے اور گھٹا گھنگھور چھائی ہے
عبث بیہودہ بکتا ہے اجل کیا تیری آئی ہے
نہ ظالم ذبح کرتا ہے نہ امید رہائی ہے
کہو اب چین دنیا مین اگر ایذا اُٹھائی ہے

بہت بیچین ہے جبار کی جان حزین تنہا
مدد کو یا علی آؤ دم مشکل کشائی ہے

بزم نشاط ہجر نے کسکے تباہ کی
باجون سے آرہی ہے صدا آہ آہ کی

سینے پہ ہاتھ مار کے عیسیٰ نے آہ کی
روئے مریض عشق پہ جب دم نگاہ کی

ہو کر خجل گناہ سے ہمنے وہ آہ کی
گرمی سے جسکی جل گئی گٹھری گناہ کی

جھونکے ہوئے ظلم کے چلتے ہین بےطرح
برباد خاک ہو نہ کسی بے گناہ کی

مجھ تیرہ روزگار کا اُٹھا جو دودِ آہ
چادر ہوا پہ تن گئی ابرِ سیاہ کی

دشت جنون مین صورت انسان کا ذکر کیا
معدوم شکل ہو گئی مردم گیاہ کی

یاد آگئے ترے مسی مالیدہ مجکو ہونٹھ
دیکھی جو شکل لکّۂ ابر سیاہ کی

دولت کی عاقبت طرفِ فقر ہے رجوع
تکیہ فقیر کا ہے لحد بادشاہ کی

کیونکہ ہلائے ہونٹھ کوئی اُسکے سامنے
گُدّی سے کھینچ لے جو زبان دادخواہ کی

آخر فقیر جارہے ہین اُسکا ہوا گذر
کیا پرورش گدا پہ ہوئی بادشاہ کی

فوجین وہ اب کہان ہین کہان نوبت و نشان
غولون کا ہے مقام لحد بادشاہ کی

مردہ اُٹھائیو نہ مرا کوئے یار سے
دل کو پسند ہے یہ زمین خوابگاہ کی

منظور کیون نہ عاشقون کی اُنکو قدر ہو
سب بادشاہ کرتے ہین خاطر سپاہ کی

شمشاد و فاختہ مین ہوئی کچھ تو رسم و راہ
نہرون سے آتی ہے جو صدا قاہ قاہ کی

زہرہ گئی فلک پہ ہوئے خود بلا مین قید
دنیا مین آکے خوب فرشتون نے چاہ کی

جرّار کیا وسیلۂ بخشش بلا تمھین
جنت نصیب ہوگی محبت مین شاہ کی

گھر سے جب کھول کے وہ بند قبا کے نکلے
جو صلے دیدۂ مشتاق لقا کے نکلے

جلد حورون نے درِ باغ جنان کھول دیے
دم جو مقتل مین تمھارے شہدا کے نکلے

سرگذشت اپنی ہوئی وجہ غم اہل جنون
جائے مو سر سے جو کانٹے کفِ پا کے نکلے

آئی عاشق کے تن زار مین جان تازہ
دہنِ یار سے کلمے جو وفا کے نکلے

لاش عاشق کبھی لٹکائی کبھی کی تشہیر
تجھسے انداز نئے جور و جفا کے نکلے

پردۂ لفظ مین معنی نے چھپایا مُنھہ کو
ہمسے مضمون جو بی شرم و حیا کے نکلے

دشت مین رعب سے شیرون کا ہوا زہرہ آب
نعرے سینے سے جو تیرے فقرا کے نکلے

جور پر جور ستم پر یہ ستم تو نے کیے
مردے کوچے سے ترے اہل فنا کے نکلے

رو یا وہ ترک بھی کچھ جی مین سمجھکر اپنے
اُسکے کوچے سے جو لاشے شہدا کے نکلے

ذرے افشان کے ہین ابرو پہ غضب او قاتل
خوب جوہر تری شمشیر ادا کے نکلے

دامن دشت کفن ہو گیا کا ... غبار
دم جو غربت مین تمھارے غربا کے نکلے

غور سے اہل شجاعت کو جو دیکھا جرار
بندۂ خاص وہی شیر خدا کے نکلے

گر پڑا راہ مین جب اپنی گران باری سے
وحشت دل نے اُٹھایا بڑی دشواری سے

ایک سا عشق مین ہی شاہ و گدا کا رتبہ
زور سے کام نکلتا ہی نہ یان زاری سے

سبزۂ خط کو جو دیکھا ہوئی تسکین ہمکو
بھر گیا زخم جگر مرہم زنگاری سے

کیون نہ داغون سے فزون ہو دل عاشق کی بہا
قدر ایوان کی بڑہی ہوتی ہی گلکاری سے

بار عصیان نے دبایا یہ مجھے زیر فلک
کانپ اُٹھی گا و زمین میری گرانباری سے

بعد مرنے کے مرے عشق نے شہرت پکڑی
ثمر اس نخل مین آیا بڑی دشواری سے

ہون معالج اگر عیسی بھی تو کیا ہوتا ہی
جان بچتی ہی کوئی عشق کی بیماری سے

زیر پا دیکھ کے نہ ٹوٹے کوئی کانٹا مجنون
رکھہ قدم وادیِ وحشت مین خبرداری سے

رات بھر وصل مین دیکھا رخ جانان جرار
خواب آیا نہ مجھے بخت کی بیداری سے

بہت ہی دور کیا پہونچے کوئی کوچے مین تر کے
سر یہ پانون قاصد کے تھکے باز و کبوتر کے

ہولے عشق سے عاشق ترے سر بسر ہون کیونکر
نہالان چمن پژمردہ ہین جھونکون سے صرصر کے

دل جاہل میں کیونکر جلوۂ اللہ پیدا ہو
نہیں بیضہ ہما کا آشیانہ میں کبوتر کے

موذن گر اذان دے وصل کی شب صبح سے پہلے
چھری ہی بجاتیں نعرے خلق پر اللہ اکبر کے

ہوا یاروں پہ ظاہر حال جب تیری نزاکت کا
سحر کو جب اٹھائے پھول مشاطہ نے بستر کے

جلے گر آتش الفت سے دل اکسیر اعظم ہو
ہیں سرگرداں ہوس گر کیوں گدا احمر کے

زباں کو تر کریں شکوے سے کیا قاتل کے مقتل میں
بڑے ہیں جو جلے لب تشنگاں آب خنجر کے

ہزاروں زندگی میں باغ جو تقسیم کرتے تھے
تہ خاک آج وہ محتاج ہیں پھولوں کی چادر کے

قیامت میں ہوا گر آتش دل اپنی باندھے گی
دھوئیں اڑ جائینگے دم میں بیاض صبح محشر کے

محیط عشق میں کسکا بھلا لگتا ہے جھل بیڑا
کہ ساحل دو ہی تھک جاتے ہیں بازو شناور کے

تمھارا ہجر ای جاناں عجب صدمے دکھائیگا
نکل جائیگا دل پہلو سے جب تم پاس سے سرکے

جو مست نرگس ساقی ہیں کب بیدار ہوتے ہیں
کوئی یہ جاگنے والے ہیں ہنگامے سے محشر کے

پہن کر آج وہ خلخال سوئے بزم جاتے ہیں
الٰہی خیر ہو ساماں نظر آتے ہیں محشر کے

بھلا میں گوشۂ عزلت کو کیونکر چھوڑ کر جاؤں
جو قانع ہیں ہمیشہ آشنا ہیں اپنے بستر کے

دہان زخم سے کیونکر صفت نکلے نہ قاتل کی
مزے دیتے ہیں دل کو کیسے کیسے زخم خنجر کے

قضا آتی ہے ہر انسان کی وقت معین پر
مقاموں پر ٹھکانے ہیں بندھے کشتی کے لنگر کے

ذرا تو بھی تو بالیں پر مسیحا اب توجہ کر
بسر کرتے ہیں تیرے ہجر میں ہم زیست مر مر کے

جو عقبیٰ میں کوئی پوچھیگا ای جبار کہدینگے
خدا کے بندے ہیں امت نبی کی دوست حیدر کے

دم گریہ اگر داماں عاشق چشم سے سرکے
کنارے مشرق و مغرب ہوں بحر دیدۂ تر کے

تمنا ہے پڑیں سینے پہ اپنے سیکڑوں اخگر کے
دہان زخم بوسے لیں لب شمشیر و خنجر کے

رخ روشن سے فانوس حجاب اک دن اگر سرکے
مہ و خورشید پروانے ہوں شمع رخ سے انور کے

رہا تا زیست مجکو عشق اک شمشاد قامت کا
مری تربت کو بھی درکار ہیں تختے صنوبر کے

سلاطیں کا خزانہ اور تجانہ برابر ہے
وہاں قطرے ہیں پتھر کے یہاں [illegible] پتھر کے

تمھین تو دیکھکر عالم کے تب بھی ہوش اڑتے تھے
دکھایا عالم ستی مین بھی عالم قیامت کا
بھر لگا پیٹ گیا دعوت سگ جانان کی کیا کہیے
عجب قاتل ہے طفل جان بسمل مہد راحت مین
ابھی تو جان پڑ جائے لحد مین مست اٹھ بیٹھین

اڑا یا کرتے تھے جب پر لڑکپن مین کبوتر کے
تری آنکھون کے ڈورے تار ہین دامان محشر کے
سو ٹیون سے بھی پتلے استخوان ہین جسم لاغر کے
مزہ دیتے ہین رگڑے کیا گلے کو تیرے خنجر کے
جو ساقی آ کے چھینٹے دے شراب روح پرور کے

شہید کربلا کو جو کوئی جرار روئیگا
کئی جام آئینگے حصے مین اسکے آب کوثر کے

بیٹھے ہین آپ غصے مین جب سے بھرے ہوے
شاید کہ گر کے شیشہ کوئی چور ہو گیا
آئی بہار صحن چمن مین ہزار شکر
جو ہے نہین کیا جو کسی جان نثار کو
غیرون نے اسکو میری طرف سے بھرا ہے کیا
پوچھو نہ حال دشت نوردان عشق کا
جیسے گیا وہ صید فگن سوے مرغزار
دل اسطرح پھنسے ہین ترے دام زلف مین
لازم ہے اسطرف بھی کسی دن نگاہ لطف
خوش ہو گئے جو دیکھی گھٹا زلف یار کی
یون ہے مجسے انجمن مین ان آنکھون کو ہے حجاب
تیغ ادا جو کھینچکے آئے وہ روبرو
کیونکر بھلا نہ بو قلمون ہو مرا کلام
کیونکر نہ اپنے دل کو کھون گنج گہر

حاضر تو جان نثار ہین لیکن ڈرے ہوے
اشکون سے جام چشم ہین میکش بھرے ہوے
مدت کے بعد داغ جنون پھر ہرے ہوے
آئے ہو کسکے خون سے خنجر بھرے ہوے
آنا ہے تیغ دوش پہ قاتل دھرے ہوے
گذرا زمانہ ہو گئی مدت مرے ہوے
روبہ صفت ہین شیر نیستان ڈرے ہوے
جسطرح وحشیون سے ہون جنگل بھرے ہوے
ہم ہین سر سجود زمین پر دھرے ہوے
کھاکر ہواے موسم باران ہرے ہوے
خوف عسس سے دزد ہون جیسے ڈرے ہوے
بر ہم ہجوم صف کے کتنے پرے ہوے
لاکھون ہین سنگ شیشہ دل مین بھرے ہوے
ہین اسمین سیکڑون مضمون بھرے ہوے

جبرار کی مدد ہو قیامت مین یا علیؑ
آئے یہ بار جرم جو سر پر دھرے ہوے

محبت اُسکی جو میرے دل خراب مین ہی
دل اہل بزم کا کیون ایسے اضطراب مین ہی
جو روشنی کہ ترے روے بے نقاب مین ہی
طبق زمین کے جو ہین آج کل تزلزل مین
نہ تم یہ زور نہ دل ہی ہی اختیار اُسکا
حجاب سے وہ زبان تک مری نہین آتی
خدا گواہ وہ ہی منکر کلام خدا
شتاب پردے سے دکھلائیے رُخ روشن
گذر گئے ہین بہت ایسے مجھپہ ہنگامے
یہ پارسا ہو اس خشک و تر مین کیون مخلوق

عجیب طرح کی کیفیت اس شراب مین ہی
جمال یار ابھی پردۂ حجاب مین ہی
ضیا نہ ماہ مین ایسی نہ آفتاب مین ہی
یہ کسکی لاش تہِ خاک اضطراب مین ہی
گناہگار تمھارا بڑے عذاب مین ہی
جو آرزو کہ دلِ خانمان خراب مین ہی
ذرا بھی شک جسے فرمودۂ جناب مین ہی
کمال دیدۂ مشتاق اضطراب مین ہی
حساب روز قیامت کا کس حساب مین ہی
مزہ شراب مین ہی ذائقہ کباب مین ہی

یقین ہی منھ کو نہ پھیرین وہ مجسے ای جبرار
کہ دخل مجکو بھی تسخیر آفتاب مین ہی

متفرقات

پیری مین موت کا نہین لازم بشر کو غم
تمسے کسی طرح کا نہین ہمکو انحراف
لیلی کا ناقہ لیکے چلا ہی جو سوے دشت
کرتے تھے جمع دولت دنیا کو جو حریص
آنے لگی جرس سے جو آواز دل خراش

جو نخل خشک ہی اُسے دہشت خزان سے کیا
فرماتے ہین حضور یہ اپنی زبان سے کیا
مجنون نے ساز کر لیا ہی ساربان سے کیا
ساتھ اپنے لیگئے کہو مال جہان سے کیا
یوسف جدا ہوا ہی کوئی کاروان سے کیا

منعم سمجھ کے کیجیو تعمیر قصر کی
واقف نہین عمارت نوشیروان سے کیا

ایضاً

سلامی پہلے جو میری زبان ہی مین ہین کھلے
خدا کے حکم سے تعریف پنجتن مین کھلے

ایضاً

اُتارا سر کیا ہمکو سبکدوش
بڑا احسان ہی ہمپر تیغ زن کا

نشان باقی رہے وحشت کا مرکر
گریبان چاک کر دینا کفن کا

جلا جاتا ہی دل سینے مین اپنا
یہ پروانہ ہی کس شمع لگن کا

ایضاً

ہمارے گھر نہ آتے ہین نہ وہ ہمکو بلاتے ہین
لیا دل پہلے کس سے اب آنکھین چُراتے ہین

ایضاً

کس سے چہرہ ترا ای ماہ لقا ملتا ہی
ماہ و خورشید سے نقش کف پا ملتا ہی

کون لیجائے خطِ شوق مرا اُس گل تک
نہ کبوتر نہ مجھے پیک صبا ملتا ہی

گردشِ چرخ سے سب خاک کے پیوند ہوئے
اب نہ مظلوم نہ ظالم کا پتا ملتا ہی

ایضاً

کسکو پروا ہی نہو اپنی شب فرقت تمام
صبح سے پہلے یہان ہی زیست کی مدت تمام

گھیرے رہتے ہین درِ دولت کو مشتاقِ لقا
لُوٹے لیتے ہین تمھارے حسن کی دولت تمام

تھے جوانی تک سر درد طاقت و آرام و ہوش
صبح پیری آئی سبکی ہو گئی صحبت تمام

خط نکلنے دو نہ پوچھیگا کوئی صاحب کی بات
حُسن کی کھل جائیگی اکروز فوقیت تمام

ایضاً

بیانِ درد فرقت ہم نحیف و زار کیا کرتے
بجز شکر خدا ای یار ای جبّار کیا کرتے

وہان تو شام سے وہ صبح تک آرام کرتے ہین
ایضاً
یہان صدمے جدائی کے ہمارا کام کرتے ہین

اسے لیلی کی صورت اُسکو شیرین کی ادا بھائی | ایضاً | ہوا مجنون کو سودا کو ہکن کے سر بلا آئی

ایضاً

ہزارون گالیان دیتے ہین وہ جس دم بگڑتے ہین — مگر مین یہ سمجھتا ہون کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین
پس مرون بھی بدنامی محبت کی نہین جاتی — ابھی تک قیس و لیلی کے گڑے مردے اُکھڑتے ہین
نہ پوچھو حال دور چرخ مین بننے بگڑنے کا — ہزارون بستیان بستی ہین لاکھون شہر اُجڑتے ہین
بنی صرصر کا جھونکا قتلگہ مین تیغ قاتل کی — کھلا یہ گل کہ نخل آرزو جڑ سے اُکھڑتے ہین

ایضاً

فلک کو رکھتی ہے جسکی جستجو تیری — نہین ہے کسکو زمانے مین آرزو تیری
کوئی نہ دیکھیگا مقتل مین منہ ترا قاتل — جہان مین میرے ہی دم تک ہے آبرو تیری

ایضاً

چلے آؤ نقاب اُلٹو نہ اُلٹو روے روشن سے — دکھا دو طور کا شعلہ چراغ زیر دامن سے
جھکا دے سر سجدہ خم شمشیر قاتل مین — نماز آخری پڑھ لے وضو کر آب آہن سے
گلون پر چھپے دل کھو لکر اے بلبلو کر لو — سدھارے باغبان صیاد گلچین صحن گلشن سے
گیا یہ آرزو فرہاد لیکر وصل شیرین کی — صدا واحسرتا کی آج تک آتی ہے مدفن سے
ہماری یاد بھی آتی ہے ایام بہاری مین — صبا پیغام یہ کہدے ذرا یاران گلشن سے
قریب باغ مجکو دفن کرنا تھا نہ یارون کو — لحد مین نیند تک آتی نہین بلبل کے شیون سے
مین کیا کعبے کو جاؤن سر جھکاؤن دیر مین کیونکر — جدا مشرب ہے میرا مذہب شیخ و برہمن سے

ایضاً

نہال ہون شجر خشک نو بہار آئی — چمن چمن یہ نسیم سحر پکار آئی
یقین ہے جشن کرے شاہ گل گلستان مین — کہ ہر نہال کا خلعت لیے بہار آئی

ایضاً

عشق مین تیرے یہان ہون اسطرح جانانہ خراب
جوش وحشت مین ہوے جسطرح دیوانہ خراب
محفل جانان مین بھی تھمتی نہین ہی چشم تر
ایکدن مجکو ڈبوے گی یہی خانہ خراب

الیضاً

اندنون عشق مجھے اُس بت بےپیر سے ہی
وصل ممکن نہین جسکا کبھی تدبیر سے ہی

الیضاً

فقط محبس مین ہمکو لطف مانع ہی نگہبان کا
نہین تو یہانسے جانا مشکل ہی کیا دیوار زندان کا

الیضاً

کشور حسن بتان جبتلک آباد رہے
وہ وفا کیجیے اُنکو بھی بہت یاد رہے

الیضاً

گذارا ای پری ہوگا ترے دیوانے کا کیونکر
کہ گلزار جنان ہی ایک گونا دشت وحشت کا

الیضاً

دیگا جو بگولے کی طرح تو ہمین چکر
شکوہ ترا ای گردش دوران نہ کرینگے
ملتا ہی مزا اوادے وحشت مین خلش سے
تلوون سے جدا خار مغیلان نہ کرینگے

مخمسہ

شور ایسا جہان مین شر ایسا
آسمان دشمن بشر ایسا
ضبط کب تک کہان جگر ایسا
کیجیے نالہ بخطر ایسا
نہ سنے پھر فلک ہو کر ایسا

کسکو اچھا کہیے بُرا کہیے
ایک سے سب ہین اسکو کیا کہیے
درد کسکو کسے دوا کہیے
کسکو معشوق باوفا کہیے
کوئی آتا نہین نظر اپنا

ہو اجاسکے سے اُسکے فائدہ کیا
نہ رہے پیش یار ہوش بجا

یہ بھی تقدیر کا مرے لکھا — خط کو دے کر جواب خط نہ لیا

ہو گیا محو نامہ بر ایسا

ماہ رو ہے وہ حسن طلعت ہے — مجسمہ خوبی دُر لطافت ہے
نور حق ہے خدا کی قدرت ہے — حور وش ہے فرشتہ طلعت ہے

نہین دیکھا کہین بشر ایسا

لطف عرفان ہے مجکو ہر شے مین — دیکھتا ہون بہار کو دے نے مین
شوق طاعت جو ہے رگ و پے مین — سجدے کرتا ہون مستی مے مین

باخبر ہون مین بیخبر ایسا

حرص دولت سے گیا تہ گردون — عقل بھی مثل بخت ہے واژون
نہ گیا گڑ کے خاک مین پہ چنون — گنج ساتھ اپنے لے گیا قارون

ہو نہ کوئی حریص زار ایسا

دن کو تو اسقدر نہین ہے گزند — شب کو ایذا فراق مین ہے دوچند
ہون مین اتنا خدا سے حاجتمند — نہ گریبان شب سے ہو پیوند

چاک ہو دامن سحر ایسا

زرد چہرہ ہے چشم ہے پرخون — اسکی آزردگی ہے روز افزون
غم یہ ہے روز کب تلک کھاؤن — جی مین آتا ہے نام عشق نہ لون

پک گیا ہے غم جگر ایسا

ہے دکان جوہری کی حسن اسکا — کیسی کیسی رقم ہے بیش بہا
نہین جوہر شناس بھی ہمسا — لب و دندان جو دیکھیے تو کہا

لعل ایسے کہین ہو گہر ایسا

طرفہ حیرانگیان ہین پیش نظر — ہے پریشان کتاب عقل بشر

سارے خرد و بزرگ ہین ششدر | زلف کے بال اور وہ موی کمر

وہ مطول یہ مختصر ایسا

ہین خفا مجھسے آشنا میرے | طرفہ طالع ہین ای خدا میرے

کام آئیگا کوئی کیا میرے | زخم دل کو جو ٹانکتا میرے

ہاتھ آیا نہ بخیہ گر ایسا

سن لے جرار سے یہ ای موزون | وہی موزون ہی جو ہی شی موزون

لالہ ایسا نہ جام می موزون | داغ فرقت جو دل مین ہی موزون

نہین داغ دل قمر ایسا

منقول از مطبوعہ سابق

تقریظ از نتیجۂ قلم جادو رقم جناب حشمت الدولہ بہار الملک سید محمد غضنفر علیخان صاحب بہادر صولت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر

بعد حمد و سپاس ایزدی و نعت محمدی و منقبت حضرت علی واقف اسرار خفی و جلی مدققان دقیقہ رس اور روشن ضمیران صبح نفس پر ظاہر و باہر ہو کہ اس زمان سعادت توامان مین کہ مسیحای قدرت احیای نام اموات پر آمادہ ہی اور در رحمت حق روے طالبان کمال پر کشادہ ہی یہ کلام بیمثال اور دیوان رشک مقال شعرای ماضی و حال کہ ہر مضمون اسکا من قبیل عطیات ربانی ہی اور ہر لفظ اسکا دلیل صنعت یزدانی ہر نقطہ مانند خال رخ محبوبان عزیز دلہا کے مشتاق ہی یا ہر گز دائرہ طبائع سخنوران

آفاق ہو زبان پہ اہل زبان قربان ہین بیان پر صاحبان بیان قید البصد جان ہین
تصنیف جناب جبار فیض آبادی شاعر بے نظیر رشید تلامذہ جناب ملک الشعرا
تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید **مظفر علی خان** صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر
سلمہ اللہ القدیر یہ طبع ہو کر مشہور روزگار ہوا ہے یہ اہل دیار ہوا بیان صفات مصنف
امر محال ہے فی الحقیقت شاعر عدیم المثال ہے اب کسی قدر حالات مصنف کا بیان
ضرور ہے کہ جنکا دیوان ایسا مطلع نور ہے نام نامی انکا **حسین بیگ قوم**
میرزا تخلص جبار تھا فی الواقع شاعر یکتای روزگار تھا عہد
شباب سے فن سپاہگری کا شوق تھا نام آوری کا ذوق تھا جوانمرد بہادر تھے
بحر بہادری مین بے بہا در تھے طبیعت قناعت پر آمادہ تھی فکر عبادت حد سے زیادہ تھی شعر
رہی زور تن و زور طبیعت ٭ بایں زور آوری زور عبادت ٭ تمام عمر کسی کے آگے دست طمع دراز نہیں کیا
نہ بے شان رزاق اسکی کہ گھر بیٹھے سب کچھ دیا طلب سے بجز خدائے عز و جل عار تھا شعر
صاحب ہر بدار یکار تھا شعر دست طمع کہ پیش کسے کردۂ دراز پل بستۂ کہ بگذری
از آبروی خویش ٭ جیسے کہ حضرت اسیر کی خدمت مین حاضر ہوئے رموز
فن سے بخوبی ماہر ہوئے جس مشاعرے مین شعر گرم سنائے بازار شعر سرد تھا
رخ معاصرین خجالت سے زرد تھا طبیعت نہایت عاشقانہ تھی ہر غزل مطبوع
طبائع اہل زمانہ تھی کیونکر نہ ہوا اسلیے کہ ساتھ طبیعت خداداد کے علم عربی و فارسی مین
خوب استعداد تھی ہر بات یاد تھی کلام مین سقم کا نام نہین عیوب کا کچھ کام نہین
استاد سے نہایت الفت تھی اودھر سے بھی کثرت شفقت و عنایت تھی اولی
دلیل شفقت و محبت یہ ہے کہ جب مرزا صاحب موصوف کا سن عمر لگ بھگ قریب ہفتاد
سال آیا اور کمال نے اپنا رنگ دکھایا مرض تپ سے بہت ضعیف و نحیف
ہوئے زیست سے ناامید ہو کر لکھنو سے راہی وطن شریف سے ہوئے قضا کا پیغام آیا

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا مزہ چکھا یا بروقت اختتام عمر کہ پیمانہ حیات لبریز تھا
اپنے فرزند ارجمند کو بلایا اور بکمال حسرت جو مناسب تھا ارشاد فرمایا اول وصیت
یہ تھی کہ میرا کلام کہ بسبب موانع چند در چند پریشان ہو حالانکہ بمقدار دو سہ
دیوان ہی نوبت جمع نہین آئی کہ قضا نے شکل وکھائی حضرت استاد کی خدمت مین
لیجانا اور یہ وصیت سنا کر خدمت مین چھوڑ آنا المختصر بعد زمانہ مدید کہ جب کلام
بہت پریشان اور مفقود ہو لیا اور کچھ باقی رہا صاحبزادے کو وصیت پدر یاد آئی بقیہ کلام خدمت
بابرکت استاد مین لائے اور کلمات وصیت سنائے جناب منشی صاحب کو نہایت افسوس ہوا اور
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ زبان سے فرما کر دیوان لے لیا الحمد للہ کہ اسقدر بھی
خرابی سے بچگیا چونکہ امور دنیوی اور اصلاح شاگردان اور تصنیف و تالیف کلام
فیض بنیان سے اتنی مہلت نہ ملتی تھی کہ اسکو ملاحظہ فرمائین اور رنگ اصلاح دکھائین
مگر چونکہ خیال انکی وصیت کا دل مین جاگزین تھا اور وہ اشارہ جو اس وصیت مین ہو ذہن نشین تھا
توجہ سے اصلاح فرما کر انتخاب فرمایا دیوان کو لاجواب فرمایا سبحان اللہ ایسے جامع الکمالات
قدسی صفات کہان ہین فخر جہان ہین جناب مجمع خلق و مروت صاحب دولت و
حشمت منشی والا شان عالی دودمان جناب منشی نولکشور صاحب ظلہ العالی
مادام الایام واللیالی کی خدمت مین روانہ فرمایا انھون نے بھی اپنی قدردانی کا
جلوہ دکھایا کہ حلیۂ طبع پنھایا شعر بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ایضاً قطعات تاریخ مطبوعۂ سابق

قطعہ تاریخ از افکار جناب حشمت الدولہ بہار الملک سید محمد غضنفر علی خانصاحب
بہادر حشمت جنگ متخلص بہ حکیم خلف الرشید جناب تہور الدولہ مبارز الملک منشی سید مظفر علی خانصاحب

کلیات تسلیم - جسکا نام تاریخی نظم ارجمند ہی نتیجہ
خوش فکری زبان آور بلند خیال منشی امیر اللہ تسلیم
شاگرد حضرت نسیم دہلوی -

کلیات ظفر - کلام الملک ملک الکلام چار جلدین -
۱ - جلد اول و دوم یکجائی -
۲ - جلد سوم و چہارم یکجائی -

کلیات مومن خان - جدید الطبع -

بہارستان سخن - اسمین تین استادون کا
کلام ہی ہمطرح و ہمقافیہ غزلین ۱ - شیخ امام بخش ناسخ
۲ - خواجہ حیدر علی آتش - ۳ - مہدی حسین خان آباد
بڑے معرکہ کا مجموعہ ہی - ہر ایک استاد نے زور طبع دکھایا ہی
بہمدیگر ترجیح بلا مرجح کہنا زیبا ہی -

دیوان گویا - از طبع اد رسالہ دار فقیر محمد خان گویا
شاگرد خواجہ وزیر تخلص و زیر استاد نازک خیالی -

دیوان رند - مسمی بہ گلدستۂ عشق کلام نواب
سید محمد خان رند شاگرد خواجہ حیدر علی آتش -

دیوان فدا - از موج خیزی طبع وقاد مولوی
فدا حسین وکیل عدالت دیوانی -

دیوان غافل - کلام سخنور ہمپایۂ آتش و ناسخ
منور خان غافل -

دیوان ذوق - از نتیجۂ فکر سخن گو عالی خیال
سید ابراہیم علی ذوق -

دیوان بہار عرب - در محامد خاتم الرسالت
مؤلفہ حاجی محمد نذیر مصطفےٰ آبادی -

دیوان لطف - پاکیزہ دیوان فخر اللبابات مع معراج نامہ
محامد سرور کائنات مصنفۂ حافظ محمد لطف علی خان
بریلوی یہ دیوان بھی قابل دید اہل مذاق ہی -

نعت سروری - غزلیات تمام دیوان
کی محامد خاتم المرسلین مین انشہ بہار نہالی طبع بلند مفتی
غلام سرور لاہوری -

دیوان ہنجار سالک - عمدہ کلام از مرزا
قربان علی بیگ سالک -

دیوان نیاز - از روشنی صافی طبع نازک مسلک
شاہ نیاز احمد بریلوی متخلص بہ نیاز -

دیوان شہیدی - مصنفہ کرامت علی خان
شہیدی تخلص -

دیوان امیر - مسمی بہ مرآۃ الغیب از امیر احمد
امیر تخلص -

دیوان غالب دہلوی - کئی مرتبہ یہ دیوان
مختلف مقامات مین چھپا اور بڑی خواہش سے بکا اور
ہنوز خواہش خریداران اسی طرح ہی کیون نہو بڑے
عالی پایہ مرزا اسد اللہ خان دہلوی کا کلام ہی جسکا
مثل و نظیر ہندوستان مین نہین ہی یہ مطبوعہ مطبع نظامی
سے نقل ہوکر طبع ہوا -

دیوان نشاط الاحباب - مصنفہ بابو
ہر گوبند سہاے -

دیوان قلق - مسمی بمظہر عشق کلام اُستاد کامل آفتاب الدولہ خواجہ اسد تخلص قلق -

دیوان واسطی - نادر کلام مولوی سید فضل رسول خان تعلقہ دار سنڈیلہ -

دیوان عاشق - کلام لطیف از پنڈت کنھیا لال تخلص عاشق -

دیوان خواجہ میر درد - شاعر صاحب باطن

دیوان بحر اسرار حقیقت - در نعت سید مجتبیٰ احمد مصطفےٰ مصنفہ قاضی علی احمد تخلص صل علے -

دیوان ہشیار - مصنفہ کیول رام -

دیوان صبا - مسمی بہ غنچۂ آرزو از میر وزیر علی متخلص بہ صبا -

دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -

دیوان نواب علاء الدولہ - سید محی الدین خان بہادر تخلص فقیر عرف نواب بودھن صاحب -

دیوان مخزن شوق - غزلیات بطرح حضرت ذوق دہلوی مصنفہ منشی ہرچند رائے سرد ہنی تخلص ہرچند ایک کالم مین کلام ذوق دوسرے کالم مین کلام ہرچند

ایضاً - شایستہ پاسخ بمقابلہ غزلیات ناسخ از منشی ہرچند رائے -

دیوان ولی - یہ دیوان قدیم زبان ریختہ موجد شعر گوئی زبان ریختہ شاہ ولی اللہ گجراتی کا کلام ہر اول زبان ریختہ مین اسی شاعر عالی نے شعر کہا ہی

بڑی تلاش سے دستیاب ہو کر طبع ہوا -

چمنستان جوش - دیوان نواب احمد حسن خان جوش از فرزندان نواب حافظ رحمت خان -

مجمع الاشعار - غزلہائے اردو و فارسی اساتذہ -

چمن بے نظیر - اشعار اردو و فارسی اساتذہ فراہم کردہ مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین -

گلدستۂ امانت - جسمین چیدہ چیدہ غزلیات اساتذہ کی ہین نہایت عمدہ گلدستہ ہی

گلدستۂ نعت - اشعار فارسی و اردو مولفہ محمد جمیل الدین احمد -

گلدستۂ خندان - کلام موزون منشی منور علی تخلص خندان -

شمس فیض - قصائد ولیعہد بہادر والی سورٹھ و فسانۂ خیالی منظوم از منشی غلام محمد خان تخلص خبیر

گلشن فیض - قصائد مدحیہ از شیخ بہاء الدین -

خریطۂ سرور - تہنیت نامہ کتخدائی نواب بہادر خان ولیعہد ریاست سورٹھ -

کتب مثنویات

مثنوی زینت انجمن - در مدح نواب محمد خان والی جاورہ -

مثنوی سعدین - تصنیف مولوی انوار حسین تسلیم

مثنوی فرہنگ عشق - مصنفہ منشی طوطا رام شایان